TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222340

UNIVERSAL
LIBRARY


ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا
دیوان طاہر
مجلس واقع کان پور میں چھپا

۸۹۸.۴۳۱۶ ۴۶۷۰ ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

زینتِ عنوانِ دیوان ہو کلام اللہ کا — پہلے بسم اللہ لکھوں پھر نام اللہ کا

ذکر کرنا چاہیے دل سے مدام اللہ کا — اِس نگینہ کے لیے زیبا ہے نام اللہ کا

کوئی حکمت سے نہیں خالی ہے ظلمت ہو کہ نور — رات دن دیکھا ہے اِنتظام اللہ کا

میرے ہر موئے بدن کو کاش ملجائے زبان — شکر ہو ہر ایک نام اللہ کا

جب رسول اللہ کی خدمت میں آئے جبرئیل — ساتھ ہر پیغام کے لائے سلام اللہ کا

فی الحقیقت ہے زبان سے یہ زیادہ پاک و صاف — دل سے میں اِس واسطے لیتا ہوں نام اللہ کا

ہے اُسی کے متصل نامِ محمد عرش پر — کوچ میں ہے جس جگہ تحریر نام اللہ کا

خانۂ دل میں بتِ پندار کا کیا کام ہے — یہ کوئی بیت الصنم ہے یا مقام اللہ کا

عاجزوں کی دستگیری میں نہ کر پہلو تہی — ہاتھ ابھی چلتے ہیں کر لے کوئی کام اللہ کا

آسمان کے سر جھکانے سے یہ ثابت ہوگیا
اہلِ رفعت کرتے ہین سجدہ مدام اللہ کا

طاعتِ معبود انسان سے نہواندھیر ہے
مُرغ و ماہی دام و دد لیتے ہین نام اللہ کا

منعمون کیطرح پر کھون سکّۂ زر کس لیے
ہاتھ مین تسبیح ہو لیتا ہون نام اللہ کا

چند روزہ عمر دو باتون مین ہوجائے بسر
حُبِّ احمد دل مین ہو لب پر ہو نام اللہ کا

سر وہ کس مطلب کا جو سجدے سے ہونا آشنا
وہ زبان کس کام کی بھولے جو نام اللہ کا

۲ | شاعرون نے نعت کے طاہر اڑائے ہین مزے
تم بھی لکھو مدح احمد لے کے نام اللہ کا | ۱۵

ہی دل کو شوقِ نعتِ رسالتمآب کا
توشہ ہمارے ساتھ ہی راہِ صواب کا

روشن ہے خاکسار کو حال آفتاب کا
ذرّہ ہی یہ بھی خاکِ درِ بوتراب کا

کس درجہ صاف صاف ہین مضمون نعت کے
رخسارِ حور ہے کہ ورق ہی کتاب کا

بارِ گناہ لے کے چلا ہون جہان سے
غم بیحساب ہے مجھے روزِ حساب کا

تھا جب بھی نورِ احمدِ مختار جلوہ گر
جب نام کو نشان نہ تھا آفتاب کا

حاجت روائیونکی یہ ہے وجہ خلق مین
بندے کو آسرا ہے خدا کی جناب کا

رکھا کنارہ کش درِ شاہ و وزیر سے
ممنون ہون مین ہمّتِ عالیجناب کا

نفسِ لعین کو خوب سمجھتا ہون مین غریب
رہزن یہی ہی جادۂ راہِ صواب کا

ہوتا ہی یون کلام مین نعتِ نبی سے لطف
جس طرح ذائقہ ہو نمک سے کباب کا

غش آگیا ہی شافعِ اُمّت کی دید سے
خورشیدِ حشر لائے بھی شیشہ گلاب کا

بحرِ جہان ہین زیست کا کیا اعتبار ہے
جامِ حیات ہی کوئی ساغر حباب کا

لکھے ہین مینے روضۂ خیر الزمان کے وصف
تختہ چمن کا ہی کہ ورق ہی کتاب کا

زانو سے سر اوٹھاؤ نہین پیری مین کسطرح
گزرا ہی معصیت مین زمانہ شباب کا

دشمن ہوائے دولت دنیا ہی جان کی
آندھی گرائے دیتی ہی خیمہ حباب کا

۳

طاہر وہ آستانِ شہِ دین پناہ ہے
رتبہ جہان خلد کو ہی لعلِ خوشاب کا

۱۴

ساقی کے ہاتھ مین ہے ساغر شراب کا
میری طرف سے رخ نہ پھیرے آفتاب کا

ہم کو بکشو نکو خوف ہو کیا انقلاب کا
خم آسمان کا ہی نہ جام آفتاب کا

تارِ نگاہِ شوق کا وہ ہو گیا ہجوم
وہ بنگیا نقاب رخِ بیحجاب کا

دستِ نازنیری رکھائی بھی ہی پسند
خالی نہین ہی لطف سے کھینچا شراب کا

پھانسی کے خواستگار کو اے بادشاہِ حسن
ہاتھ آگیا نصیب سے تسمہ رکاب کا

اِتنا تو دے عروج خدا آہِ گرم کو
پارہ اوڑا سے آئنۂ آفتاب کا

حسن و جمال و ناز و کرشمہ ہین ساتھ ساتھ
اللہ کیا ترکب ہی تمھارے شباب کا

دو حرف لکھ بھی دو کہ قضیہ تمام ہو
قاصد امیدوار ہی خط کے جواب کا

صرف ایک بیکسی کی توجہ ضرور ہو
پرسان نہو کوئی میرے حالِ خراب کا

اِسکو جگر کے داغ دکھاتے ہم ای فلک
کیا کہیے منھ اِدھر نہ ہوا آفتاب کا

اُس حور وش کا بعد فنا بھی خیال ہے
کنجِ لحد بنا ہے شکنجہ عذاب کا

کھچوا کے اپنے چہرۂ پُر نور کی شبیہہ
فاکہ اوڑا رہے ہین حضور آفتاب کا

محفل مین جب وہ ساقیِ پیمان شکن نہو
پتھر سے توڑ ڈالیے شیشہ شراب کا

۴

طاہر یہ التجا ہے خدا کی جناب مین
شہرہ جہان مین ہو مرے انتخاب کا

۲۰

جلتی ہو جان داغِ محبت کو کیا ہوا
دن کو بھی یہ چراغ نہ دیکھا بجھا ہوا

گیسو کا عشق جانِ حزین کو بلا ہوا
پھانسی گلے کا ہار ہوئی دم خفا ہوا

افسردگی سی رہتی ہو سوزِ فراق مین
تلوون سے کیا لگی ہو کہ دل ہی بجھا ہوا

بعدِ فنا بھی بارِ محبت اوٹھاون گا
گردن مین رہنے دیجیے تسمہ لگا ہوا

داغون کی میرے دل مین نہو یا خدا لکی
یہ باغ آرزو رہے پھولا پھلا ہوا

لمن نہ آنے پائے کسی سادہ رو کا دھیان
تیرے خیال کا رہے نقشہ جما ہوا

مقتل سے سینے قصد کیا جب سوئے عدم
خنجر مچل مچل کے گلے سے جدا ہوا

کیونکر گزر ہو یار کے بامِ بلند پر
اوترا ہوا ہون دل سے نظر سے گرا ہوا

ناکام آنکھین سوزِ جدائی مین رہ گئین
دو چشمے بھی بجھا نہ سکے دل جلا ہوا

تھا زندگی مین موت کا غم جان کو عذاب
اب قبر مین ہو حشر کا کھٹکا لگا ہوا

تاثیر گریہ نے مجھے تم سے ملا دیا
سینچا گیا تو نخلِ تمنا ہرا ہوا

پیدا کشش بھی کی تو وہی ضد کی ضد ہی
تم موم بن گئے جو مین آہن ربا ہوا

اہلِ جہان تھے عاشقِ ابرو سے منحرف
اب دیکھتا ہون کعبہ کا بھی رخ پھرا ہوا

رہتی تھی گرم شعلۂ خون سے کبھی بغل
ہو اب تو آہِ سرد سے پالا پڑا ہوا

میرے جنازہ پر جو پڑھی آپ نے نماز
یہ جانئے کہ فرضِ محبت ادا ہوا

کس کس کا شکر کیجیے پیشِ نظر ہے یار
آنکھین لڑی ہوئی ہین مقدر لڑا ہوا

جھلا کے تمنے قتل کیا مل گئی نجات
غماض کی بدی سے ہمارا بھلا ہوا

کیسا وطن کہان کا گھر اے آستانِ یار
مین خانمان خراب ہون تجھ پر مٹا ہوا

شکرِ خدا کہ کوچۂ جانان مین ہون معتکف
دنیا کو سینے چھوڑ دیا یا رسا ہوا

۵	دیتے ہین داد میرے سخن کی سخن شناس حاسد اگر خموش ہی طاہر تو کیا ہوا	۱۶

دوست کو دوست سمجھتا نہین جانان اپنا
ایسے نادان کو دل دے کوئی نادان اپنا

جب سے منھ موڑ گئے لشکرِ مژگان اپنا
دم بدم تڑپ کر دئے دیتی ہی رگ جان اپنا

وحشتِ دل کی خبر جب سے تمھین پہونچی ہی
اپنے جامہ سے ہے باہر تنِ عریان اپنا

نہ وہ آتے ہین عیادت کو کہ ہون شکر گزار
نہ اجل کرتی ہی شرمندۂ احسان اپنا

مجکو قاتل نے نشانی دمِ رخصت تو نہ دی
تیر کیون چھوڑ گیا سینہ مین پیکان اپنا

دلِ عاشق ہدفِ تیرِ قضا ہو جب تک
کام کر جاتی ہے وہ جنبشِ مژگان اپنا

میری نظرون مین سمایا ہی وہ زرین کمھٹا
مہ تو کسکو دکھاتا ہے گریبان اپنا

بارِ احسان تو ہی قاتل کا مری گردن پر
سر اوٹھاتا نہین کیون خنجرِ عریان اپنا

کہین آواز چھڑونکی نہ کرے حشر بپا
قدم آہستہ رکھ اے فتنۂ دوران اپنا

کثرتِ جلوۂ رخ سے ترے ماشاء اللہ
آئنہ خانہ بنا ہے دلِ حیران اپنا

وحشت سے سنا تھا کہ ہی در پردہ ملال
کھچ رہا ہے عبث چاکِ گریبان اپنا

شام کو تم رخِ پرنور دکھا جاتے ہو
رات بھر دھنتی ہی سر شمعِ فروزان اپنا

فصلِ گل کی جو نسیمِ سحری لاے خبر
صبح کے ساتھ کرون چاک گریبان اپنا

آ کے سب ہین تو ہمارے کبھی ہین اتنے دمساز
رنج اپنا قلق اپنا غمِ ہجران اپنا

جو ہون آتے ہین وہ دل کا تقاضا کرنے
ہم یہان چاک کیے بیٹھے ہین دامان اپنا

۶	اسد اللہ کے در کا ہون فقیر اے طاہر بوریے کو ہین سمجھتا ہون نیستان اپنا	۱۶

کیا کیا اے ناتوانی کیا کیا
سب کی نظرون مین مجھے ہلکا کیا

دم دیا بوسہ کے بدلے جاؤ بھی
میٹھی باتین کرکے دل پھیکا کیا

ہمدمون سے یار کا شکوہ عبث
اُسنے مجھ سے کی بدی اچھا کیا

کی خوشامد بھی مگر اُن کا مزاج
میری قسمت کی طرح بگڑا کیا

اب دلِ وحشی ٹھکانے سے رہا
تیرے در پر دی ڈھئی اچھا کیا

دل نہ ٹوٹا کوچۂ دلدار سے
مین عدم مین راستہ دیکھا کیا

سب تمھین عیسیٰ نفس کہنے لگے
کیا مریضِ عشق کو اچھا کیا

ہی دئے زخمون کے منھ چرّاح نے
جرم یہ تھا کیون گلہ اُن کا کیا

مینے کیون فریاد کی تھی شام سے
صبح تک دو کروٹین بدلا کیا

چشمک اُن آنکھون سے کی پائی سزا
ساغرِ مے ٹھوکرین کھایا کیا

نعمتین لاکھون تھین گو میرے لیے
ہاتھ دھو کر سب سے غم کھایا کیا

تو وہ ہی ہمدم اے طفلِ حسین
سورۂ اخلاص تک بھولا کیا

کیون ہوا پرآمدھیان آہو گئی ہین
کس چراغِ داغ کو ٹھنڈا کیا

مینے کھایا ہجر مین خونِ جگر
دل لگانے کا مزہ چکھا کیا

یہ فلک جسکو جہان کہتا ہے پیر
تجھسے اندازِ جفا سیکھا کیا

۷ | عشق مین طاہر رہا جو افتخار
مفت اپنی آبرو کھویا کیا | ۱۹

بندہ جو نہین احمدِ مختار کے در کا
مقہورِ دو عالم ہی اِدھر کا نہ اودھر کا

کہتا ہے جگر دیکھکے رُخ تیرِ نظر کا
ہم اسکے ہدف بنتے ہین کیا کام سپر کا

جسدن سے گزرنا وکِ قاتل کا ہوا ہی
پہلو مین ٹھکانا ہے نہ دل کا نہ جگر کا

دنیا مین بھٹکتی ہی کسیدن جو شبِ غم
تقدیر بتا دیتی ہی رستہ میرے گھر کا

لالہ کی ہوئی نشو و نما خاکِ لحد سے
ہم مٹ گئے لیکن نہ مٹا داغ جگر کا

جنّت مین بھی دل ہاتھ سے کھو بیٹھتے عاشق
ہوتا جو کسی حور مین انداز بشر کا

کافی تھی سر و ہی کہ مین گردن زدنی ہون
کیون بوجھ اوٹھایا مرے قاتل نے سپر کا

ہوتے ہین تصوّر مین جو مشتاقِ زیارت
ہم آنکھون سے طے کرتے ہین رستہ ترے گھر کا

کیا پاسِ ادب یار کا منظورِ نظر ہے
شکوہ نہ کیا دل نے کبھی دردِ جگر کا

دریا مین نظر آتی ہے کیفیتِ عرفان
ہے وجد کے عالم مین جو حلقہ ہی بھنور کا

ٹالا بہت اِسکو ستم و جور و جفا نے
یہ صبر وہ پتّھر ہی کہ چھاتی سے نہ سرکا

منزل کا تو کیا ذکر ہے صحرائے جنون مین
ہم ڈھونڈھتے ہین جسکو وہ سایہ ہی شجر کا

کیا پوچھتے ہو رتبۂ داغِ غمِ الفت
یہ جان ہی دل کی یہ کلیجہ ہے جگر کا

جاتے ہین عدم کو ابھی آئے تھے عدم سے
کیا چین سے بیٹھین کہ ارادہ ہے سفر کا

یہ نرگسی آنکھین تری بیمار نہین ہین
مین دیکھ چکا ہون انھین صدمہ ہی نظر کا

بیہوش جو دیکھا تو ہنسی آگئی اُن کو
چھینٹا مجھے دانتون نے دیا آبِ گہر کا

خلوت اِسے کہتے ہین جو وہ خواب مین آئے
آنکھون کو گوارا نہ ہوا دخل نظر کا

کیون صبر و سکون سینہ و دل سے ہوئے رخصت
خالی تھی جگہ پھیل پڑا دردِ جگر کا

۸ | یا ختمِ رُسل طاہرِ مضطر کو تو دیکھو
کب سے متوقع ہی عنایت کی نظر کا | ۱۲

خار سے جب کام نکلے نشترِ فولاد کا
مجھکو سودا ہی جو مین احسان لون فصّاد کا

وصف کیا کرتے ہو مجھ سے خنجر بیداد کا
منہ نہ کھلوا دو مرے زخم دل ناشاد کا

برق نے حاصل کیا ہی مجھ سے بیتابی کا رنگ
رعد نے کچھ ڈھنگ اڑایا ہی مری فریاد کا

قد کشی اُس رشک گل کی دیکھ کر گلزار مین
بندگی کو سرو اُٹھا سر جھکا شمشاد کا

میرے نالونسی یہانتک آشنا تھے گوش خلق
صور محشر پر ہوا دھوکا مری فریاد کا

انبیا آرایش یہ ہی رحمت سے وہ بخشے ہین
نامۂ اعمال آئینہ بنے زہاد کا

چھپ کے غیرون سے چلے آؤ کسی ن میرے گھر
شاد کر دو دل کبھی تو عاشق ناشاد کا

ایک اسیری کے سوا لاکھون طرح کے ہین عذاب
مجکو دوزخ سے سوا گھر ہو گیا صیاد کا

ہاتھ کب آئی ہمین دولت وصال یار کی
مدعا کس روز بر آیا دل ناشاد کا

سوز فرقت مین نہ رو دون مین اگر اے ناصحو
خانۂ دل پھونک دے شعلہ مری فریاد کا

فکر کس کے قتل کی ہی کیا مہم درپیش ہی
سر نگون رہتا ہی کیون خنجر مرے جلاد کا

۹	طاہر مضطر اسیر غم ہی یا شیر خدا مشکلین حل کیجیے یہ وقت ہی امداد کا	۱۳

باغ عالم مین قد یار کا ہمسر کیسا
سرو کس کیمیت کی مولی ہی صنوبر کیسا

رات دن کوچۂ اغیار کا چکر کیسا
ہی ترے پاؤن مین اے بت پہ پنیچر کیسا

کسکے رخسار سے مد نظر رہتے ہین
ہمسہ تن داغ ہی یہ مہر منور کیسا

نالے کرتا ہون تو جھنجلا کے وہ فرماتے ہین
کیا قیامت ہی یہ ہنگامۂ محشر کیسا

عیش و آرام کہان آپ کے آوارون کو
فرش کا نٹون کا مقدر مین ہی بستر کیسا

تجکو بھی کوچۂ دلدار کی کیا الفت ہی
رات دن اے فلک پیر پہ چکر کیسا

یہ بھی کیا کم ہی جو خاک در جانان ہی نصیب
اور بیمار وفا کے لیے بستر کیسا

قتل عشاق مین ای ترک تامل کیسا ہی — تیغ ابرو تو یہ موجود ہی خنجر کیسا
گالیان ہم لب شیرین سے سنا کرتے ہین — تلخ ہی ذائقۂ قند مکرر کیسا۔
دیدۂ تر نے کیا ضبط بکا حیرت ہی — بند کوزہ مین ہوا ہی یہ سمندر کیسا
بیٹھے بیٹھے جو ہوا جنبش مژگان کا خیال — ایک بھالا سا لگا میرے جگر پر کیسا۔
آہ کس دشت مین تقدیر مجھے لائی ہی — راہزن تک نظر آتا نہین رہبر کیسا

۱۰ — کیون گنہ عفو نہو جائین ہمارے طاہر / ورد ہی آٹھ پہر نام پیمبر کیسا — ۱۵

سچ کہو حشر اگر نالون سے برپا ہوتا — آج بھی کل کی طرح وعدۂ فردا ہوتا
بوسۂ لب کا جو عاشق کو سہارا ہوتا — سخن تلخ تو کیا زہر گوارا ہوتا
دل گم گشتہ کی ہوتی ہی زمانہ مین تلاش — بیخودی نے ترے کوچہ مین تو ڈھونڈھا ہوتا
اُف ری بیتابئ دل اُف ری نقاہت میری — آہ کے ساتھ کلیجا نکل آیا ہوتا
عاشق زار سر راہ جو اوجھے تو کہا — ایسے کانٹون کے لیے دامن صحرا ہوتا
حسرت جلوۂ عارض کا نہین اُنکو یقین — مردم دیدہ نے قرآن اُٹھایا ہوتا
آج کیون غم ہی اُنھین پاؤنمین مہندی نہ لگی — وعدہ کی شب کو بھی کیا خون تمنا ہوتا
تیرا افسانہ اگر حضرت یوسفؑ سنتے — جو نہ دیکھا تھا کبھی خواب وہ دیکھا ہوتا
بھولتا اپنی روانی کو بھی مانند سراب — آشنا دیدۂ گریان سے جو دریا ہوتا
ہم وہ میکش تھے جو یاد آتین تمھاری آنکھین — پھوٹی آنکھون سے بھی ساغر کو نہ دیکھا ہوتا
بوسہ ہونٹونکا جو ملتا کبھی تکرار کے ساتھ — دل میرا قند مکرر سے بھی پھیکا ہوتا
دیکھنا ہو نہ گیا بوسۂ لب کا خواہان — تمنے ساغر کو بہت منھ نہ لگایا ہوتا

پارا اُڑتا ترے رخسار کی گرمی پاکر
آئنہ سامنے ہوتا تو تماشا ہوتا

اِس نزاکت کے تئین ہوتا جو اُنھین بھی غمِ عشق
تھا اکہرا تو بدن اور چھرہرا ہوتا

۱۱
جان کیون گیسوؤن کے عشق مین دیتے طاہر
سر کا دشمن وہی ہوتا جسے سودا ہوتا
۱۷

نا وانداز ہین اُس شکِ قمر مین کیا کیا
خوبیان ہوتی ہین اللہ بشر مین کیا کیا

اشک خونین ہین بھرے دیدۂ تر مین کیا کیا
لعل بھی ہوتے ہین اِس کانِ گہر مین کیا کیا

روزِ فرقت نے دئے داغ جگر مین کیا کیا
مشعلین جلتی ہین دن کو میرے گھر مین کیا کیا

تیری رفتار کا رہتا ہی تصور اے شوخ
بجلیان کوندتی ہین میری نظر مین کیا کیا

جب سے مژگان کی محبت نے کیا ہی لاغر
خار ہون دیدۂ ارباب نظر مین کیا کیا

شبِ فرقت مین جو عشاق گزر جاتے ہین
گھی کے جلتے ہین چراغ آپ کے گھر مین کیا کیا

موم کیطرح پگھل جاتے ہین بت پتھر کے
سچ تو ہی ہوتی ہی تاثیر نظر مین کیا کیا

یار کے جانے سے ہوتی ہی جو وحشت شبِ وصل
ہاتھ پڑتے ہین گریبانِ سحر مین کیا کیا

دشتِ غربت مین غم و رنج و الم ہین ہمراہ
رُفقا ساتھ ہین ہر وقت سفر مین کیا کیا

کوچۂ عشق مین لُٹتی ہی متاعِ دل و جان
رہزنی ہوتی ہی اِس راہگزر مین کیا کیا

بے تکلف ثمر اِسکا نہین ہاتھ آتا ہی
خار ہوتے ہین محبت کے شجر مین کیا کیا

رات دن داغ اسیرونکو ملا کرتے ہین
گُل کھلا کرتے ہین صیاد کے گھر مین کیا کیا

قتل کو میرے جو باندھی ہی سر و ہی اُسنے
بَل پڑے جاتے ہین قاتل کی کمر مین کیا کیا

دیکھکر ابروؤن کو کہتے ہین بسمل اُن کے
انھین تلوارون سے ہین زخم جگر مین کیا کیا

مجھسے سیکھا ہی شبِ غم مین جو اندازِ فغان
درد ہی نالۂ مرغانِ سحر مین کیا کیا

یار کا طالبِ دیدار ہوا ہی جب سے | خاک اُڑا کرتی ہی آئنہ کے گھر مین کیا کیا

۱۲

کیا غرض حاسدِ کم بین سے مجھے اے طاہر
آبرو ہی میری ارباب نظر مین کیا کیا

۱۶

اے بُت یہ کل کی بات ہی کیسا زمانہ تھا | میرا سرِ نیاز ترا آستانہ تھا
قیسِ حزین کے بعد وہی کارخانہ تھا | او ٹھی بساط اُسکی تو میرا زمانہ تھا
سجدہ کے ذوق شوق مین اے بت زمانہ تھا | کیا کعبہ مراد ترا آستانہ تھا
ممکن نہین کہ سینۂ گردون ہدف بنے | یہ دل ہی تھا کہ تیرِ ستم کا نشانہ تھا
حرفِ غلط کیطرح وہ دنیا سے مٹ گیا | تیرے دہن سے عشق جسے غائبانہ تھا
مژگان کی یاد مین قدر انداز ہم ہوے | جوڑا جو تیرِ آہ تو گردون نشانہ تھا
سایہ درخت کا بھی نہین اُنکی قبر پر | زریفت کا نصیب جنھین شامیانہ تھا
اُس تُرک کا جو گوشۂ زین ہاتھ آگیا | مثلِ غبار مین بھی برابر روانہ تھا
ناحق خفا ہو میری رسائی ہوئی بھی تھی | زلفون کے بَل نکالے تھے جسنے وہ شانہ تھا
کیسا تو شوق منزلِ مقصود تھا مجھے | مین خضر سے بھی دو قدم آگے روانہ تھا
تیرِ نظر سے جب تنِ لاغر نہ اوڑ سکا | تیوری بدل گئی کہ یہ کیسا نشانہ تھا
ٹھہری نہ روح جسم مین پیری کو دیکھ کر | طالع ہوئی سحر تو مسافر روانہ تھا
کیسے تو اُنکو یاد لگاوٹ کے ڈھنگ تھے | مجھسے بھی میل غیر سے بھی دوستانہ تھا
ڈوبا ہوا تھا الفتِ ساقی کے رنگ مین | ظاہر مین گو لباس مرا صوفیانہ تھا
نیلا جو پڑ گیا ہی بدن آسمان کا | فریادیون کی آہ نہ تھی تازیانہ تھا

طاہر تمھین پسند تھین نازک خیالیان

۱۳	لیسکن مین عاشقِ سخنِ عاشقانہ تھا	۲۱
مین کیا کہون فروغ مجھے کسقدر ہوا		تم آ گئے تو مطلع انوار گھر ہوا
گلشن ہوا اُداس جو اُسکا گزر ہوا		ہر چاندنی کا پھول چراغِ سحر ہوا
حاصل کیا فروغ جو رخسار یار سے		پیرِ فلک کی آنکھ کا تارا اختر ہوا
اقرارِ وصل کے لیے کھلنا محال ہی		اُن کا دہن بھی کیا گرہِ نیشکر ہوا
دل کو چھپا کے سینہ مین رکھا تھا عمر بھر		آخر کو وہ بھی نذرِ خدنگِ نظر ہوا
دی جان مین نے الفتِ رخسارِ یار مین		شکرِ خدا کہ قصۂ غم مختصر ہوا
بیساختہ جو سُنکے ہنسی تم کو آ گئی		کیا حالِ درد و غم بھی خوشی کی خبر ہوا
دل پس رہا ہی آپ کو اِسکا نہین خیال		سُرمہ کو دیکھتا ہون کہ مدِ نظر ہوا
سر تیرے پاؤن پر رہے ہر دم یہ فکر ہی		سجدہ کی آرزو نہ ہوئی دردِ سر ہوا
گریہ کا عیب چھپ نہ سکا ہجرِ یار مین		گو پردہ پوش دامنِ مژگانِ تر ہوا
اللہ سوزِ ہجر مین ہی زندگی عذاب		ہر داغ دل مین شعلۂ نارِ سقر ہوا
کیا ابتدائے عشق مین امید زیست کی		دل جل کے شام ہی سے چراغِ سحر ہوا
شکرِ خدا گلہ نہ کیا بات رہ گئی		قاتل سے سُرخرو لبِ زخمِ جگر ہوا
یہ وجہ تھی جو راہ نہ بھولے وہ خواب مین		رہبر دعائے نیمشبی کا اثر ہوا
ہمکو ملے تو لالہ رُخون پر کرین نثار		کس کام کا جو غنچون کی مُٹھی مین زر ہوا
ہوتا ہی روز خونِ تمنا فراق مین		میرا دلِ خراب بھی آفت کا گھر ہوا
اے تیر سینہ دوز سلامت رہے ترا		دل پر بھی آ بنے گی جو خونِ جگر ہوا
بیچین دل ہی کا نو نہین ہی دشمنون کے درد		فریاد مین نے کی تھی یہ اُسکا اثر ہوا

کترا کے راہ اُسنے جو دامن اُٹھا لیا۔ | مین ناتوان بھی خارِ سرِ رہگزر ہوا
تو نے بھی تو لگائی ہی رخسارِ یار سے | اے آفتاب تو بھی چراغِ سحر ہوا

۱۴ | طاہر اُسی کی دونون جہان مین ہی آبرو | ۸
جو خاک آستانِ شہِ بحر و بر ہوا

دشمن نے مجھے کوچۂ جانان سے نکالا | کانٹا تو نہ تھا مین کہ گلستان سے نکالا
سبزہ چمنِ عارضِ جانان سے نکالا | بیگانہ کو یارون نے گلستان سے نکالا
شکوہ نہ کر اے زخمِ جگر بیمزگی کا | قاتل نے نمک ابتو نمکدان سے نکالا
یہ میرے مقدر ہین کہ سیدھے نہین ہوتے | مشاطہ نے بل زلفِ پریشان سے نکالا
اے ترک میرے زخمِ جگر سی نہ دئے تو نے | یہ کام بڑا سوزنِ مژگان سے نکالا
گھبرا گئے جب ضعف سے اے جوشِ جنون ہم | پھانسی کے لیے تار گریبان سے نکالا
تھی رخنہ بدن کی بھی غضب قیدِ جنون مین | مشکل سے گلا طوقِ گریبان سے نکالا

۱۵ | الطاف شہنشاہِ اسم عام ہین طاہر | ۱۲
بندہ کو بھی قیدِ غمِ عصیان سے نکالا

عطر کیا چاہیے اے مشفقِ من مٹی کا | کبھی مٹی مین ملیگا یہ بدن مٹی کا
دفن ہوتا ہی پسِ مرگ بدن مٹی کا | لوگ بھر دیتے ہین مٹی سے دہن مٹی کا
بوسے عشاق کو دیتے ہو مکدر ہو کر | رنگ پیدا نہ کرے سیبِ ذقن مٹی کا
جب کبھی جاتے تھے بازار کو سودائی چشم | مول لیتے تھے لڑکپن مین ہرن مٹی کا
شکر کر آنکھین ہین نرگس تو قدِ راست ہی سرو | اُسکی قدرت سے بنا ہی یہ چمن مٹی کا
خانۂ دل کو گراتے ہین جو خورشید لقا | کچھ گھروندا نہین اے چرخِ کہن مٹی کا

گر میان سوزِ محبت جو دکھائی اپنی
موم ہو کر جو پگھل جاے بدن مٹی کا

لاکھون محبوبِ گل اندام گئے دنیا سے
کیا شگفتہ ہی تہِ خاک چمن مٹی کا

عاشقِ زار ازل سے ہین عجیب الخلقت
دل تو پتھر کا بنایا ہی بدن مٹی کا

چشمِ جانان سے جو صحرا مین کرے چار آنکھین
سحر کے زور سے بنجاے ہرن مٹی کا

لبِ لعلین سے جو سنتے ہین کدورت کے کلام
جوہری کہتے ہین ہی لعلِ یمن مٹی کا

۱۶ اُس پریزاد کی ہی نور سے خلقت طاہر
ہمکو خالق نے بنایا ہی سمن تن مٹی کا ۱۷

بحرِ الفت سے کنارہ اے دلِ شیدا کیا
آبرو رکھ لی مری اچھا کیا اچھا کیا

روزِ محشر جب خدا پوچھیگا تو نے کیا کیا
صاف کہدونگا بتون کو عمر بھر چاہا کیا

صبر بیدادِ بتان پر اے دلِ شیدا کیا
مرحبا صد مرحبا اچھا کیا اچھا کیا

شام ہی سے دل چورا کریگیا وہ مہ جبین
مین چراغِ داغ لیکر رات بھر ڈھونڈھا کیا

کیا کہون کسطرح مین نے رات کاٹی ہجر کی
اشک آنکھون مین ہے پہلو مین دل تڑپا کیا

وعظ کی مجلس مین بہکی بہکی باتین کیون نہون
تیری چشمِ مست نے زاہد کو متوالا کیا

ایک نے منصب نیا یا عشق مین میری طرح
خاک چھانی قیس نے فرہاد سر پٹکا کیا

اُنگلیان اُٹھتی ہین ہمچشمون مین غرگان کیطرح
دیدۂ تر کا بُرا ہو کیا مجھے رسوا کیا

اُس ستمگر نے کیا میری طرح اُسکو بھی قتل
بعد میرے جسنے میرے خون کا دعوی کیا

طعن و تشنیعِ خلائق کی شکایت کیا کرون
خود پشیمان ہون کہ تمکو دل دیا یہ کیا کیا

دونون مشتاقِ تجلی ایک صورت کے رہے
مین اُسے دیکھا کیا وہ آئنہ دیکھا کیا

خواب مین وہ شعلہ رو آیا ہماری بن پڑی
اپنی آنکھین سینکین کہنے کیا کہ دل ٹھنڈا کیا

ہاے داغِ آتشین بھی دشمنِ جان ہو گئے
مین انھین دلسوز اپنا عمر بھر سمجھا کیا

آج کیا روزِ ازل سے مین تو ہون عاشق مزاج
عہدِ طفلی مین بھی اکثر جان پر کھیلا کیا

جان جلتی ہی کہ دل کیون مائلِ گیسو ہوا
مفت اپنے سر پر آفت لی یہ اسنے کیا کیا

ہاے مُردے تک ہوئے زندہ خرامِ ناز سے
ایک ٹھوکر کے لیے مین ایڑیان رگڑا کیا

۱۷
ہین وہ طاہر بیوفا نا قدردان نا آشنا
دل کوئی ایسونکو دیتا ہی یہ تُمنے کیا کیا
۱۲

میرے کہنے کا جو تو ای دلِ نادان ہوتا
پیچ یون زلف کے پڑتے نہ پریشان ہوتا

وہ پریزاد اگر تابعِ فرمان ہوتا
سکۂ داغِ جنون مُہرِ سلیمان ہوتا

خیر گزری نظر آیا نہ ہلالِ ابرو
عید اغیار کی ہوتی جو مین قربان ہوتا

آرزو موت کی تھی عشق دہن مین یارب
ڈوب مرنے کے لیے چشمۂ حیوان ہونا

دعوتِ قتل ہی شمشیر بکف ہی قاتل
زخم کھانے کا مزہ تھا جو نمکدان ہوتا

رُخِ روشن جو دکھاتے وہ دکھا کر زلفین
کلمہ پڑھ کے مین ہندو سے مسلمان ہوتا

زورِ وحشت کا نہ ملتا اگر ای جوشِ جنون
چاک ہاتھون سے نہ دامن نہ گریبان ہوتا

مول لیتے اُسے نقدِ دل و جان دے کر ہم
لب کا پاسنگ اگر لعلِ بدخشان ہوتا

حُسنِ یوسف کا بہت گرم ہوا تھا بازار
لُوٹ لیتا جو وہ غارت گرِ ایمان ہوتا

عکس پڑتا دمِ تزئین جو لبِ رنگین کا
آئنہ آرسی کا لعلِ بدخشان ہوتا

غم خزان کا نہ خوشی موسمِ گُل کی ہوتی
دلِ صد چاک اگر غنچۂ پیکان ہوتا

۱۸
جب وہی میری عیادت کو نہ آئے طاہر
اور پھر کون میرے حال کا پُرسان ہوتا
۱۵

غضب ہی ناز بھی ہمسے نہ اوٹھے یارِ جانی کا
گرے جاتے ہین نظرون سے بُرا ہونا توانی کا

ہوا ابرو کی مدحت سے یہ شہرہ خوش بیانی کا
کہ سیفی نے پڑھا مجھسے سبق شمشیر خانی کا

پیالہ مجکو بھی دینا شرابِ ارغوانی کا
کہ ہون مشتاق اے پیرِ مغان عودِ جوانی کا

نزاکت اسکو کہتے ہین لطافت اسکے معنی ہین
تمھارے جسم مین عالم ہی روحِ آسمانی کا

تمھارے بید ہن ہونیکی شہرت سُنکے گلشن مین
دہانِ غنچہ کو دعویٰ ہوا ہی خوش بیانی کا

شرابِ کُہنہ کا جبتک سرور آنکھو مین رہتا ہی
گزر ہوتا نہین ہی دل مین یادِ نوجوانی کا

خیال رُوے روشن کی دلِ عاشق مین ہو منزل
اندھیرے گھر مین بھی عالم ہو بُرجِ آسمانی کا

پیالہ عمر کا جب تک نہو لبریز اے ساقی
رہے پیشِ نظر ساغر شرابِ ارغوانی کا

ملی غم کھانے کی لذت جو یادِ سبزۂ خط مین
خدا سے مین ہوا طالب حیاتِ جاودانی کا

ترے در پر شبِ فرقت مین میری آنکھ کیا جھپکے
کہ سیکھا ہی ستارون سے طریقہ پاسبانی کا

کبھی تو آکے کوٹھے پر دکھا دو طور کا جلوہ
سُنا کرتا ہون مدت سے مین فقرہ لنترانی کا

ہزارون داغ کھائے ہین کفِ افسوس مل ملکر
بڑی مشکل سے چھلا ہاتھ آیا ہی نشانی کا

ہمارے دیدۂ تر سے ہین اشکِ آتشین جاری
شرر اس سے نکلتے ہین یہ وہ چشمہ ہی پانی کا

لڑا لیتے ہم آنکھین آئنہ مین عکسِ عارض سے
جو اندیشہ نہوتا ہمکو تیری بدگمانی کا

۱۹ | غضب آہون کے جھونکے ہین قیامت صبح پیری ہی
خدا حافظ ہی اے طاہر چراغِ زندگانی کا | ۱۷

مرے نالون کے آگے نازیہ فریاد وشیون کا
ابھی دم بند کرتا ہون مین ناقوسِ برہمن کا

مجھے حسرت ہی اے قاتل کرے تو کام رہزن کا
تری تلوار ہاتھون ہاتھ اُتارے بوجھ گردن کا

دلِ نازک ہمارا سختیان اُلفت کی کیا جھیلے
کہین شیشہ اُٹھا سکتا ہی صدمہ سنگ و آہن کا

غضب ہی زیر بارِ منّتِ اہلِ جہان ہونا
اُتارا جسنے تنکا بوجھ رکھا اُسنے سو من کا

ہوئی تو ہی گلے ملنے کی حسرت مجکو اے ساقی
کہین دھاگا نہ دے ڈورا صُراحی دار گردن کا

نہ تھا ایسا بھی شوقِ دشت پیمائی اسیری مین
کہ میرے پاؤن لوہا مانتے زنجیرِ آہن کا

تمھین ہی غیر سے اُلفت محبت ہمسے کیا ہوگی
ہم اُسکو دوست کہتے ہین کہ جو دشمن ہو دشمن کا

مجھے تو کوس مین آمین کہون منّت جو ہو پوری
تو میری قبر پر آکر پڑھا نا طوق گردن کا

خدا نے اسکو دی ہی زیبِ زینتِ عقل و دانش سے
یہ پُتلا خاک کا محتاج کب ہی رنگ و روغن کا

رہا کرتی ہی اب دونون کی حسرت عہدِ پیری مین
جوانی مین زمانہ یاد آتا تھا لڑکپن کا

بہار آنے کو ہی باقی ہی میرا پیرہن اب تک
کہین دستِ جنون بخیہ نہ کھولے جیبِ دامن کا

دلِ منجوار کا افسردہ ہونا امرِ آخر ہی
نہ مُرجھائے الٰہی ہار تک شیشہ کی گردن کا

یہان کیا رنگ لائیگا ہمارا خونِ محشر مین
کسی دن گُل کھلائیگا یہ دھبا تیرے دامن کا

وہ ہٹ ہٹ مجھسے کہتے ہین مین اِس پہلو کو کیا سمجھون
کہ ہٹ دھرمی کی ہٹ ہی یا تقاضا ہی لڑکپن کا

چھڑی پھیری ہی قاتل نے جو مینِ تشنہ کامی مین
گلے مین میرے پھندا پڑ گیا ہی آبِ آہن کا

گریبان کے اُڑانے کون پُرزے ناتوانی مین
اُلجھ پڑتا ہی میرے ہاتھ سے ہر تارِ دامن کا

دکھا دیتے اُسے جوہر طبیعت کا ہمِ اے طاہر
جو ہوتا قدر داں دنیا مین کوئی شعر کے فن کا

۲۰ ۱۰

دیکھا نہ مصحفِ رُخِ جانان غضب ہوا
کیا نحس اب کی سال ہلالِ رجب ہوا

پھر سوزِ دل زیادہ ہوا پھر غضب ہوا
پھر جان بلب یہ عاشقِ تفسیدہ لب ہوا

اے ترک ہون وہ محو کہ معلوم ہی نہین
سر سے مرے جدا سرِ شوریدہ کب ہوا

دانتون کی آب سودۂ الماس ہو گئی
مسّی کا رنگ دیکھکے مین جان بلب ہوا

اللہ رے خوشی کہ مین خود سر بکف چلا
سرکارِ عشق مین جو میرا سر طلب ہوا

مین جل گیا جو غیر کو اُسنے کیا شہید
قاتل کا نیچہ مجھے برقِ غضب ہوا

زندہ کیا جو کشتۂ زہرِ فراق کو
اُس رشکِ آفتاب کا عیسی لقب ہوا

اے سیلِ اشک دوڑ کہ وقتِ مدد ہی یہ
سوزِ درون نے آگ لگادی غضب ہوا

جینا فراقِ یار مین حیرت کا تھا مقام
مین مرگیا جو ہجر مین تو کیا عجب ہوا

۲۱ طاہر خدا کے واسطے باز آؤ عشق سے ۱۶
بندے بتون کے ہوگئے یہ کیا غضب ہوا

دیکھکر جلوۂ حسن اے بتِ پُرفن تیرا
بنگیا آئنہ محوِ رخِ روشن تیرا

کون مفتون نہین اے غیرتِ گلشن تیرا
دم بھرا کرتے ہین مرغانِ نوازن تیرا

عشق سے ترکِ تعلق نہوا جیتے جی
دوست کہتے رہے مجھسے یہ ہی دشمن تیرا

تو میرے قتل سے نادم ہو تو ہون غیر بھی قتل
تیغ بنجاے ہلالِ خمِ گردن تیرا

گھر غریبونکے گھروندے کی طرح مٹتے ہین
نہ گیا اے فلکِ پیر لڑکپن تیرا

لاکھ آنسو میرے پُچھتے ہین مگر ڈرتا ہون
خارِ مژگان سے نہ اُلجھے کہین دامن تیرا

آج کل باغ کی بگڑی ہی ہوا اے بلبل
کہین برباد نہ ہوجاے نشیمن تیرا

ابتو زاہد بھی ترے عاشقِ شیدائی ہین
کلمہ پڑھتے ہین اے طفلِ برہمن تیرا

سر قدم سے نہ اُٹھائے کفِ افسوس ملے
دیکھ پائے جو کبھی ہاتھ برہمن تیرا

حشر کا روز ہی انصاف نہونا معلوم
اے صنم آج مرا ہاتھ ہی دامن تیرا

کسلیے طالبِ دیدار ہی موسی کی طرح
آئنہ دیکھ سکے گا رُخِ روشن تیرا

ابرِ گیسو سے نکل آہِ کامل کی طرح
اسمین نقصان ہی کیا اے رُخِ روشن تیرا

آنکھ خورشید درخشان کی چھپکتے دیکھی
کس قیامت کا بنا ہی رخِ روشن تیرا

خاک مین ملتے ہین ہم کمیل سمجھتا ہی تو
انھین باتون سے تو ثابت ہی لڑکپن تیرا

کس سے پوچھون کہ میرے دیدہ و دل خیر ہین
رگِ گردن ہی بتا دے مجھے مسکن تیرا

۲۲ مدح احمد کا صلہ تجکو ملے گا طاہر
دُرِ مقصود سے بھر جائیگا دامن تیرا ۱۴

غیر بھی ہمرہ ترکِ ستم ایجاد آیا
ساتھ لیکر ملک الموت کو جلاد آیا

نیمجان ہو کے کوئی راہ کہان تک دیکھے
ابتو دم آنکھون مین ای موجِ بیداد آیا

ہجر مین کیون نہو ممنون اجل کا عاشق
جسکو تم بھول گئے تھے وہ اسے یاد آیا

رو رہا تھا کہ دکھایا کششِ دل نے اثر
منھ برستے مین مرے گھر وہ پریزاد آیا

ہچکیان نزع مین دم لینے نہین دیتی ہین
کیا کسی وعدہ فراموش کو مین یاد آیا

ہجر مین گریۂ بیساختہ کو روتے تھے
جی جلانے کو کہان شعلۂ فریاد آیا

دیکھکر اور حسینون کو ہوئی تھی حیرت
ای صنم تجکو جو دیکھا تو خدا یاد آیا

قرۂ یار کا سودا جو نہ تھا ای رگِ جان
چھیڑنے کو مجھے کیون نشترِ فصّاد آیا

دیکھکر میری مصیبت وہ ہوا خوفِ خدا
کہ یہ بت حشر کو بھولے ہوے تھے یاد آیا

ای جنون وادیِ اُلفت مین بگولے کیطرح
گرد شین ایسی اُٹھائین کہ خدا یاد آیا

عیش پر کیون نہ مصیبت کو مرجح سمجھون
اُسمین تھی بیخبری اِسمین خدا یاد آیا

ابھی ہم زخمون کے منھ میٹھے کرین شکّر سے
کہین مژدہ تو سُنائین کہ وہ جلاد آیا

عہدِ پیری مین ہوا عیشِ جوانی کا خیال
صبح کو خوابِ فراموش مجھے یاد آیا

جو ہوا پاے طلب توڑ کے قانع طاہر
۰

۲۳	ہاتھون ہاتھ اُسکے لیے رزقِ خداداد آیا	۱۳

نشہ مین اُس سیمتن پر اور جوبن ہوگیا
رنگِ عارض اِسقدر نکھرا کہ کُندن ہوگیا

خواب راحت سے جب اُٹھا یار جوبن ہوگیا
صبح صادق کا ستارہ روے روشن ہوگیا

اے صنم دن رات شغلِ آہ و شیون ہوگیا
دل ترے ہاتھون سے ناقوسِ برہمن ہوگیا

دیدۂ حیران ترے جلوہ سے روشن ہوگیا
آنکھ کا تارا ہلالِ طوقِ گردن ہوگیا

محفلِ جانان مین شغلِ آہ و شیون ہوگیا
کیا تماشا ہو دلِ ناساز ارگن ہوگیا

مرگئے پر بھی رہا مجکو تعلق یار سے
جسمِ لاغر خاک ہوکر گردِ دامن ہوگیا

تیرہ بختی کا فسانہ مین نے جب اُنسے کہا
ہمزبان محفل مین دودِ شمع روشن ہوگیا

اضطرابِ دل نے کیا کیا زلزلے پیدا کیے
گر پڑے سارے در و دیوار گھر بن ہوگیا

کیون ہو نادم کیون حیا سے سر اُٹھا سکتے نہین
کیا کسیکا خون ناحق بارِ گردن ہوگیا

رات پروانون سے بزم یار مین کہتی تھی شمع
دل جلایا جسنے اُسکا نام روشن ہوگیا

مرتے مرتے لے لیا ایمان تیغِ یار نے
ہاتھ کھاکر مین جنیو کا برہمن ہوگیا

عہدِ پیری آگیا ہشیار ہو اے غافلو
کھول کر آنکھین تو دیکھو روزِ روشن ہوگیا

۲۴	تو لگاؤن کس لیے طاہر مین فکرِ شعر سے قدر دانے سخن کا حال روشن ہوگیا	۱۴

سامانِ شہادت کبھی اے دل نہین ہوتا
تلوار جو ہوتی ہے تو قاتل نہین ہوتا

یہ جان لو آئینہ ہر آئینہ بھی بیمثل
آلودہ کدورت سے اگر دل نہین ہوتا

اے تیرِ جگر دوز کہان اِسکو چھپاؤن
سینہ مین بھی محفوظ میرا دل نہین ہوتا

اُن ابروؤن کے سامنے جھک جاتی ہے گردن
ہرگز مہِ نو مدِ مقابل نہین ہوتا

کسکو نہین دنیا مین ترے دید کی حسرت
ارمان سے خالی تو کوئی دل نہین ہوتا

اے خنجر مژگان سے ترے خون سے اسدرجہ ہی نفرت
پانی تری تلوار کا شامل نہین ہوتا

موقوف ہو کیونکر کف افسوس کا ملنا
گردن مین تری ہاتھ حمائل نہین ہوتا

زاہد کے تو اوقات عبادت ہین معین
مین یاد صنم سے کبھی غافل نہین ہوتا

ہرچند کہ غنچہ بھی ہین زردار تو کیا ہین
مین سنگدلون سے کبھی سائل نہین ہوتا

اے اہل نظر حسن پرستی نہین جاتی
آنکھون کا یہ آزار ہی زائل نہین ہوتا

ہرگز مجھے منظور نہین بخد مین رہنا
مین قیس کی جاگیر کا عامل نہین ہوتا

اے محبت تجھے چھاتی سے لگا لیتے ہین اغیار
ان سنگدلون کو مرض سل نہین ہوتا

مقتل مین لپٹتا ترے دامن سے تڑپ کر
یہ بھی میری تقدیر کہ بسمل نہین ہوتا

۲۵ کس دن میری امید بر آتی نہین طاہر
کس روز مین اللہ سے سائل نہین ہوتا ۱۲

جینے کا بھروسا شب اندوہ مین کیا تھا
مین شام ہی سے خواب اجل دیکھ رہا تھا

کہتے ہین میرے نالہ موزون کو وہ سنکر
یہ مصرعہ برجستہ فغانی کا سنا تھا

اے شام جدائی میرے نالون نے جگایا
بیدار کبھی فتنہ محشر نہ ہوا تھا

تکرار جو باتون مین شب وصل ہوئی تھی
بوسہ لب شیرین کا کھٹائی مین پڑا تھا

کیون رشک نہو دیکھکے تقدیر حنا کی
کانٹون کی طرح مین ترے قدمون سے جدا تھا

رفتار نے پیسا بھی تو قدمون کو نہ چھوڑا
گویا چمن دہر مین مین نخل حنا تھا

مین کیون کلاہ فقر کو ناچیز سمجھتا
کیا تاج شہی مین پر سرخاب لگا تھا

بدنام زمانہ مین ہوئی گردش افلاک
اندھیر تری چشم فسوں گر نے کیا تھا

کیا ناوکِ دلدوز کو ملتے جگر و دل
جز قطرۂ خون سینۂ صد چاک مین کیا تھا

جھومر کو کہون عقدِ ثریا تو بجا ہی
ای رشکِ قمر چہ دھوین کا چاند ہی ماتھا

تم رحم بھی کرتے تو کوئی اور سٹاتا
میرا تھین غم کیا ہی مین نقشِ کفِ پا تھا

۲۶ طاہر اُسے کسواسطے غم حشر کا ہوتا
جو دل سے ثناخوان رسولِ دوسرا تھا ۱۳

حالِ دل کیون یار سے کہتا مین کیا دیوانہ تھا
رنجِ فرقت کچھ نہ تھا گزرا ہوا افسانہ تھا

کون شب کو بزم مین ای شمع رو بیگانہ تھا
محوِ عارض ایک مین تھا دوسرا پروانہ تھا

کون تیرے واسطے پڑھتا نہ تھا حبّ کا عمل
برہمن کے ہاتھ مین بھی سبحۂ صد دانہ تھا

آرزو و حسرت و رنج و الم کی بھیڑ تھی
تم جو آتے خانۂ دل مین تو خلوتخانہ تھا

پند ناصح ٹھیک ہی یہ تجربہ کی بات ہی
اِن پریزادون سے جو مانوس تھا دیوانہ تھا

ہتکڑی ہاتھون مین بیڑی پاؤن مین گردن مین طوق
کیا اسی قابل تمھارا عاشقِ دیوانہ تھا

تھا کبھی اُس یارِ سیم اندام کا دل مین گزر
یہ وہ ویرانہ ہی جو مشہور دو تنخانہ تھا

قتل ہوجانے سے خوش تھے عاشقانِ جاں بلب
سر جھکانا پیش قاتل سجدۂ شکرانہ تھا

زلفِ مشکین سے بڑھا تا ربطہ میری طرح
ای پری ایسا بھی کوئی خلق مین دیوانہ تھا

صبر رخصت ہوگیا دل سے تو آئین جسر تین
خانہ باغ آرزو کیا تھا مسافر خانہ تھا

آبرو پائی تھی کیا مین نے صفائے قلب سے
سینۂ بیکینہ تھا یا آئنہ کا خانہ تھا

دیکھکر دل بس گیا نخوتِ خرامِ ناز کا
کبک کی رفتار مین انداز معشوقانہ تھا

۲۷ کسلیے طاہر مین کرتا شمع روشن کی تلاش
جلوۂ رخسارِ جانان زینتِ کاشانہ تھا ۱۹

مزہ ہی کوئی حسینان مین بیوفائی کا
فقیر ہون تو نہ لون جام تک گدائی کا

گلہ کسی سے سنا ہی جو بیوفائی کا
مزاج اور بھی ٹیڑھا ہی کج ادائی کا

تمھین سے کرتے ہین شکوہ جو بیوفائی کا
وہی ڈبوئینگے تختہ بھی آشنائی کا

ہماری آہ کرے جاکے عرش پر فریاد
بتون کے کوچہ مین موقع نہین دہائی کا

فغان بھی ہین نہین کرتا یہ وہم ہی مجکو
کہ بخت جاگ نہ جائے شب جدائی کا

ہوئے ہین جان کے دشمن نئے نئے پیدا
تمھارے وصل کا ارمان غم جدائی کا

تمام دن مجھے گزرا ہی رنج و آفت مین
سحر کو نام لیا تھا شب جدائی کا

الٰہی یہ سحر وصل ہو کہ روز سیاہ
ابھی سے رنگ جما ہی شب جدائی کا

خدانخواستہ دل مٹ گیا تو اور کہین
ٹکا سرا بھی نہین ہی غم جدائی کا

بتون کا مین نہین قایل کہ کشتۂ غم ہون
مجھے جلائین تو دعوی کرین خدائی کا

تجھے شراب کے دے دے کے چھینٹے اے واعظ
ابھی چھٹائینگے یہ داغ پارسائی کا

بچھائین لاکھ وہ کانٹے رہ محبت مین
قدم نہ پیچھے ہٹے گا برہنہ پائی کا

در حضور کا مین ہون گدا کہ زاہد ہی
مجھے ملے کہ اسے داغ جبہہ سائی کا

خدا کا شکر ہی سو کمی زبان سے کانٹے
مزاج پوچھ رہے ہین برہنہ پائی کا

کبھی تو گھر سے نکل کر تم آئنہ کی طرح
لڑاؤ آنکھ جو دعوی ہو خودنمائی کا

گلے لگا ہی لیا مین نے تیغ قاتل کو
ہوئی جو عید تو موقع ملا صفائی کا

ہمین ہین ایسے جفائین سہین ستم جھیلین
کبھی گلہ نہ کرین تم سے بیوفائی کا

یہ کس کا نقش قدم چودھوین کا چاند بنا
فلک بھی دنگ ہی قایل ہر اس رسائی کا

مشاعرہ مین غزل کہکے لیچلو طاہر

۲۸	چمن مین لطف ہی بلبل کی خوشنوائی کا	۱۵

جان جائیگی جو عشقِ لبِ جانان ہوگا
مجکو ہیرے کی کنی لعلِ بدخشان ہوگا

موج زن ہجر مین جب دیدۂ گریان ہوگا
کشتیِ نوح کو اندیشۂ طوفان ہوگا

ہنسنے کیون بیرہنِ زیست کے ٹکڑے نہ کیے
جانتے تھے کہ جنون دست و گریبان ہوگا

محو کاکل ہون میری آنکھون مین اے شامِ فراق
آئیگا خوابِ اجل بھی تو پریشان ہوگا

یاد رکھنا وہ مسیحا جو لحد پر آیا
پھر نئے سر سے میری زیست کا سامان ہوگا

ان حسینون کو ہی پردہ سے یہ اتنک نفرت
خانۂ چشم کو سمجھے ہین کہ زندان ہوگا

ہم بتادین کہ رہا ہونگے کب اے موسمِ گل
زردجب سبزۂ دیوارِ گلستان ہوگا

ننگ و ناموس خس و خار ہین شعلہ ہی عشق
جسقدر اسکو چھپائین گے یہ عریان ہوگا

گر پڑے گا جو تڑپ کر دلِ بیتاب اپنا
چاہِ سیماب ترا چاہِ زنخدان ہوگا

تیغ چمکا کے وہ ظالم کہین اتنا تو کہے
امتحان آج تمھارا سرِ میدان ہوگا

چوٹی جس وزگندھے گی یہی صورت ہوگی
تو ادھر دنگ اُدھر آئنہ حیران ہوگا

پھٹ گیا غیر کا دل تجھ سے غلط ہی یہ خبر
وہ بھی شاید ترے عاشق کا گریبان ہوگا

چاک اس حیلہ سے وحشت نے کیا پیراہن
طوقِ احسان تری گردن کو گریبان ہوگا

ہوش پریون کی محبت مین ہوا ہی دل کو
اب کسی سے نہ ملے گا جو یہ انسان ہوگا

۲۹	دل تو دل ہی ستم و جورِ بتان سے طاہر دیکھنا دیر مین ناقوس بھی نالان ہوگا	۱۵

دل مین خیال ہی تری چشمِ کحیل کا
یعنی سیاہ پوش ہی کعبہ خلیل کا

زاہد نے چشمِ یار کو دیکھا ہے جب کبھی
نسخہ ہرن ہوا ہی مے سلسبیل کا

پرہیز اُس سے کم کرو غیرت کی بات ہو — عیسیٰ کرین علاج تمہارے علیل کا
مہمان دل مین ہو غمِ دلدار یا خدا — ہم دیکھتے ہین راستہ ابن السبیل کا
تو بیخبر طبیب کوئی مہربان نہین — اللہ چارہ ساز ہو ایسے علیل کا
ڈوبے رقیب صورتِ فرعون یا خدا — آنسو ہمارے کام کرین رودِ نیل کا
یوسف ملین تو اُنسے کہون تیرے سامنے — بندہ ہون اے جناب مین ایسے جمیل کا
آنکھون کا صدقہ شربتِ دیدار دیجیے — کچھ تو علاج کیجیے اپنے علیل کا
سائل جواب پاتے ہین فوراً بجاے زر — سچ پوچھیے تو نام سخی ہے بخیل کا
اُس حور وش کے ہجر مین جاری ہے سیلِ اشک — پانی بھرا ہے آنکھون مین کیا سلسبیل کا
کیفیتِ شراب ہوا بکی بہار مین — ساقی نے اہتمام کیا ہے سبیل کا
طغیانیٔ سرشک سے روزِ سیاہ مین — گرداب بنگیا ہے فلک رودِ نیل کا
گردش دکھا دکھا کے مجھے آسمان نے — دھوکا دیا ہے یار کی چشمِ کحیل کا
گھر غیر کا گرا نہ دیا آکے جوش مین — کیا چشمِ تر نے نام ڈبویا ہے جیل کا

۳۰ — یہ حال جسم زار ہے طاہر فراق مین — جس طرح ناتوان بدن ہو علیل کا — ۱۵

دشتِ الفتین کسی کا بھی سرسار نہ ملا — راہبر ایک طرف نقشِ کفِ پا نہ ملا
میرے سینہ مین یہ تھا حسرت و حرماں کا ہجوم — تھک گئے ڈھونڈھ کے دلبرِ دلِ شیدا نہ ملا
بامِ دلدار تک آہون کی رسائی نہ ہوئی — ہمتین پست ہوئین عرشِ معلیٰ نہ ملا
آنکھین ہر وقت حسینون سے لڑاؤن کیونکر — آئنہ کا تو نصیب ہی دلِ شیدا نہ ملا
آنکھ بدلی میرے ساقی کی ہوا مجکو ملال — اشک بھر آئے جو خالی مجھے پیمانہ ملا

مقتبس مہرِ درخشان سے ہوا بھی تو کیا
مہِ کامل کو فروغِ بدرِ بینا نہ ملا

چھیڑ لے یار کو بیٹھے ہوے کیا کرتے ہین
گالیان کھائے بوسہ جو لبون کا نہ ملا

ہو نقاہت کا بُرا دیکھنے آئے جو طبیب
نبض کیسی تنِ لاغر ہی ہمارا نہ ملا

گردنِ یار کو ہوتی ہی گرانی کیا کیا
سلسلہ طوق سے اے زلفِ چلیپا نہ ملا

کوچۂ زلف ترا بھول بھلیان ہی کوئی
مین نے کیا کیا دلِ خود رفتہ کو ڈھونڈھا نہ ملا

دوسرا طالبِ دیدار تمھارا ہوتا
شکر ہی آئنہ کو دیدۂ بینا نہ ملا

ایک مجکو نہ ہوا کوچۂ دلدار نصیب
شیخ کو کعبہ کہ راہب کو کلیسا نہ ملا

خلشِ خار کی لذت سے وہ کیا واقف ہو
جسکو اے دشتِ جنون آبلہ پا نہ ملا

یہ قناعت کا نتیجہ تھا کہ خمخانہ مین
ہاتھ پھیلاے سبو نے مجھے پیما نہ ملا

۳۱ مین نے کب دانتون کی تعریف نہ لکھی طاہر
مجکو انعام مین کس دن دُرِ یکتا نہ ملا ۱۴

دشوار یار سے ہی گلہ انجمن مین کیا
کیون چپ رہون زبان نہین ہی دہن مین کیا

دریا مین قدر گوہرِ خوش آب کی نہین
بے آبرو ہین اہلِ صفا بھی وطن مین کیا

ہی متصل جو محملِ لیلےٰ کے گرد باد
آوارہ روحِ قیس ہی اس پیرہن مین کیا

اُس شمع رو کو دیکھکے کہتے ہین اہلِ بزم
روشن چراغِ طور ہی اس انجمن مین کیا

کانٹا ہی کوئی یا بدنِ زار ہی میرا
حیران ہونمین آپ کہ ہی پیرہن مین کیا

عاشق ہین ہم تو جان بھی اپنی نہین عزیز
اندھون کیطرح گرتے ہین چاہِ ذقن مین کیا

پیچین ہونمین اُلفتِ گرگانِ یار مین
کانٹے چھدے ہوے ہین میرے تن بدن مین کیا

کیون اِسکو دیکھیے قدِ جانان کو دیکھکر
اے باغبان شاخ ہی سروِ چمن مین کیا

لیلے کی جستجو ہی تو ہو کو بکو خراب
اے قیس آ کے چین سے بیٹھا ہی بن مین کیا

حسرت سے دیکھتا ہون تو کہتے ہین ناز سے
نیت لگی ہی آپ کی سیبِ ذقن مین کیا

بوسہ کے دینے مین جو تکلف ہی اسقدر
فرمایئے تو لعل لگے ہین دہن مین کیا

اُلفت بڑھا کے حضرتِ دل زلفِ یار سے
بندھوایئگا ہاتھ ہمارے رسن مین کیا

ابرو کے ہو رہے ہین اشارے اِدھر اُدھر
تلوار چل رہی ہی صفِ انجمن مین کیا

۳۲

طاہر خبر ہی یار کے تشریف لانے کی
شادی کی آج دھوم ہی بیت الحزن مین کیا

۱۵

کیا بُرا ہی جو سمجھتے ہین سخنور اچھا
اچھے اچھون سے ہی مدّاحِ پیمبر اچھا

چشمِ بد دور ہی کیسا رُخِ انور اچھا
آئنہ جس سے نہین بال برابر اچھا

جلوہ فرما ہی خیالِ قدِ دلبر اچھا
چھا گیا ہی چمنِ دل مین صنوبر اچھا

آپکے واسطے ہی فرشِ گلِ تر اچھا
آنکھین بچھ جائین تو ہو اور بھی بستر اچھا

کعبۂ دل کو گرائے جو سمجھکر اچھا
بخدا ایسے مسلمان سے کافر اچھا

کوئی جانان مین نہو فرشِ میسر اچھا
ہاتھ آجاے تو ہی خاک کا بستر اچھا

خار کو بھی ہی ترے گوشۂ دامان کی ہوس
گُل تو گُل یہ بھی ہوا جامہ سے باہر اچھا

دُرد کیا سائلِ سرجوش ہو نہین اے ساقی
خُم کا صدقہ مجھے دینا کوئی ساغر اچھا

عشقِ مژگان مین کوئی زیست کی صورت نہ رہی
دانت نشتر نے لگایا رگِ جان پر اچھا

جوشِ وحشت مین ہی یہ ضبطِ فغان کی تاکید
غُل نہو خانۂ زنجیر سے باہر اچھا

زار ایسا ہون کہ بیفکر ہون آسایش سے
داغِ پہلو ہی میرے واسطے بستر اچھا

لطف اِس رنجشِ بیجا کا دکھاتا تمکو
کیا کہون مین نہ ملا مجکو مقدر اچھا

مانگتا یار سے مین جامِ گدائی لیکر — بھیک مانگے مجھے ملتا جو مقدر اچھا
نہ ملی کاہشِ دنیا سے بجز قبر نجات — پاؤن پھیلا کے نہ سوئے نہ ملا گھر اچھا

۲۳ — یار غیرون کی نگاہون مین سمایا طاہر / دیکھتے دیکھتے آنکھون مین کیا گھر اچھا — ۱۲

سرو کب ہی قدِ موزون کے برابر اچھا — سایہ پڑجاے تو ہوجاے صنوبر اچھا
وصلِ دلدار ہی غیرون کو میسر اچھا — وہ بھی کیا لوگ ہین جنکا ہی مقدر اچھا
بادشاہون کو نہ خاک ملا گھر اچھا — جسمین مسند ہی نہ تکیہ ہی نہ بستر اچھا
دولتِ حسن بتونکو جو خدا نے دی تھی — کیا بُرا تھا مجھے ملتا جو مقدر اچھا
گو قفس مین ہین مگر صحنِ گلستان مین تو ہین — چہچہاتے ہین عنادل کہ ملا گھر اچھا
موت پھر پھر گئی آآکے میرے بالین سے — گردِ بستر مین چھپا تھا تنِ لاغر اچھا
زہر ہی منتِ ارباب دول اے ساقی — جامِ جمشید سے ٹوٹا ہوا ساغر اچھا
مین وہ ہون رند کہ اس فکر مین ہوتی ہی بسر — دل کے بدلے مجھے ملتا کوئی ساغر اچھا
گل تو تھے عاشقِ رخ غنچے ہوئے محوِ دہن — باغ کا باغ ہوا جامہ سے باہر اچھا
صلح اغیار سے کرتے ہو غضب کرتے ہو — خیر ہی خیر ہی اس خیر سے ہی شر اچھا
اے دل اوسان جو باقی رہین مرتے مرتے — کلمہ یار کا پڑھنا تہِ خنجر اچھا

۲۴ — سرو انگلی کے اشارے سے بتادے طاہر / کونسا ہی قدِ جانان سے صنوبر اچھا — ۱۰

خیال جب رخِ پُرنور کا جناب نہ تھا — تو میری آنکھ کا تارا یہ آفتاب نہ تھا
وہ نقطہ مین نہ لڑاتے تھے آنکھ غیرون سے — کسی زمانہ مین یہ میکدہ خراب نہ تھا

ملاحظہ جو وہ کرتے تو چند سطرین تھین
نیاز نامۂ عاشق کوئی کتاب نہ تھا

تم آنکھ پھیر نہ لیتے تھے پیشتر ہم سے
وہ دن گئے کہ زمانہ مین انقلاب نہ تھا

ہمارے خون کا اُس گلبدن کے ہاتھون مین
وہ رنگ تھا کہ حنا کو بھی دستیاب نہ تھا

سیاہ روز جدائی مین نہ سپہر نہ تھے
ورق تھے گنجفہ کے جنمین آفتاب نہ تھا

وہ ساتھ سوے تو چہرہ چھپا کے زلفون مین
شب وصال کی قسمت مین ماہتاب نہ تھا

ہم اپنے دل کی تپش بھی اُنھین دکھا نہ سکے
وہ پاس آکے جو بیٹھے تو اضطراب نہ تھا

ستم تھی قہر تھی اے شہسوار بارش اشک
کہ گرد راہ بنا مین تو ہمرکاب نہ تھا

۳۵ | اب اُسکی بندہ نوازی جو بخشدے طاہر
ہمارے جُرم کی کچھ حد نہ تھی حساب نہ تھا | ۱۸

نہین ملتا نہین ملتا پتا کوئی ستمگر کا
مٹے جاتے ہین قاصد خون ہوتا ہی کبوتر کا

اُسی عارض کے ہم بھی دیکھنے والے ہین دنیا مین
کہ جسکے سامنے اندھا ہی آئینہ سکندر کا

کیا صاحب فراش آزار ہجر یار نے ہمکو
تن لاغر ہمارا ہو گیا ہی تار بستر کا

مجھے اے وحشت دل کھینچکر کس دشت مین لائی
کہ ہر خار مغیلان مین ہی عالم نوک نشتر کا

تری زلفون کا سودا ہی فدا ہون تیری آنکھون پر
نہ محو سنبل تر ہون نہ عاشق چشم عبہر کا

گلستان کی برابر مجکو خط شوق لکھنا ہی
قلم در کار ہی اے نامہ بر بلبل کے شہپر کا

کسی صورت سے یہ گردش نہین جاتی نہین جاتی
میری تقدیر مین کیا پھیر ہی زلف معنبر کا

نمود اپنی اگر چاہے صفاے قلب پیدا کر
جہانمین آئنہ سے نام روشن ہی سکندر کا

اجل آئی ہی مجکو روتے روتے رنج فرقت مین
مرے مُردہ کو لازم ہی کفن پانی کی چادر کا

جلایا فرقت ساقی نے بزم مے پرستی مین
لگادی آگ سینہ مین بُرا ہوا تش تر کا

ترے کوچہ مین رہتا ہون سراپا دردو حیران ہون
نہ طالب فرش و مسند کا نہ خواہان بالش پر کا

یہ تیری چال ہی ٹھوکیلیون کی یا قیامت ہی
یہ عارض ہی ترا یا آئنہ خورشید محشر کا

تجھی کو رحم اے ظالم نہین آتا نہین آتا
میری فریاد سے دل دکھ رہا ہی اہل محشر کا

یہ کہدینگے سزا سارے جہان کی چاہیے ہمکو
ہماری گفتگو پر خاتمہ ہی روز محشر کا

غم فرقت مین کیا کیا آنسوؤنکا فیض جاری ہی
سمندر ایک چشمہ ہی ہمارے دیدۂ تر کا

بتون کا ظلم بیحد یا خدا محدود ہوجاے
اگر یہ ہو نہین سکتا تو مین بنجاؤن پتھر کا

نظر کیطرح رکھا تھا پریزادون نے آنکھون مین
بشر کو کس طرح آتا نظر سایہ پیمبر کا

۳۶ | وہ کیونکر ہو جواب مطلع خورشید اے طاہر
سنو جس شعر مین مضمون اسکے روے انور کا | ۱۰

ہی تقاضا یہ وحشت دل کا
سلسلہ توڑیے سلاسل کا

قہر ہی انتظار قاتل کا
خود ہی چورنگ اڑائے دل کا

یاد حق کے لیے ہوے ہین خلق
آج عقدہ کھلا انامل کا

غیر کیا جانے رمز کی باتین
تم سمجھتے ہو مدعا دل کا

چاک ہی تیرے آگے مثل کتان
دامن صبر ماہ کامل کا

جگر و دل اگر سلامت ہین
مورچہ لینگے تیغ قاتل کا

کام کرتی ہی جنبش ابرو
نام ہوتا ہی تیغ قاتل کا

بیگنا ہون سے دل نکدر ہی
ہاتھ کیونکر ہو صاف قاتل کا

مہندی ہاتھونمین ہان ملی ہی آج
اسکو کہتے ہین خونبہا دل کا

غم نے ایسا مٹا دیا طاہر

۳۷	نام ہی نام رہ گیا دل کا	۱۹

جس طرف تھا بامِ جانان خط اُڑا کر لیگیا
نامہ بر بیٹھے رہے بازی کبوتر لیگیا

قبر مین بھی ناوکِ دلدوزِ دلبر لیگیا
مین نشانی اُسکی چھاتی سے لگا کر لیگیا

عاشقِ گریان لحد مین دیدۂ تر لیگیا
یا لگی دل کی بجھانے کو سمندر لیگیا

کون ہوگا کُنجِ فرقت مین مصیبت کا شریک
ایک دل تھا پاس اپنے وہ بھی دلبر لیگیا

لوٹ کر آتا ہی یا پھستا ہو دامِ زلف مین
دیکھین کیا ہوتا ہی خط ا تو کبوتر لیگیا

کیا خبر تھی وصل مین بھی غم کا ہوگا سامنا
تمنے مُنھ پھیرا اِدھر کروٹ مقدر لیگیا

اِسقدر پائی ترقی آستانِ یار پر
فوق دود آہِ دلِ چرخِ برین پر لیگیا

نالۂ دل شامِ فرقت کے اثر کو ڈھونڈھنے
بامِ گردون پر چراغِ ماہِ انور لیگیا

نامہ بر کو مین نے لکھدی ساری شرحِ آرزو
ایک خط کیا لیگیا دفتر کا دفتر لیگیا

بڑ آیا مدعا دل کا جبین سائی سے بھی
تیرے در پر آکے مین کیا خاک پتھر لیگیا

آنکھین ساقی سے ملا کر غیر جب رخصت ہوا
شربتِ دیدار پیمانون مین بھر کر لیگیا

میرے سجدون نے مٹایا وہ خفا در بان سے
پوچھتے ہین کون دروازہ کا پتھر لیگیا

ابروے خمدار نے جوہر مٹا سے تیغ کے
موے مژگان آبروے نوکِ نشتر لیگیا

کیون نہو قبرِ شہیدِ ناز کا غیرون کو خار
جو زیارت کو گیا پھولون کی چادر لیگیا

داغ کھا کر اُسکے چھلّونکے گیا کیا بزم مین
اپنے ہاتھون کو مین گلدستہ بنا کر لیگیا

کیا پسند آتا نہین اعلیٰ کو ادنیٰ کا فروغ
صبح کو مہرِ درخشان نورِ اختر لیگیا

مانگتا ہو نہین بھی مسجد مین دعائین وصل کی
مجکو بھی عشقِ بتان اللہ کے گھر لیگیا۔

تیرے در پر تیرہ بختی نے نرکھی میری خاک
ایک جھونکا کالی آندھی کا اُڑا کر لیگیا

۳۸	اِسطرح دُنیا سے اوٹھون یا آلہ العالمین سب کہین طاہر غمِ آلِ پیمبر لیگیا	۱۷

خط ہم کو نامہ بر نے دیا ہی حبیب کا
ممکن نہین جواب ہمارے نصیب کا

وہ میرے گھر مین شام سے تشریف لائے ہین
کیسا چمک رہا ہی ستارہ نصیب کا

عیش و نشاط کی میرے دل مین جگہ نہین
خالی تکلفات سے گھر ہی غریب کا

بیمارِ عشق سے یہ اشارہ جنون کا ہی
دامن کی طرح چاک ہو نسخہ طبیب کا

آئے کبھی تو رات کو وہ غیرتِ قمر
بیدار ہو نصیب کسی بدنصیب کا

معشوق بھی ہوے ہین کسیکے جہان مین
پروانون کی ہی شمع نہ گل عندلیب کا

ٹوٹا ہوا جو ہاتھ مین ہی ساغرِ شراب
گویا جواب ہی میرے پھوٹے نصیب کا

پھر گیسوؤن سے دل نے بڑھایا ہی رابطہ
پھر سامنا ہوا ہی بلاے مہیب کا

آتا ہی روز فاتحہ پڑھنے وہ حور وش
کیا مرتبہ ہی عاشقِ جنّت نصیب کا

مین پاؤن پڑ کے خار سے کہتا ہون دشت مین
دل آبلون کے ساتھ نہ ٹوٹے غریب کا

اُس رشکِ گل کے کوچہ مین میری فغان سنے
مشتاق ہو جو زمزمہ عندلیب کا

پروا نہین ہی دشت نوردی مین اے بُتو
تُم ہو رقیب کے تو خدا ہی غریب کا

در پر بُتون کے بیٹھے ہین معراجِ عشق ہی
کیا اوج دیکھیے سرِ منبر خطیب کا

اے آسمان جو ذرّہ کے مانند ماند ہی
شاید وہی ستارہ ہی میرے نصیب کا

اہلِ زمین سے کس لیے ہم التجا کرین
ہی رزق آسمان پر اپنے نصیب کا

خاموشی اپنی کہتی ہی اُس بُت کے سامنے
مُنھ مین زبان ہو تو گلہ کر رقیب کا

مقبولِ خلق کیون نہو طاہر میرا کلام	

۳۹	مُدّاح ہون ازل سے خدا کے حبیب کا	۱۳
نفسِ سرد ہی عاشق کو مُداوا ہوگا		داغِ دل مرہم کافور سے اچھا ہوگا
تُم کو گھورین گے جو عُشاق تماشا ہوگا		دانۂ خال سپندِ رُخِ زیبا ہوگا
یہی انداز جو سیماب وشی کا ہوگا		رفتہ رفتہ وہ پریزاد چھلاوا ہوگا
اُنگلیان نجد مین کانٹون کی اوٹھینگی دُنبیں		ڈر گیا آبلہ پائی سے تو رسوا ہوگا
شوقِ نظارۂ رُخسار جو روز افزون ہو		آئنہ کیا ہمہ تن چشمِ تماشا ہوگا
اِس لیے سُرمۂ آواز ہوئی خاموشی		اَرنی سُنتے ہی وہ آگ بگولا ہوگا
آئیگا جب خلشِ سوزنِ مژگان کا خیال		خار سے پھر نہ جُدا آبلۂ پا ہوگا
یہی عالم ہو ترقی کا جو مشتاقون کی		ہالۂ ماہ بھی آغوشِ تمنّا ہوگا
پاؤن رکھینگے جو میدانِ طلب مین عاشق		خار دینے کے لیے آبلہ پیدا ہوگا
تَرکِ اُلفت نہ کرے گا دلِ شیدا اپنا		یہ بد اطوار ابھی اور بھی رسوا ہوگا
سُرخیِ لختِ دلِ ایجانِ تمنّا دیکھو		لعل کیا قطرۂ خونِ رگِ خارا ہوگا
خالِ رخسار کا عقدہ نہین کھُلتا ہم کو		مردمِ چشم بنے گا کہ سویدا ہوگا

۴۰	ہوشش و پنج محبت مین عبث اے طاہر جان ہی جائیگی اور اِسکے سوا کیا ہوگا	۱۴
جُز رنج اُس سے اور نہ کُچھ عمر بھر ملا		معشوق بھی نصیب سے بیداد گر ملا
تیری گلی ہی کعبۂ مقصود اے صنم		سجدے کرونگا مین جو کبھی سنگِ در ملا
پیدا کیا جو گریۂ یعقوبؑ نے اثر		بچھڑا ہوا نصیب سے نورِ نظر ملا
عاشق کو اپنے دیکھ محبت کی آنکھ سے		دل تو ملے ہوے ہین نظر سے نظر ملا

دل کا غبار اشک فشانی سے جا چکا
مٹی میں آبرو کو نہ اے چشمِ تر ملا

ہر وقت شانہ ہاتھ میں زانو پر آئنہ
زلفیں ملیں حضور کو کیا در بدر ملا

تیری گلی میں دفن ہوے تیرے جاں نثار
شکرِ خدا کہ خانہ بدوشوں کو گھر ملا

جھانسوں میں جنسِ دل کو لیا چاہتا ہو وہ
گاہک بھی قسمتوں سے ہمیں مفت بر ملا

دیکھا دہانِ تنگ کو جسنے نظر ہو وہ
آنکھیں وہی ہیں جنکو نشانِ کمر ملا

برچھی کو پھل ملا قدِ جانان کو چھاتیاں
اے سرو سرکشی کا تجھے کیا ثمر ملا

چھیڑے ہوے جو روزِ ازل حسن و عشق کے
زلفیں تمھیں ملیں تو مجھے دردِ سر ملا

پتھر پڑے ہیں ایسے ہمارے نصیب پر
سر پھوڑنے کو بھی نہ ترا سنگِ در ملا

کیوں میرے نقدِ دل کی خرابی پسند ہی
گھر لاکھ کا نہ خاک میں اے سیمبر ملا

۴۱ طاہر یہ اُس کریم کا ہی بحر و بر میں فیض ۱۸
موتی ملے صدف کو تو غنچوں کو زر ملا

زیرِ دیوار ہی بہتر ہی تڑپنا میرا
کہ لبِ بام وہ دیکھینگے تماشا میرا

جان بلب ہوں لبِ جان بخش کا بوسہ بھیجے
کچھ مداوا تو کرا اے رشکِ مسیحا میرا

نہ اجل آتی ہی ایجان نہ تم آتے ہو
کسی طور سے ہوتا نہیں جھگڑا میرا

واقعی حسن پرستی کا بُرا پھل ہی
نظر ہی ہو نہ گیا دیدۂ بینا میرا

میری تقدیر کی خوبی ہی جو وہ برہم ہوں
پٹیاں غیر پڑھائیں انھیں لکھا میرا

جنسِ دل لینے میں حجت عبث انکار عبث
مفت چاہو گے تو بنجائیگا سودا میرا

فاتحہ کے لیے کیا ہاتھ اُٹھائے وہ صنم
جسنے ہاتھوں سے جنازہ نہ اُٹھایا میرا

کوئی جاناں میں تکلف سے بسر ہوتی ہی
سنگِ در بالشِ سر خاک بچھونا میرا

موسمِ گل مین ہی دونون کی بیابان گردی
رحم نے پیدا نہ کرے آبلۂ پا میرا

یہ بناوٹ کی ہین باتین یہ لگاوٹ کے ہین ڈھنگ
آپ کو اور نہ ہو رنج گوارا میرا

مین وہ بیمار ہون چار آنکھین ہوئی ہین جسے
آٹھ آٹھ آنسوون روتا ہی مسیحا میرا

جسکو پہلو مین تڑپتے ہوے تم دیکھتے ہو
دلِ ناشاد ہی اے جانِ تمنّا میرا

کہین رکتی بھی ہی طغیانیٔ اشک آنکھون سے
ایسے کوزون مین سماتا نہین دریا میرا

بحرِ الفت مین تنِ زار جو ننگا بہجاے
ڈوبنے والون کو ہو جاے سہارا میرا

ابرِ رحمت کے لیے روز دعا کرتا ہون
روزِ میخانہ مین بچھتا ہی مصلّا میرا

شمعِ رخسار کے پروانے بنے جاتے ہین
جلنِ مرین غیر تو ٹھنڈا ہو کلیجا میرا

منہ برستے مین وہ ڈر ڈر کے لپٹ جاتے ہین
برق کے ساتھ چمکتا ہی نصیبا میرا

۴۲ منکہ جانبر شوم از ہندِ محبّت طاہر
بخدا دل ندہم ہیچ دلارامے را ۲۳

جو دیکھا راہ مین مدفن کسیکا
ترا رہ بھر گیا تو سن کسیکا

ہوے جاتے ہین بیخود اہلِ محشر
قیامت ہی رخِ روشن کسیکا

تعلّی کی جو لیگا ماہِ تابان
دکھا دونگا رخِ روشن کسیکا

جماے رنگ ہونٹون پر جو مسّی
دہن ہو غنچۂ سوسن کسیکا

وہ کی طوقِ گلو نے سخت گیری
گلا گھونٹے نہ یون دشمن کسیکا

ہماری خاک کو اکسیر سمجھے
گرہ مین باندھ لے دامن کسیکا

غمِ فرقت کے صدمے جھیلنے کو
جگر پتھر ہی دل آہن کسیکا

میری آہون کو بھی یارب اثر دے
بنایا ہی جو دل آہن کسیکا

آئی کیا میرا دستِ تمنّا
ہوگا حلقۂ گردن کسیکا

تواضع تیغ سے سیکھی ہی جسنے
گلا کاٹے گی وہ گردن کسیکا

جنون ہوگا گریبان گیر مجھسے
اگر ثابت رہا دامن کسیکا

وہ جاتے ہین جدھر سے غیر کے گھر
اُسی رستہ مین ہو مدفن کسیکا

ہماری خاک کو معراج ہوتی
جو ملتا گوشۂ دامن کسیکا

نہ بدلے گی طبیعت آسمان کی
ہوگا دوست یہ دشمن کسیکا

جگر مین چٹکیان لیتی ہین آہین
دُکھا دیتا ہی دل شیون کسیکا

سمجھتا ہی جنون گردِ بدن کو
ابھی ثابت ہی پیراہن کسیکا

بدن کے ساتھ ای سوزِ جدائی
چھکا جاتا ہی پیراہن کسیکا

کہان کا شہر ای صحرا نوردی
خدا آباد رکھے بن کسیکا

کھچا گورِ غریبان سے یہانتک
کمر سے بندھ گیا دامن کسیکا

بچھا آنکھونکا اتنا فرش پر فرش
کہ ہی بامِ فلک آنگن کسیکا

کہانتک انتظارِ حشر کھینچون
چھٹا جاتا ہی اب دامن کسیکا

نہ ملنا ہاتھ ای دیوانۂ عشق
ابھی چٹکی مین ہی دامن کسیکا

۴۳
جمالِ احمدی دیکھون جو طاہر
نہ دیکھون پھر رُخِ روشن کسیکا
۱۷

چمکے ہلالِ نعل جو تیرے سمند کا
رتبہ ملے زمین کو چرخِ بلند کا

مشتاق دل ہی یار کے بامِ بلند کا
ای پیچ و تاب کام نو کرنا کمند کا

سُنتا نہین ہی یار تو پھر کیون فغان کرون
دل کس لیے دُکھاؤن مین ہر دردمند کا

اے قیس دیکھ گیسوے عنبر شمیم دوست
عاشق ہوا ہی لیلیِ مشکین پرند کا

ہو منکسر جو منصبِ عالی بھی دے خدا
سایہ زمین پر رہے نخلِ بلند کا

دیکھا جو لوٹتے ہوے انگارون پر مجھے
محفل مین تیری پاؤن نہ ٹھہرا سپند کا

دیکھا چمن کو عارضِ رنگین کی یاد مین
پھول اسمین ایک بھی نہین اپنی پسند کا

زاہد سے کہدو ہی درِ توبہ کھلا ہوا
کیا کام میکشون مین ابھی وعظ و پند کا

اوچھا لگا کے ہاتھ وہ ترکِ ستم شعار
زخمون سے پوچھتا ہی سبب زہر خند کا

نشہ ہرن ہو فرقتِ ساقی مین کیا عجب
عالم ہی موجِ بادہ مین ٹوٹی کمند کا

اے آہ دے کے بے اثری کی خبر مجھے
تو آسرا نہ توڑ دلِ دردمند کا

چاہو تو پھانس لو دلِ وحشی کو زلف مین
پابند یہ غزال نہین ہی کمند کا

بوسہ سے بڑھ کے قدر ہی دشنامِ یار کی
ارزان ہی نرخ زہر ہلاہل سے قند کا

خاکِ چمن سے کچھ نہین اُگتا سوائے سرو
سایہ پڑا ہی کیا ترے قدِ بلند کا

ہر وقت سامنے دلِ حیران رہا کرے
بنجائے آئنہ جو کسی خود پسند کا

بیٹھے ہین فرشِ خاک پر اُسکی گلی مین ہم
کیا اوج پر ستارہ ہی بختِ بلند کا

۴۴	سنو مشکلون کے واسطے اے طاہرِ حزین کافی ہی ایک ورد مجھے ہفت بند کا	۲۳

نہ کر تو وصل کا وعدہ جواب دیتا جا
عوض خوشی کے غم بیحساب دیتا جا

جگر مین داغِ جنون بیحساب دیتا جا
نشانیان مجھے تو اے شباب دیتا جا

بہارِ توبہ شکن آگئی ہی اے ساقی
چمن کی خیر ہو جامِ شراب دیتا جا

قدم سے سر نہ اُٹھائینگے ہم تو اے قاصد
دیا ہی یار نے خط کا جواب دیتا جا

ذرا تو آنکھیں کھلیں شاہد بہاری کی
چمن کا قصد ہی مجکو نقاب دیتا جا

فقیرِ حسن ہون صورت سوال ہی میری
دہانِ تنگ کا صدقہ جواب دیتا جا

لڑا لڑا کے سرِ بزم آنکھیں اے ساقی
اسیطرح مجھے جامِ شراب دیتا جا

دکھائے شکل جو مجکو وہ یوسفِ ثانی
کہون مین خواب مین تعبیرِ خواب دیتا جا

بلا سے آپ گلا کاٹ لون مین اے قاتل
کمر سے کھول کے تیغِ خوشاب دیتا جا

خیالِ ابروے جانان ہوا ہی اے ساقی
اُٹھا کے طاق سے جامِ شراب دیتا جا

لگاؤن آنکھون سے اے طفلِ سادہ رو اسکو
سبق ہی جسمین ترا وہ کتاب دیتا جا

پسند اسے نہ کر اے خود پسند کہنا مان
خراب ہی دلِ خانہ خراب دیتا جا

دیا تو ہی لبِ یاقوت رنگ کا بوسہ
کہوگے قیمتِ لعلِ خوش آب دیتا جا

خدا کے سامنے بھی اے صنم خموش نہو
سوال مین نے کیے تو جواب دیتا جا

نماز کا اگر اے پیرِ میکدہ ہی قصد
ہمارے نام کا جامِ شراب دیتا جا

تمام رات ارادہ ہی بادہ نوشی سے
پیالہ شام سے اے آفتاب دیتا جا

ہمین شراب تو دی ہی دکھا کے غیرونکو
جلون کو اور جلائین کباب دیتا جا

ذلیل بے سر و پا خستہ حال آوارہ
جو دل مین آئے مجھے تو خطاب دیتا جا

اسی کو اپنے گلے سے لگاؤن اے قاتل
خدا کے واسطے تیغِ خوش آب دیتا جا

مین تشنہ کام شہادت ہون دم نہ دے مجکو
یہ کیا ہی خنجرِ بُران مین آب دیتا جا

یہ ٹوٹ اے صنم اچھی نہین دمِ رخصت
خدا سے ڈر دلِ خانہ خراب دیتا جا

چُرا کے مال دکھاتا ہی کسکو خالی ہاتھ
بغل مین ہی دلِ خانہ خراب دیتا جا

یہ صاف صاف ہی ساقی سے التجا طاہر

۴۵	کہ جسمین دُر دنہو وہ شراب دیتا جا	۱۶

گیسوؤن پر جو فدا ای بُتِ بے پیر ہوا
پاؤن بیڑی مین رہا طوق گلوگیر ہوا

غیر مرتے تھے فدا عاشقِ دلگیر ہوا
عرش پر اور مزاجِ بُتِ بے پیر ہوا

چاند دیکھا تو ہوا یار کا دھوکا مجکو
مین نے جانا اثرِ نالۂ شبگیر ہوا

باندھ لیجائیگا فتراک مین وہ صید فگن
طائرِ جان اسی اُمّید مین نخچیر ہوا

مین جو مقتل سے چلا سوے عدم ای قاتل
سامنے پہلے پہل جادۂ شمشیر ہوا

لاغری اور سبب ہو گئی پابندی کا
طوق ڈھیلا جو ہوا پاؤن کی زنجیر ہوا

وہی اُڑتا ہی نشانہ جو نظر آتا ہی
دل میرا سینہ مین کیونکر ہدفِ تیر ہوا

مین تو کیا میرے فرشتے بھی نہین پڑھ سکتے
نامۂ یار جوابِ خطِ تقدیر ہوا

پڑ گئی تھی دلِ عاشق مین گرہ ای قاتل
شکر ہی عقدہ کُشا ناخنِ شمشیر ہوا

مجکو ہر حال مین حیرت سے تعلّق ہی رہا
دل ہوا صاف تو آئینہ تصویر ہوا

اُسکی تصویر ہوئی کھچکے طلسمِ تازہ
گیسو افعی ہوے عارض قدحِ شیر ہوا

گرم رفتار جو مین وادیِ وحشت مین رہا
موم سے نرم سوا آہنِ زنجیر ہوا

چٹکیون مین دلِ عاشق کو اُڑا دیتا ہی
شوخیون مین کوئی معشوق ترا تیر ہوا

حالِ دل شیفتۂ زلف کہے یا نہ کہے
کھل گیا بھید کہ وابستۂ زنجیر ہوا

داغ کھائے ہین تو زیبا ہی تعلّق دل کو
چاند سورج سے فروغِ فلکِ پیر ہوا

۴۶	جسنے کی احمدِ مرسل کی ثنا ای طاہر دونون عالم مین وہی قابلِ توقیر ہوا	۱۴

دورِ سوزِ فراق سے ہی عذابِ دوزخ عذاب اپنا
جگر کے داغونکو کیا دکھائین کہ دل ہی جلکر کباب اپنا

ہماری محفل کا ہی یہ عالم کہ جشنِ جمشید سے نہین کم
طفیلِ ساقی سے ساغرِ جم ہوا ہی جامِ شراب اپنا

ہی فیضِ مرکارِ عشق بھی کیا کہ سبکا رتبہ یہان ہی اعلیٰ
لقب ہی لیلیٰ شمایل اُسکا تو قیسِ محزون خطاب اپنا

فراقِ ساقی مین زار ہین ہم ہمے اوٹھیگا ساغرِ جم
چلے صبوحی کا دور پیہم اوٹھا دے ساغرِ حباب اپنا

کوئی نہوگا میری برابر کہ دل ہی بیتاب جان مضطر
کسے دکھاتی ہی آسمان پر چمک کے برقِ اضطراب اپنا

نہون ایسے بشاش ہم جفاکش کہ عید کو بھی ایسے ہین خوش
دکھادے ہی کو جو ترکِ ہوش ذرا ہلالِ رکاب اپنا

یہ جلد آنے کو کہہ گیا تھا یہان پہ اجل بھی آیا
سلام قاصد کو ہی ہمارا ہی زندگی کو جواب اپنا

وہان تمام اغیار سے ہو شامل ہی لطف و زہر اب حاصل
یہان تو سوزِ فراق سے دل ہوا ہی جلکر کباب اپنا

ہمیشہ ویران اسکو پایا کبھی نہ آباد اسکو دیکھا
گزر ہی جب سے پری رخونکا ہی خانہ دل خراب اپنا

ہین طور بیطور اب ہمارے پہونچ گئے گور کے کنارے
تری جدائی مین ہنسی پیارے مٹا دیا ہی شباب اپنا

غضب ہے آفت ہی چشمِ گریان ہی جس سے شرمندہ ابر باران
یہ جوشِ زن ہو جو مثلِ طوفان فلک کو سمجھے حباب اپنا

کیے ہین پنہان جو ظلم تونے تو دیکھ لینا وہ سب کھلینگے
ہوا جو ای بت خدا کے آگے حسابِ ذرحساب اپنا

ابھی تک الفت مین خاک چھانی نہین ہی اب لطفِ زندگانی
سحر ہوئی ہی شبِ جوانی کہان ہی اب وہ شباب اپنا

۴۷ | ہم اپنے اللہ کے ہین بندے شفیعِ محشر ہین شافع اپنے
سوال جسدم کرین فرشتے یہی ہو طاہر جواب اپنا | ۱۳

دل عشق سے خالی ہو تو بہتر نہین ہوتا
پتھر ہی جس آئینہ مین جوہر نہین ہوتا

کیا اشک بھی کم ہوگئے ہین ساتھ لہو کے
روتا ہون تو دامانِ مژہ تر نہین ہوتا

ہوجاے اگر رشتۂ جان بال سے باریک
پھر بھی تو جوابِ تنِ لاغر نہین ہوتا

ہونٹون کو تمھارے ابھی یاقوت کہون کیون
تسلیم تو کرلون کہ وہ پتھر نہین ہوتا

کیا پاس ہی دیوانونکو بھی ضبطِ فغان کا
غل خانۂ زنجیر کے باہر نہین ہوتا

کیون حلقۂ کاکل سے دلِ زار جُدا ہو
نقطہ خطِ پرکار سے باہر نہین ہوتا

جب چاہیے سُن لیجیے حالِ دلِ شیدا
مین عرض تو کرتا ہون کہ دفتر نہین ہوتا

زر محبو سے لاکھ گلستانِ جہان مین
مین گل کی طرح جامہ سے باہر نہین ہوتا

جو نامہ رسان لائے نہ اُس بُت کا صحیفہ
ایمان سے کہتا ہون پیمبر نہین ہوتا

ممکن ہی نہ تھا ایک تو دیدار تمھارا
یہ اور قیامت ہی کہ محشر نہین ہوتا

جسدن سے ہوئے عقدہ کُشا خارِ بیابان
ایک آبلہ منّت کشِ نشتر نہین ہوتا

یاد آتی ہی ساقی کی تو بندھ جاتی ہی ہچکی
کیا پھوٹ کے روتا ہون جو ساغر نہین ہوتا

۴۸ تیغ نگہہ یار کا ممنون ہون طاہر
احسان اجل کا مرے سر پر نہین ہوتا ۲۲

عاشقونکا کوئی پُرسان عہدِ خوبان مین نہ تھا
پھول بلبل کے ہوئے ماتم گلستان مین نہ تھا

نام کو خالِ سیہ رخسارِ جانان مین نہ تھا
یا الٰہی ایک نقطہ سارے قرآن مین نہ تھا

نقص تھا سب مین رُخِ پُر نورِ جانان مین نہ تھا
کون کہتا ہی کہ دھبا ماہِ تابان مین نہ تھا

اے صنم کیون حضرتِ زاہد بنے میرے رقیب
کیا سلیقہ دلبری کا حور و غلمان مین نہ تھا

محوِ فرگان کس طرح دل کے پھپولے پھوڑتے
ہاتھ ملکر رہ گئے نشترِ رگِ جان مین نہ تھا

تر زبان نشتر کی ہوتی لال ہوتے تیرے ہاتھ
کیا غضب ہے خون اتنا بھی رگِ جان مین نہ تھا

دھاک ایسی تھی تمھارے ناوکِ دلدوز کی
جب ذرا کھٹکا ہوا نشترِ رگِ جان مین نہ تھا

عمر بھر فریاد کی مین نے تو کیا بیجا کیا
کوچۂ جانان مین تھا شہرِ خموشان مین نہ تھا

دل اسیرِ زلف تھا وحشت نہوتی کس طرح
یہ بھی دیوانہ ہمارے ساتھ زندان مین نہ تھا

روئین کیا جوشِ جنون کو نیم بسمل ہو کے ہم
ابتو دل مین چاک ہی پہلے گریبان مین نہ تھا

رزق خالق نے دیا بے منّتِ اہلِ دول
شکر ہی حصّہ ہمارا خوانِ احسان مین نہ تھا

میرے دل سے پوچھنا تھا سنگساری کا مزہ
تھا وہ دیوانہ جو بازیگاہِ طفلان مین نہ تھا

غُل کیا کاُن نہ کی کڑیان بھی چھیلین اے جنون
یون بسر کی زندگی گویا مین زندان مین نہ تھا

غم سے کانٹا بن گیا تھا گو تنِ زارِ عدو
تیرے قدموں سے جدا تھا میرے دامان مین نہ تھا

غیر روزن سے لڑا کر آنکھ رخصت ہو گئے
ٹل گئی آئی ہوئی مین کوے جانان مین نہ تھا

لوٹ لی اُس نونہالِ حُسن نے ساری بہار
فصلِ گل کا نام تھا کچھ بھی گلستان مین نہ تھا

دھجّیان کیون ہو گیا مہ طلعتون کو دیکھکر
کوئی پیوندِ کتان میرے گریبان مین نہ تھا

بیخودی مین حالِ دل کیا عرض کرتا آئینہ
اور ہی عالم مین تھا بزمِ حسینان مین نہ تھا

دل مین ہے کر داغِ سوزان کس شرارت سے کہا
گرم پہلو آپ کا فصلِ زمستان مین نہ تھا

سکّۂ داغِ جنون سے مین بدلتا کس لیے
واہ سیدھا نام تک مُہرِ سلیمان مین نہ تھا

ہمکو سب کچھ مل گیا بچھڑا ہوا دل ملگیا
اِس سے کیا مطلب ہے تھا یا کوے جانان مین نہ تھا

۴۹
کیون کیا بدنام طاہر جوشِ وحشت نے مجھے
آنسوون کا تار بھی میرے گریبان مین نہ تھا
۱۲

صبا نے مجکو جو اے گُل عذار پھینک دیا
کھٹک رہا تھا نگاہون مین خار پھینک دیا

یہ جسم روح کو تھا ناگوار پھینک دیا
لباسِ عاریت انجامِ کار پھینک دیا

سُبکرَوون نے بھی بے اختیار پھینک دیا
صبا نے دوش سے میرا غبار پھینک دیا

وہ ناتوان ہون کہ فرقت مین بیقراری نے
اُٹھا اُٹھا کے مجھے لاکھ بار پھینک دیا

بہائے اشک میری چشمِ تر نے لاحاصل
خزانۂ گہرِ شاہوار پھینک دیا

گرا دیا جو مرا نقدِ جان تو کیا غم ہے
گرہ کا مال کچھ اے زلفِ یار پھینک دیا

جو لامکان سے مجھے اِس جہان مین بھیجا
گڑھے مین ای میرے پروردگار پھینک دیا

رقیب راہِ محبت مین دو قدم نہ چلے
اُٹھا کے بارِ غمِ بیشمار پھینک دیا

پسِ فنا میری مٹی خراب کی تو نے
اُٹھا کے ہاتھ سے مشتِ غبار پھینک دیا

وہ نیمجان ہون کہ کہتے ہین دیکھکر رہ گیر
حلال کرکے یہ کِسنے شکار پھینک دیا

گران ہوا یہ نزاکت سے یار کو زیور
گلے کا ہار جو سمجھا تو ہار پھینک دیا

۵۰
خلش جو کی میرے پہلو سے ہجر مین طاہر
سمجھکے خارِ دلِ بیقرار پھینک دیا
۱۴

دیکھنے کو تو فروغِ رُخِ زیبا دیکھا
آنکھین پتھرا گئین آئینہ کی دیکھا دیکھا

دل جلایا تو فروغِ رُخِ زیبا دیکھا
ہمنے گھر پھونک کے ای آہ تماشا دیکھا

کیون نہو مجکو خلش غیر جو ہو محفل مین
خار پہلو مین ترے ای گُلِ رعنا دیکھا

عاشقِ زار سے برہم ہی رہا کرتا ہے
زلف سے بڑھ کے مزاجِ شبِ یلدا دیکھا

اِسے کہتے ہین تواضع کہ بچھائین آنکھین
آبلون نے جو کوئی دشت مین کانٹا دیکھا

حالِ مجنون جو سُنا سُن کے بھر آئے آنسو
اپنے عاشق کو بھی ای حیرتِ لیلیٰ دیکھا

ٹکڑے کرتا ہون مین دیوانہ گریبان کیطرح
طوق اُس رشکِ پری نے مجھے پہنا دیکھا

قدِ آدم جو ہوئی ہجر مین طغیانیٔ اشک
دیدۂ تر کو حبابِ لبِ دریا دیکھا

دل کے خوش کرنے سے مطلب ہو کسا نکا جھگڑا
عید کا چاند نہ دیکھا رُخِ زیبا دیکھا

مین جو کہتا ہون کہ دیکھا دلِ مجروحِ رقیب
ہنسکے فرماتے ہین جھونٹے کا کلیجا دیکھا

اشک کو سُرخ کیا خونِ جگر نے مِل کر
لعل بنتے ہوے ہمنے دُرِ یکتا دیکھا

دور بین کہنے کو تھی عاشقِ شیدا کی نظر
مشکلون سے دہنِ تنگ تمھارا دیکھا

خاک مین مل کے بھی دل چھپ کے کا ڈھونڈھ لیا | یار کی نیچی نگاہون کا تماشا دیکھا

۵۱ | وہ بھی دن آئے کہ طاہر یہ کہے خوش ہوکر للہ الحمد مزار شہ والا دیکھا | ۲۰

تاؤ کھا کر رہ گیا آہون سے جل کر رہ گیا | رنگ چنبر کی طرح گردون بدل کر رہ گیا
وصفِ شمعِ عارضِ پُر نور کا کیا پوچھنا | نور کا مضمون تھا سانچے مین ڈھل کر رہ گیا
بختِ خفتہ کو شبِ وعدہ میری فریاد سے | چاہیے تھا جاگنا کروٹ بدل کر رہ گیا
بامِ جانان تک تو آہونکی نہ پہونچی تھی کمند | واہ رے پائے نظر تو بھی پھسل کر رہ گیا
تیری چتون سے نبٹتا کاش جلادِ فلک | دور ہی سے پیترے ظالم بدل کر رہ گیا
سخت جان پایا مجھے غصہ کے جوہر کھل گئے | نیمچہ جلاد کا تیوری بدل کر رہ گیا
دل نے جیتے جی نہ چھوڑا دامنِ عشقِ مژہ | واہ رے نادان کانٹونمین مچل کر رہ گیا
تیری چوٹی ایڑیون تک آئی حسرت بڑھ گئی | پاؤن اسنے چھولیے مین ہاتھ مل کر رہ گیا
رہ گئی حسرت شہادت کی شہادتگاہ مین | مین تڑپ کر رہ گیا قاتل سنبھل کر رہ گیا
تاب لاسکتا ہی دل برقِ جمالِ یار کی | اسکی کیا ہستی ہی کوہ طور جل کر رہ گیا
مین نے ٹھہرایا جو انکے ناخنِ پاکو ہلال | آسمان کو دیکھنا تیوری بدل کر رہ گیا
یار کے رفتار کی تقلید کس سے ہوسکی | فتنۂ محشر بھی تھوڑی دور چل کر رہ گیا
کچھ نہ ٹھہرا دل ہمارا سوزِ غم کے سامنے | سنگ خارا تھا مگر کمبخت جل کر رہ گیا
دل پسیجا اُس بتِ کافر کا آہِ گرم سے | کیا خدا کی شان ہی پتھر پگھل کر رہ گیا
دیکھیے کب روگ جائے حسرتِ دیدار کا | اَب تو دم آنکھونمین سینہ سے نکل کر رہ گیا
آتے آتے میرے گھر رخصت ہوا وہ مہر وش | وصل کا دن صبح ہوتے ہوتے ڈھل کر رہ گیا

بزم مین ساقی نہ آیا مُردنی سی چھاگئی
شیشہ کی گردن کا مٹکا صاف ڈھل کر رہگیا

بزم مین مجکو فدا ہوتے جو دیکھا یار پر
شمع کو حسرت ہوئی پروانہ جل کر رہگیا

راستی قد کی دوبالا ہوگئی آغوش مین
اور بھی نامِ خدا سانچے مین ڈھل کر رہگیا

۵۲

جب حنائی ہاتھ اُٹھائے اُسنے بہرِ فاتحہ
قبر مین طاہر کفِ افسوس مل کر رہ گیا

۹

اپنے قابو مین جو محبوسِ بلا کو دیکھا
اور بل کرنے لگی زلفِ دوتا کو دیکھا

باغ مین پیرہنِ گل سے جب اُلجھے کانٹے
یار نے مجکو کبھی اپنی قبا کو دیکھا

غائبانہ ہی محبت نے جمائے نقشے
مین نے اُس بُت کو نہ زاہد نے خدا کو دیکھا

تم شبِ وعدہ نہ آئے یہ کہان روٹھ گئی
اِسنے کب مجھسے وفا کی ہی قضا کو دیکھا

دعوے ہمسرے قامتِ موزون بھولا
جب صنوبر نے ترے نازوادا کو دیکھا

ہمنے کب کی تھی خوشامد کہ نہ پامال کرو
پاؤن پڑتے ہوے دیکھا تو خاکو دیکھا

عاشقِ زلف اسیرِ غم و حسرت ہی رہا
کھلے بندون نہ گرفتارِ بلا کو دیکھا

وہ جو کہتے تھے فقیرون سے نہین ملنے کے
کھینچ لائی اُنھین تاثیرِ دعا کو دیکھا

۵۳

قتل کرنا جو اُنھین مدِّ نظر تھا طاہر
آئے چمکاتے ہوئے تیغِ ادا کو دیکھا

۸

چشمِ سیہ بدل گئی اندھیر ہوگیا
غصّے مین لال ہوکے ہرن شیر ہوگیا

زلفین بکھیر کے ماتھے کی افشان پر آرہین
تارے گہن مین آگئے اندھیر ہوگیا

دنیا مین روشنی ہی میرے داغِ عشق کی
یہ گل ہوا چراغ تو اندھیر ہوگیا

مشہور غیر تو سگِ رو بہ سرشت تھا
تیری گلی مین آکے یہ کیون شیر ہوگیا

وعدہ کیا تھا آپ نے آنے کا شام سے
یہ رات بھی گزر گئی اندھیر ہو گیا

شکرِ خدا کرون کہ ہوا میہمانِ عشق
مین کھا کے آج غصّہ و غم سیر ہو گیا

صحرا مین کوے یار کی حسرت ہی رہ گئی
مین خاک اُڑا اُڑا کے یہین ڈھیر ہو گیا

۵۴ طاہر کہان گئی وہ زبردستیِ عدو
تا سیدِ ایزدی جو ہوئی زیر ہو گیا ۲۱

ملتا نہین سب سے دلِ دیوانہ ہمارا
ای دشمنِ جان تجھسے ہی یارانہ ہمارا

یون دل مین نہ آؤ کہ پڑین جان کے لالے
سُنسان ہی رہنے دو یہ ویرانہ ہمارا

دل بچ رہے اغیار کے ٹھوکر سے تمھاری
تقدیر سے پھوٹا بھی تو پیمانہ ہمارا

روداد محبت کوئی کیا عرض کرے گا
ہم کہتے ہین سُن لیجیے افسانہ ہمارا

کیون ہاتھ سے ساقی کے گرے کیلیے ٹوٹے
میخوارون کی توبہ نہین پیمانہ ہمارا

کس کام کا دل جسکو حسینون نے نہ چھیدا
دو کوڑی کا ہے یہ دُرِ یکدانہ ہمارا

قاتل کی چھری لیکے گلے سے نہ ملا دے
منھ تکتی ہے کیا ہمّتِ مردانہ ہمارا

اشک آنکھو نہین تھے دل مین ہوا خونِ تمنّا
اَب ایک بھی خالی نہین پیمانہ ہمارا

اللہ خبر لے کوئی کیا دشتِ جنون مین
باہر تری دنیا سے ہے ویرانہ ہمارا

ٹھکرا کے چلے جاتے ہو تم کاسۂ سر کو
پھوٹی ہوئی تقدیر ہے پیمانہ ہمارا

دشمن ہو جو دل کے تو دکھا دو رخِ روشن
بے شمع کے جلتا نہین پروانہ ہمارا

جب تک کہ چلے دور گرجتے رہین بادل
زاہد نہ سُنے نعرۂ مستانہ ہمارا

دل دے کے بھی وہ یوسفِ ثانی نہین ملتا
بیعے مین نہ جائے کہین بیعانہ ہمارا

جب دل مین نہ تھی جلوہ گریِ عشقِ صنم کی
اللہ کا گھر تھا یہی بُت خانہ ہمارا

پائی ہی زبان شمع نے سرگرم سخن ہی
کچھ تم نے سنا کہتی ہی افسانہ ہمارا

ای پیرِ مغان ہاے یہ بادل یہ ہوا ہین
اور آج بھی خالی رہے پیمانہ ہمارا

کہتا نہین حالِ شبِ فرقت دلِ سوزان
اب ہم سے بھی اُڑتا ہی یہ پروانہ ہمارا

دل سوزِ محبت مین عبث خاک ہوا جل کر
کیون کود پڑے آگ مین پروانہ ہمارا

تھامے ہوے ہین دستِ سبو نشہ مین ہمکو
کرسکتی ہی کیا لغزشِ مستانہ ہمارا

پریون کا تو عاشق ہی مگر پھر یہ کہینگے
مطلب کا ہی چوکس دلِ دیوانہ ہمارا

۵۵
طاہر بتِ میکش سے لڑی آنکھ چلے ہم
لینا تو ذرا ہاتھ سے پیمانہ ہمارا
۱۷

ہلا دیا ہی ذرا دل جو سننے والون کا
دماغ عرشِ برین پر ہی میرے نالون کا

سکوت یار کا انکارِ وصل کی ہی دلیل
یہی جواب ہی گویا میرے سوالون کا

رقیب ایسے نہین ہین کہ جان دین تم پر
یہ حوصلہ یہ کلیجا تھا مرنے والون کا

زمین کوچۂ دلدار ہو کہ عرشِ برین
اُڑے کہین تو پھر ہر ا ہمارے نالون کا

تمھارے گیسوؤن کے عشق مین کمی کیا ہو
کہ زہر چڑھ کے اُترتا نہین ہی کالون کا

ستم کی داد ملے ای جنون دُہائی ہے
کیا ہی خارِ بیابان نے خون چھالون کا

فقیرِ مست ہون مُنھ سے سبو لگا لون گا
سوال مین نکرونگا کبھی پیالون کا

کہان وہ قصرِ فریدون و تختگاہِ کیان
نشان تک نہین باقی نمود والون کا

شگوفے آئے ہین نخلِ مرادِ عاشق مین
نئی بہار ہی جوبن پری جمالون کا

ہزار موسمِ گل مین گلون نے بدلا رنگ
ندے سکے مجھے دھوکا تمھارے گالون کا

ڈرا دیا ہی کچھ ایسا نگاہِ قاتل نے
کہ خون خشک ہوا سنکے نام بھالون کا

کہان ہی عجم۔ بتِ میکش کی دیکھے آنکھین ہمارے عہد مین ہی دوران پیالون کا
کبھی حضور کے در پر کبھی عدالت مین قدم کہین ٹینین جمتا ہمارے نالون کا
یہ دونون ہاتھ میرے اسلیے ہین اے ساقی کہ ایک دور مین طالب ہون دو پیالون کا
نہ بیٹھے چین سے دم بھر بھی دشتِ غربت مین نہ سوے پاؤن نہ جاگا نصیب چھالون کا
بہت بناتے ہو باتین قیامت آنے دو جواب دے نہ سکوگے میرے سوالون کا

فدائے حور ہون زاہد کیطرح کیون طاہر
خدا نے عشق دیا ہی پری جمالون کا

۵۶ ردیف باے موحدہ ۱۳

یار پہلو مین نہین کیسی گزک کیسی شراب دیکھ اے ساقی وہ مین نے طاق مین رکھدی شراب
آنکھین روشن ہوگئین جب سامنے آئی شراب چودھوین کا چاند نکلا خم سے کیا نکلی شراب
جان آجاتی ہی آنکھون مین جب آتا ہی سرور آب حیوان کا اثر رکھتی ہی اے ساقی شراب
قلقل مینا ے مے کا میکدے مین شور ہی بے زبانون کو سکھا دیتی ہی گویائی ہے شراب
مین نے چشم مست کی تعریف کی تھی بزم مین بیخودی کا پوچھنا کیا خم سے باہر تھی شراب
ایک ساغر سے ہوا ہوتی ہی فکر نشاتین دیکھنا کیا ہی گھٹا گھنگھور چھائی پی شراب
شیشے مین آئی سبو سے شیشے سے پیمانون مین پاؤن خم کے ہاتھ کیا آے کہ چل نکلی شراب
میکدے مین آج مین لایا ہون کل خود آئیگا چاٹ پڑجائیگی زاہد کو اگر چکھ لی شراب
آتش تر ہی اسی کی گرمجوشی مہر ہی لاکھ کا گھر خاک کردیتی ہی اے ساقی شراب ہے
رنگ ہلکا چاہیے تھا مجکو حیرت ہی یہی سرخ آنکھین یار کی کیون ہین گلابی تھی شراب

کانٹا بنے ہین سُوکھ کے دستہ طلب میرے
اے رشکِ گُل اُلجھتے ہین دامن سے خار کب

قسمت مین تھی خلش جو کھچے اور رہ گئے
مژگان کے تیر ہو گئے سینہ کے پار کب

صبر و سکون کو دیکھ لیا مین نے ہجر مین
غم کے سوا ہی اور کوئی غمگسار کب

تحت عدو کے ساتھ مین جاگا ہون ہجر مین
جھپکے ہین شب کو دیدۂ اختر شمار کب

صدمے ہین باغِ دہر مین فیّاض کے لیے
پتھر سے بچ رہا شجر میوہ دار کب

پھیلی ہوئی ہی آہ سے بُو داغ عشق کی
گلشن کی ہی نسیم سحر رازدار کب

اے شیخ بزم مَے مین نہ چھو شیشۂ شراب
قابل ہین اسکے ہاتھ ترے رعشہ دار کب

جو تیرہ بخت شامِ جُدائی مین مر گئے
اُنکو ہوا نصیب چراغ مزار کب

اندھیر کر دیا ہی یہ دامان یار نے
آندھی سے گُل ہُوا ہی چراغ مزار کب

اے جان اب تو پائی ہی معراج عشق مین
قدمون کو چھوڑتا ہی ہمارا غبار کب

۶۰ | طاہر کر فوج غم سے ہی ہر وقت سامنا
ہو گی تو جہ شہِ دُلدُل سوار کب | ۱۵

بیٹھل کب ہی جہرۂ زیبائے آفتاب
نقشِ قدم ہین یار کے ہمتائے آفتاب

تاریک ہی جہان رُخِ پُر نور دیکھ کر
روتے ہین اپنی آنکھو نکو شیدائے آفتاب

آئے جو میری بزم مین وہ آسمانِ حسن
گردش مین رات بھر رہے مینائے آفتاب

مین مر گیا ہون الفتِ رخسارِ یار مین
ذرّے ہین میری خاک کے ہمتائے آفتاب

کرتا ہون نظم عارضِ پُر نور کی صفت
مین آج لکھ رہا ہون سراپائے آفتاب

دیدین وہ خاکِ پا کہ ضرورت جلا کی ہی
گو آئنہ صفا مین ہی سیمائے آفتاب

ساقی کے دور مین جو صبوحی کا دور ہو
خالی نہو شراب سے مینائے آفتاب

الف

الفت ہی داغِ دل سے دلِ بیقرار کو
سورج مکھی کا پھول ہی شیدائے آفتاب

دن بھر رہا ہی عارضِ پُرنور کا خیال
دیکھینگے خواب مین رُخِ زیبائے آفتاب

شیشہ لیے ہی ساقیِ مہوش کنار مین
پہلو مین ہی مسیح کے مینائے آفتاب

کوٹھے پر آکے عارض روشن دکھایئے
میٹھے ہین کب سے دھوپ مین شیدائے آفتاب

دل وہ ملے کہ جلوۂ دلدار جس مین ہو
آنکھین وہ ہون جو دیکھین تماشائے آفتاب

مدّت سے چاہتا ہی کہ دیکھون جمالِ دوست
کس دن برآئیگی یہ تمنّائے آفتاب

تصویرِ یار رہتی ہی ہر وقت سامنے
آنکھین دکھا رہی ہین تماشائے آفتاب

۶۱

روشن ہی میرے سوزِ محبّت کا ماجرا
طاہر جگر کے داغ ہین ہمتائے آفتاب

۱۲

مہتاب کیا چمک کے اگر آئے آفتاب
چار آنکھین مت سے ہوتے ہی شرمائے آفتاب

طولِ شبِ فراق سے دل بیقرار ہے
یارب کہین سحر ہو نظر آئے آفتاب

گلگشت کو تم آؤ تو گلشن کو ہو فروغ
شبو کا پھول باغ مین بنجائے آفتاب

ہوجائے دل جلون سے کسیدن جو سامنا
داغِ جگر کے نام سے تھرّائے آفتاب

زاہد کو شوق کیا ہو مے خوشگوار سے
کس طرح شیرہ کو پسند آئے آفتاب

وہ چاندنی کی سیر کو آئے جو بام پر
مہتاب کی نگاہ سے گر جائے آفتاب

دی ہی مثال عارضِ پُرنور یار سے
خود بین و خود پسند نہو جائے آفتاب

ساقی کہان ہی آج شبِ ماہتاب ہی
مہتاب کے مقابلے مین لائے آفتاب

بیجا ہی ہمسری رُخِ پُرنور یار سے
اِس فہم اِس گمان سے باز آئے آفتاب

کیونکر کہون وہ رات کو صورت دکھائینگے
ممکن نہین کہ شب کو نظر آئے آفتاب

لکھون صفت جو عارضِ پُر نورِ یار کی | جو دائرہ ہو حرف کا بنجاے آفتاب

۶۲ | طاہر جو دیکھے گیسو و رخسارِ یار کو + ابرِ سیاہ مین ابھی چھپ جاے آفتاب | ۱۳

کیون فلک کی ہی توجہ طرفِ جامِ شراب | کان بجتے ہین کہ بجتا ہی دفِ جامِ شراب
نغمۂ قلقلِ مینا کی ہوا بندھ جاے | دختِ رز ہاتھ مین لے لے جو دفِ جامِ شراب
نور حاصل کرے خورشید درخشان ہر چند | نہ ملا ہی نہ ملیگا شرفِ جامِ شراب
محتسب سنگدلی سے جو کریگا ٹکڑے | پیر جا مینگے دو لونمین خذفِ جامِ شراب
میرے کہنے سے جو زاہد نہ پینگے مے ناب | طعن و تشنیع سے ہونگے ہدفِ جامِ شراب
جامِ جمشید سمجھتے ہین اسے بادہ پرست | تیرے ہاتھو سے ہوا یہ شرفِ جامِ شراب
ٹوٹتا ہاتھ سے ساقی کے تو جوہر کھلتے | ٹکڑے یاقوت کے بنتے خذفِ جامِ شراب
عینِ محفل مین دکھادے جو وہ مستی آنکھین | مین نظر بھر کے نہ دیکھون طرفِ جامِ شراب
پوچھتا ہی جو کوئی بزم مین کیا چاہتے ہو | رند کرتے ہین اشارہ طرفِ جامِ شراب
اُٹھ کے میخانہ سے کیون دیکھے کیفیتِ باغ | کس گلِ تر کو ملا ہی شرفِ جامِ شراب
پھر بہار آے ملین بادہ کشون کو ساغر | پھر بڑھین ہاتھ سبو کے طرفِ جامِ شراب
محتسب سے جو ہوئی میکدہ مین رد و بدل | ہوگئین یار کی آنکھین طرفِ جامِ شراب

۶۳ | حکم بیعت کا جو دے پیرِ مغان اے طاہر | بڑھ چلین ہاتھ سبو کے طرفِ جامِ شراب | ۱۴

ردیف باے فارسی

کہسار کو بنا کے جواہر نگار دھوپ | دکھلا رہی ہی صنعتِ پروردگار دھوپ

رخسارِ یار سے تو نہ ہوں دو چار دھوپ
کیون چاندنی کے پھول کو دیتی ہی خار دھوپ

جسدن سے تیرے کوچہ مین تقدیر لائی ہی
سایہ کیطرح ساتھ ہی ای گلعذار دھوپ

میرا رفیق کون ہی صحرائے عشق مین
دلسوز ریگِ گرم ہی یا غمگسار دھوپ

روزِ جدائی آفتِ جان ہی فراق مین
ٹلتی نہین ہی ای میرے پروردگار دھوپ

وہ مہر وش جو مُنھ کو چھپائے نقاب مین
مانندِ ابر رونے لگے زار زار دھوپ

بازارِ کینہ گرم ہی گلزارِ دہر مین
شبنم سے دل مین رکھتی ہی کیا کیا غبار دھوپ

خورشید ہی خجل رُخِ پُرنورِ یار سے
چہرہ کا رنگ دیکھکے ہوشمسار دھوپ

پالا پڑا ہی کوچۂ جانان مین آہ سے
آرام دے رہی ہی مجھے بیشمار دھوپ

آئے جو تیرے کوچہ مین ای غیرتِ قمر
ہو جاے چاندنی کیطرح بے غبار دھوپ

تُم بام پر جو آؤ تو سورج مُکھی بنون
سایہ سے ہاتھ اُٹھاؤن کرون اختیار دھوپ

نزدیک شامِ وصل ہی اور آئی ہی اجل
باقی ہی کچھ درختون پر ای جانِ زار دھوپ

وہ بام پر ہین جلوۂ عارض زمین پر
رہتی ہی زیرِ سایۂ دیوارِ یار دھوپ

۶۴	پائے جگہہ جو زیرِ لوائے محمدی طاہر کو روزِ حشر نہو ناگوار دھوپ	۱۴

تیغِ نگاہِ ناز کے جوہر دکھائین آپ
دل رکھدیا ہی سامنے چور نگ اُڑائین آپ

غیرون کا ذکر خیر ہو ہر وقت بزم مین
ایسی بھی یاد کیا ہی مجھے بھول جائین آپ

دعوی ہی اسکو بھی گرمی حسن کا
خورشید کو ذرا رخِ روشن دکھائین آپ

دیدار ہی محال ہجومِ نگاہ سے
کسواسطے نقاب سے چہرہ چھپائین آپ

روشن ہی شمع عارضِ انور دکھائیے
پروانے جل رہے ہین مجھے بھی جلائین آپ

آنے مین عذر حضرتِ دل اُنکو ہو گیا — رو رو کے اور اشک کا دریا بہائین آپ
مکّار و مفتری و دغا باز ہین رقیب — ایسون سے میل ہی کہین دھوکا نہ کھائین آپ
طالب نگاہِ مہر کا بیمارِ عشق ہی — نرگس کو جا کے باغ مین آنکھین دکھائین آپ
میری طرح جو کام پڑے سوزِ عشق سے — مانندِ شمع رات بھر آنسو بہائین آپ
مشتاقِ قتل دیکھتے ہین راہ دیر سے — شمشیرِ آبدار کمر سے لگائین آپ
آئے اجل تو میری بھی برآئے آرزو — منّت کے طوق قبر پر آکر چڑھائین آپ
میرا یہ اعتقاد ہی مین ہون مریضِ عشق — اکسیر ہو جو خاک کی چٹکی اُٹھائین آپ
وہ آئے بھی نہین ہین تقاضا یہ دل کا ہی — بستر اگر نہین ہی تو آنکھین بچھائین آپ

۶۵ — طاہر پری نژادون سے آنکھین تو چار ہون / یہ کوئی بات ہی کہ حرارہ نہ لائین آپ — ۱۹

ردیف تائے مثنات فوقانیہ

چاندنی مین نکل آئین وہ اگر آج کی رات — ماند ہو جائے ستارون مین قمر آج کی رات
آئی ہی شامِ جدائی میرے گھر آج کی رات — شمع روشن کرے ہر داغِ جگر آج کی رات
تھا جو آغوش مین وہ رشکِ قمر آج کی رات — چاند ہالے مین ہا چار پہر آج کی رات
تم کہین انجمِ تابان نہ سمجھنا اِن کو — ہین ہوا پر میری آہون کے شرر آج کی رات
چاند پر عکس پڑا ہی جو رُخِ روشن کا — دن کو شرماتی ہی اے رشکِ قمر آج کی رات
کوئے زلف کی کل خواب مین کی تھی کیا سیر — سُو رہے شام ہی سے پائے نظر آج کی رات
خالِ شبرنگ سے لڑتی ہین برابر آنکھین — تارِ گیسو سے اُلجھتی ہی نظر آج کی رات

دن کو دزدیدہ نگاہون نے اُسے لوٹا ہی
مجھسے کیا پوچھتے ہو دل کی خبر آج کی رات

یار پہلو مین رہے پر تو مہتاب تو ہے
دوسرا چاند بھی ہو پیش نظر آج کی رات

لوگ مشتاق ہین ہر کوچہ مین اے ماہِ لقا
دیکھیے چاند نکلتا ہی کدھر آج کی رات

ایک چتون تری اے زہرہ جبین کیا بدلی
پھر گئی سارے زمانہ کی نظر آج کی رات

تم جدھر شام کو جاتے ہو یہ غل ہوتا ہی
مہر تابان نکل آیا ہی کدھر آج کی رات

ہو گریبان کفن چاک جو اے شام اجل
دیکھون کیونکر نہین ہوتی ہی سحر آج کی رات

میکدہ والون سے کہدو سحر عید ہی کل
جشن نوروز رہے چار پہر آج کی رات

وصل و فرقت کے اُٹھاے ہین جو صدمے یکساں
ہم نہ بھولینگے کبھی کل کی سحر آج کی رات

دو لون رخسارون کا رہتا ہی تصور دل مین
ایک ہی بُرج مین ہین شمس و قمر آج کی رات

وصل مین اسلیے ڈرتے ہین وہ آرایش سے
کہین جوڑے مین نہ بندھ جاے سحر آج کی رات

دے چلے گیسوؤن کی یاد نشانی وہ مجھے
یہ نئی شام ہوئی وقت سحر آج کی رات

۶۶ | یاد گیسو مین جو کی شام سے فکر اے طاہر / ملگیا غیب سے مضمون کمر آج کی رات | ۱۵

نظر آئیگی جبتک اُس سراپا نور کی صورت
پری کی شکل دیکھینگے نہ عاشق حور کی صورت

رہا کرتا ہی جنکے سامنے ہر وقت آئینہ
وہ کیا دیکھینگے اپنے عاشقِ رنجور کی صورت

عجب کیا ہی جو دھوکا قیس کا اے رشکِ لیلیٰ ہو
بہت ملتی ہی مجنون سے ترے مہجور کی صورت

تمنا عاشقِ بیتاب کی کس دن بر آئیگی
دکھائیگا خدا کبدن بتِ مستور کی صورت

مریضِ رنجِ فرقت ہی یہ بیمارِ محبت ہی
کیے دیتی ہی تیرے عاشقِ مہجور کی صورت

دلِ زاہد ہین پتھر لیکن اے بت تیرے جلوہ سے
عجب کیا جل کے سرمہ ہون جو سنگِ طور کی صورت

عجب کچھ اسکا نقشہ ہوگیا ہی رنجِ فرقت مین
کہ پہچانی نہین جاتی دلِ مہجور کی صورت

خدا نے اپنے ہاتھونسے ترے بازو بنائے ہین
ڈھلے ہین نور کے سانچے مین شمعِ طور کی صورت

اگر اُس دشمنِ جان سے ملیگا مجھسے چھپ چھپ کر
نہ دیکھونگا نہ دیکھونگا دلِ رنجور کی صورت

تصور سے بھی کیا کیا کام عاشق کے نکلتے ہین
نظر کے سامنے ہی شاہدِ مستور کی صورت

مین رو دیتا ہون مثلِ شمع اپنی تیرہ بختی پر
مجھے جب یاد آتی ہی شبِ دیجور کی صورت

خدا کا شکر واجب ہی بتانِ حور منظر کو
قیامت کی ادائین ملگئی ہین نور کی صورت

تمھارے سامنے کیا حسن کا دعوی کرے کوئی
بگڑ جاتی ہی دم بھر مین پری و حور کی صورت

مین انسان ہون اگر ہون محوِ حیرت کیا تعجب ہے
فرشتے بھی فدا ہین دیکھکر اُس حور کی صورت

۶۷
جلادے سوزِ نخوت اُسکو مثلِ شمع اے طاہر
جہان مین ہو جو سرکش گردنِ مغرور کی صورت
۱۲

دیکھنے پائین نہ اغیار کمر کی صورت
چشمِ عاشق مین رہے تارِ نظر کی صورت

کوئی دیکھے تو مرے قلب و جگر کی صورت
تیغِ ابرو کے مقابل ہین سپر کی صورت

سوتے ہین رکھکے جو سر سنگِ درِ جانان پر
خواب مین دیکھتے ہین بالشِ پر کی صورت

تم دمِ صبح دکھا دو جو صفائے عارض
داغ سورج کے بھی دل مین ہو قمر کی صورت

اے اجل مجکو شبِ ہجر مین یہ کھٹکا ہے
تو بھی کافور نہو جاے سحر کی صورت

جو شجر ہو کے کرے رشکِ قدِ جانان کا
سرو کی طرح نہ دیکھے وہ ثمر کی صورت

پیچ کرتے ہی رہے بال تری زلفون کے
کبھی سیدھے نہوئے موے کمر کی صورت

شہرتِ حسن نے پردہ سے نکالا ہے اُنھین
کو بکو پھرتے ہین وہ اپنی خبر کی صورت

خاک مین ملکے بھی ہوتے نہین ہم تجسے جُدا
پاؤن پڑتے ہین ترے گردِ سفر کی صورت

ضبطِ گریہ کی ہوا بندھ گئی رفتہ رفتہ
اشکِ ترخشک ہوے آہِ گہر کی صورت

عرش پر جاتے تو ہین ڈھونڈھ نکالینگے کسے
کبھی دیکھی بھی ہی نالون نے اثر کی صورت

۶۸
یادِ رخسار مین ہے نور فشان ای طاہر
آہ بجلی کی طرح داغ قمر کی صورت
۲۳

مین نے سَو بار آزمائی بات
منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات

لبِ شیرین تک ابتو آئی بات
کہہ نہ دو بانٹ دے مٹھائی بات

ہمنے کب آپ سے چھپائی بات
منھ سے کہدی جو دلمین آئی بات

لبِ خاموش نے سکھائی بات
کہ نہ کہنا کبھی پرائی بات

وصل مین ہجر کا گلہ کیسا
کیون بگاڑین بنی بنائی بات

ابھی باقی ہے حالِ دل سُن لو
پھر نہ کہنا کہ کیون چھپائی بات

میری مطلب کی جسکو بھانپ گئے
قہقہون مین وہی اُڑائی بات

نامہ بر سے جو وہ ہوئے ٹیڑھے
بات یہ تھی کہ کہہ نہ آئی بات

گوشِ دلدار تک پونہچ جائے
کچھ تو پیدا کرے رسائی بات

دیکھے بھالے سنا لیا اُن کو
مینے بگڑی ہوئی بنائی بات

یارِ نازک مزاج کے نزدیک
روٹھنا کھیل ہے رُکھائی بات

ہوگیا حالِ دل الم نشرح
لاکھ اغیار سے چھپائی بات

شکوۂ جور سُنکے فرمایا
اچھی برسون کی یاد آئی بات

سننے والون نے اُن سُنی کردی
کر چکی قسمت آزمائی بات

کیا کہین کیا ملا محبت مین
نقدِ دل کھو دیا گنوائی بات

دل لگا کر رقیب کی سُن لی — چُٹکلا بن گئی پرائی بات
ہاتھ رکھ لیتے تھے جو کانون پر — دیکھے فقرے اُنھین سُنائی بات
صاف دیتے جواب غیرون کو — جاؤ بھی تم کو کہہ نہ آئی بات
خط مین لکھدین کہ آپ بھول گئے — خوب اِسوقت یاد آئی بات
کہنکے اُنسے اِدھر اُدھر کا حال — اپنے مطلب کی بھی سُنائی بات
مین کرون ذکرِ غیر کیا کہنا — واہ میری زبان پرائی بات
حالِ دل کہکے پھر نہ دُوہرایا — جب سُنائی نئی سُنائی بات

نہ کہینگے زبان سے طاہر
بھید اپنا ہو یا پرائی بات

۶۹ ردیف تائے ہندی ۱۴

گرزِ گران کی چوٹ ہی آہِ سحر کی چوٹ — اے آسمان پیر بچانا کمر کی چوٹ
اے دل خیالِ چشم مین کج بحثیان نکر — سیدھا بنا یگی تجھے ترچھی نظر کی چوٹ
صدمے ہین باغِ دہر مین فیاض کے لیے — جو خشک ہو نہال وہ کھائے تبر کی چوٹ
اے اہلِ درد روح کو صدمہ ہی ہجر مین — آفت ہین دل کے زخم غضب ہے جگر کی چوٹ
اُس سرو قد کے سامنے کرتا ہی قد کشی — ہو سرو کو نصیب الٰہی تبر کی چوٹ
یہ اور جبر ہے کہ زمانہ ہی سنگدل — کسکو شکستہ حال دکھائین جگر کی چوٹ
شیشہ نہ تھا بغل مین تو دل بیقرار تھا — گویا شراب سے ہوئی زائل جگر کی چوٹ
وہ حال ہی کہ سُنکے بُتونکو بھی رحم آئے — پتھر کا دل دُکھے جو دکھاؤن جگر کی چوٹ

ہے عشق مین یہ سنگِ ملامت کی یادگار
چھاتی سے ہم جدا نکرینگے جگر کی چوٹ

بے یار سیر باغ تھی باعث ملال کا
سیلی کی چوٹ بنگئی بادِ سحر کی چوٹ

دشمن کے بھی یقین ہی آنسو نکل پڑین
دل پاش پاش ہو جو دکھاؤن جگر کی چوٹ

نالان وہ عشقِ گل مین ہی مین ہجرِ یار مین
بلبل سے اور مجھسے رہی عمر بھر کی چوٹ

دیتا ہی دھونس زخم کے ٹانکے نہ توڑنا
مجھپر یہ ایک اور ہوئی بخیہ گر کی چوٹ

طاہر کہین وہ راحتِ جان ہمکنار ہو
کافور زخم دل ہو رفو ہو جگر کی چوٹ

٧٠ ردیف ثانی مثلثہ ١٧

ای دل شبِ فراق مین شغلِ بکا عبث
مانندِ شمع گریۂ بے انتہا عبث

خط آگیا ہے وقفِ خزان ہی بہارِ حسن
اب زلفِ یار باندھ رہی ہی ہوا عبث

امید وارِ عشق نہین ہی جو خلق مین
پیدا ہوا ہے وہ دلِ بیمدعا عبث

ای خضر اُسکے سبزۂ عارض کو دیکھکر
لہرا رہا ہے سبزۂ آبِ بقا عبث

ساقی نہین تو لطف نہین سیرِ باغ کا
جاتی ہی جھوم جھوم کے بادِ صبا عبث

زاہد زبان سے نہ کہین بزمِ یار مین
دل مین تو کہتے ہونگے ہو ی پارسا عبث

دنیاے بے ثبات مین دو دن کے واسطے
اے منعمو بناتے ہو دولت سرا عبث

دامانِ یار تو نہین کچھ دامنِ اثر
حدِ ادب سے بڑھ گئے دستِ دعا عبث

یوسف نہین ہی وہ کہ جو قیمت سے ہاتھ آے
ہم اپنے پاس رکھتے ہین نقدِ وفا عبث

اپنا زیان خلق کی تشنیع کیا غرض
دل دیکے ہم بنائین تمہین دلربا عبث

صدمے اُٹھا کے سبز خطونکے فراق مین
مین زرد ہو گیا صفتِ کہربا عبث

رنگِ نشاطِ گلشنِ دنیا ہی بے ثبات
مثلِ انار خندۂ دندان نما عبث

ساحل تک آنہ جائیگی کیا زورقِ امید
جسکا خدا ہی اُسکو غمِ ناخدا عبث

تعریف میری ہوتی ہی غیرونکے سامنے
کانٹون مین کھینچتا ہی وہ گلگون قبا عبث

خونِ شہیدِ ناز نہین ہی تو کیا ہے یہ
اوڑھتا ہی مجھسے طائرِ رنگِ حنا عبث

مین رو رہا ہون مجکو ستارے نہین پسند
اے شامِ غم ہے خندۂ دندان نما عبث

سودا سے زلفِ یار مناسب نہ تھا تمھین
طاہر تم اس بلا مین ہوے مبتلا عبث

۷۱ ردیف جیم تازی ۲۱

دیکھ لین اہلِ نظر کیفیتِ میخانہ آج
چشمِ ساقی کی طرح گردش مین ہی پیمانہ آج

تونے دیکھا تھا فروغِ عارضِ جانانہ آج
جل گیا اے شمع تیرے ساتھ کیون پروانہ آج

آتے آتے خانۂ زنجیر سر پر رکھ لیا
میرے دم سے ہو گیا آباد زندانخانہ آج

کیا کہون کیا کیا عنایت کی نظر مجھپر رہی
میرے ساقی نے دیا پیمانہ پر پیمانہ آج

شمعِ روشن کو بجھا دیتا ہی تیرے سامنے
آستین کا کام کرتا ہے پر پروانہ آج

ہون وہ مجنون میری وحشت کی ازل سے دھوم ہے
قیسِ نجدی تو ہوا ہی اے پری دیوانہ آج

طاقِ ابرو کی اگر مجکو زیارت ہو نصیب
جا کے کعبہ مین کرونگین سجدۂ شکرانہ آج

اے خیالِ یار تو آیا بھی رخصت بھی ہوا
خانۂ دل پھر رہا ویرانہ کا ویرانہ آج

اور کوئی دل پر آفت آگئی اے چشمِ تر
دوڑتے آتے ہین طفلِ اشک بیتابانہ آج

جب مین جانون زندگی مین میری کام آئی زبان
رنجِ فرقت کا سُنا دے یار کو افسانہ آج

ساغرِ مے غیر کو ملتے ہین بزمِ یار مین
میری قسمت کیطرح گردش مین ہر پیمانہ آج

یا خدا عالم نظر آئے بتون کے حسن کا
تو تیاے چشم ہو خاکِ درِ میخانہ آج

ابتو مین گھی کے جلاؤنگا چراغ اے شاہِ حسن
صبح کو فرمان آیا شام کو پروانہ آج

دیکھنا کس ٹھاٹھ سے بیٹھے ہین مسکیش بزم مین
ہاتھ مین مینا ے مے پہلو مین ہر پیمانہ آج

باغ مین اُس حور طلعت کی سواری آئیگی
صحنِ گلشن سے ہُوا ہو سبزۂ بیگانہ آج

یادِ دندان مین یہ چشم تر نے پائی آبرو
ایک ایک آنسو ہوا ہے گوہرِ یکدانہ آج

وحشتِ دل کی حمایت پا کے اے جوشِ جنون
عقل سے دست و گریبان ہو ترا دیوانہ آج

وہ شہِ خوبی مرے گھر سے جو رخصت ہوگیا
کشورِ ہستی نظر آیا مجھے ویرانہ آج

تو نے کیا پہنائی ہے زنجیر اپنے ہاتھ سے
اپنے جامہ مین نہین ہے اے پری دیوانہ آج

سر جُدا ہو جائیگا تن سے جو حسبِ دعا
مین ادا کیونکر کرونگا سجدۂ شکرانہ آج

وحشتِ دل کھینچتی ہے جانبِ دشتِ جنون
پھر بسانے جاتے ہین طاہر کوئی ویرانہ آج

۷۲ ردیف جیم فارسی ۹

کم تھے دل لینے کو کیا طرۂ طرار کے پیچ
اور طرہ ہوے جیسے تری دستار کے پیچ

سامنے آے جو دل رستمِ دستان بنکر
باندھ لیجائین کمندِ نگہِ یار کے پیچ

کیا برہمن بھی ہوا مصحفِ رخ کا شیدا
نہ وہ قشقے کے ہین نقشے نہ وہ زنار کے پیچ

تیرے پیچ کے انداز اُڑائے ہر چند
پھر بھی کاوا کے رہے لالہ کی دستار کے پیچ

جان دی اُلفتِ گیسوئے رسا مین مینے
میری تقدیر مین تھے کیا رسن دار کے پیچ

نشۂ چھایا گل و سنبل کو فیضِ گل مین
وا ہُوے بندِ قبا کھل گئے دستار کے پیچ

باتون باتون مین جو دیتا دلِ شیدا تجکو
مجھے معلوم نہ تھے کیا تری گفتار کے پیچ

نقدِ دل باندھ نہ لینگے یہ گرہ مین جبتک
مجھسے پیچ کرینگے تری دستار کے پیچ

زلفِ پُرخم کی صفت سہل نہین ہے طاہر
بندشِ شعر کو درکار ہین گفتار کے پیچ

۷۳ ردیف حا ی حطی ۱۴

محوِ قامت جو ہوا عاشقِ شیدا کی طرح
سرو پھولا نہ پھلا نخلِ تمنا کی طرح

سب ہین دیدار طلب عاشقِ شیدا کی طرح
آرنی گنگ نہ کہنے لگین موسیٰ کی طرح

محتسب کا ہو بُرا چھیڑ کے میخانہ مین
دل میرا توڑ دیا ساغر و مینا کی طرح

مین نے فریاد جو کی اُنکے درِ دولت پر
ہلگیا چرخِ برین قصرِ معلّیٰ کی طرح

جان تنگ آکے ترے ہجر مین دی عاشق نے
رنج اُٹھایا نہ گیا غمزۂ بیجا کی طرح

یادِ رخسار کو اوسانولی صورت والے
دل نے چھاتی سے لگایا ہی سُویدا کی طرح

غیر کیون موت سے ڈرنے لگے ہان ہان صاحب
لبِ جان بخش چلا دینگے مسیحا کی طرح

نقدِ جان یار کو دیدینگے کہان کا جھگڑا
ہم نہ رکھینگے اِسے بھی دلِ شیدا کی طرح

ساقی اِس بزم مین یارب جو قدم رنجہ کرے
سربرآوردہ جہان مین ہے مینا کی طرح

شعلہ رویون کی بلا مین تو لپک کر لیلون
ہاتھ جل جائین بلا سے کفِ موسیٰ کی طرح

ڈر نہ جائین کہین پرچھائین سے ڈرنے والے
زلف بھی کالی بلا ہی شبِ یلدا کی طرح

دہن تنگ مین قُم کی بھی نہین گنجایش
مجکو کیا کہکے جلاؤ گے مسیحا کی طرح

وصل اُس غیرتِ گلشن کا میسر ہو اگر
خارِ غم دل سے نکالون مین تمنا کی طرح

۷۴
یہ چلا ہے خطِ شبدا ے کمر ای طاہر
۱۳
گم نہو جاے کبوتر کہین عنقا کی طرح

ای دل جو میرے کہنے مین ہو تو کسی طرح
خالی رہے نہ یار سے پہلو کسی طرح

کعبہ مین مانگتا ہون دعائین مین ای صنم
ہوتی نہین زیارتِ ابرو کسی طرح

پھانسینگے کسکو جال بچھایا ہی کیلیے
کھلتا نہین ہے عقدۂ گیسو کسی طرح

کیسا ہی حالِ زار ترے عاشقون کا ہو
ممکن نہین کہ رحم کرے تو کسی طرح

اسبات پر تُلے ہوے بیٹھے ہین آج ہم
ہو جاے دل مین تیر ترازو کسی طرح

قمری کی آنکھ سرو قد و نسے لڑے کہین
موقوف ہو یہ نعرۂ کُو کُو کسی طرح

اِسدرجہ شرمسار ہون یارب گناہ سے
ہوتے نہین جُدا سر و زانو کسی طرح

تُم دلکو صاف صاف نہ مانگو تو کیا ہوا
چھپتا نہین ہی بات کا پہلو کسی طرح

ہر سرو کو غرور ہے مین بیمثال ہون
لے آئین یار کو بھی لب جو کسی طرح

دیدینگے نقدِ دل بھی تو ہمسے کرینگے بل
سیدھے نہونگے آپ کے گیسو کسی طرح

تیرِ نگاہ ہو کہ خدنگِ ادا ے یار
بچتا نہین ہی دونون سے پہلو کسی طرح

مین دل جلا رہا ہون جو وہ ہم بغل نہین
مطلب یہ ہے کہ گرم ہو پہلو کسی طرح

۷۵
مانندِ شمع ہجر مین ای طاہر حزین
۱۱
تھمتے نہین ہین رات بھر آنسو کسی طرح

جواب دیتی ہی فکرِ رسا نظر کی طرح
دہن کا حال بھی کھلتا نہین کمر کی طرح

جو شب کو ہاتھون نے پائے نصیب ہلے کے
بغل مین کھینچ لیا یار کو قمر کی طرح

عدو سمجھنے لگا اپنے دلکو اُلفت مین
پھرا ہون دوست سے مین بھی تری نظر کی طرح

اسیر ہون قدِ آزاد کی محبت مین
ہے بند بند گرفتار نیشکر کی طرح

کیا ہی خار سے کیون قطع رشتۂ اُلفت
بکھر نہ جائین کہین آبلے گہر کی طرح

نشانی آپ نے دی ہی جو مہربانی سے
عزیز ہے مجھے یہ داغ بھی جگر کی طرح

نکلکے آنکھون سے اطفالِ اشک کہتے ہین
وطن کو چھوڑ دیا ہمنے بھی گہر کی طرح

مین دل کے ہاتھون اُسے بھیجتا ہون نامۂ شوق
اِسے بھی ہاتھ سے کھوتا ہون نامہبر کی طرح

جفاے یار کو عینِ وفا سمجھتا ہون
پسند ہے مجھے یہ عیب بھی ہنر کی طرح

رقیب نے گلِ مقصد سے بھر لیا دامن
اُلجھ پڑون نہ کہین خارِ رہگزر کی طرح

ہوا نہ وصل جو اُس مہروش کا اے طاہر
مین اشکبار رہا شبنمِ سحر کی طرح

۷۶ ردیف خای منقوطہ ۹

ہم مرتے ہین تجکو نہین ہوتی خبر اے شوخ
آہِ دلِ بیتاب ہی کیا بے اثر اے شوخ

خاکِ کفِ پا کیون نہو سرمہ کے برابر
آنکھون مین جگہ دیتے ہین اہلِ نظر اے شوخ

اللہ نے دی آج شبِ وصل کی دولت
مقبول ہوئی میری دعاے سحر اے شوخ

جان اپنی سمجھتا ہی جو میرا دلِ شیدا
کیا تیری نشانی ہی یہ داغِ جگر اے شوخ

اغیار سے ہر روز کا ملنا نہین اچھا
بدوضعون کی صحبت ہی بُرائی کا گھر اے شوخ

جس دن سے مقدر نے میرے بیچ کیا ہے
سیدھی نہین ہوتی تری ترچھی نظر اے شوخ

اللہ بچائے تری غصہ کی نظر سے ہے چین جبین قہر خدا الحذر اے شوخ
عاشق سے جو برہم ہی طبیعت یہ سبب ہے کہدیتے ہین اغیار ادھر کی اُدھر اے شوخ

۷۷ للہ یہ کہدے کوئی طاہر کی طرف سے بیمار محبت کی بھی لینا خبر اے شوخ ۱۲

کیون مرے دل سے ہوا ہی غم جانان گستاخ میزبان سے کبھی دیکھا نہین مہمان گستاخ
شوخ چشمی نے دکھایا ہی انھین کنج قفس اور صیاد سے ہون مرغ خوش الحان گستاخ
مثل ہاروت جو ہون زہرہ وشون پر مائل کیا عجب ہے کہ فرشتون سی ہون انسان گستاخ
حسن بیباک نے کی دور سے دل کی جھجھک تیری شوخی نے کیا مجکو مری جان گستاخ
انکو اسواسطے قمری نے کیا ہی آزاد اُسکی خدمت مین ہون سرو گلستان گستاخ
بے تکلف مرے قدموں سے لپٹ جاتے ہین اے جنون ہو گئے ہین خار بیابان گستاخ
آنکھین تیرے رخ روشن سے لڑا لیتا ہی آئنہ بنکے ہوا ہے دل حیران گستاخ
منھ لگانے کا عنادل کے نتیجہ یہ ہے بدزبان غنچے ہوے ہین گل خندان گستاخ
سائل حسن ہون مین میری حقیقت کیا ہی بادشاہون سے ترے در کے ہین دربان گستاخ
شب مہتاب مین سوتے ہو جو تم کوٹھے پر گھورتا ہے تمھین ہے ماہ درخشان گستاخ
جو تری قدر نہ سمجھے اُسے تمیز نہو تو کے تجکو وہ ہوا ی سگ جانان گستاخ

دست وحشت سے اُلجھنے ہی نہ پائین طاہر چاک ہو جائین جو ہون جیب و گریبان گستاخ

۷۸ ردیف دال مہملہ ۱۳

ہنس ہنس کے مجکو لوٹ لیا واہ ری پسند دل دیجیے کہ ایسی نہین دل لگی پسند

ہر وقت کا سنگھار نہین اے پری پسند
اللہ رے مزاج ترا سادگی پسند

دولت کہانسے آئے جو ہو آپ کی پسند
جنسِ وفا پسند نہین واہ ری پسند

بچا ئینگے یہ ناوک و شمشیر ایک دن
قرگان کو راستی ہی بھوون کو کجی پسند

ہوش و خرد نہین جو رفاقت نکر سکے
یہ ظلم ہے جو مجکو نہو بیخودی پسند

میری نظر مین ایک ہین کیا دوست کیا عدو
احوال نہین ہو نہین جو مجھے ہو دوئی پسند

ہم منتون سے باز نہ آئینگے اے صنم
تجکو نہو خدا کو تو ہے عاجزی پسند

تیوری مین بل ہین گیسوی پرخم سے بھی سوا
کتنی مزاجِ یار کو ہے برہمی پسند

ہشیار تھے جو عشق مین دیوانے ہو گئے
دی تھی خدا نے عقل تو کی بیخودی پسند

پہلے سزا انھین کو ملے دیکھ بھال کی
آنکھونکے بعد ہے دلِ ناشاد کی پسند

گو جنسِ بیکار ہے دل پھر بھی مال ہے
کوئی نہ لے اِسے تو کرے بیکسی پسند

گھر کر گیا ہے غیر کے دل مین خیالِ یار
گنجینۂ مراد ہے ویرانگی پسند

۷۹ | طاہر ہوا ہی جب سے مذاقِ سخن مجھے
نعتِ نبی پسند ہے مدحِ علی پسند | ۱۱

تیرا لباس دیکھے جو اے گلبدن سفید
ہو جاے انفعال سے سارا چمن سفید

حسرت سے دیکھکر تجھے اے غیرتِ چمن
لالہ ہے داغدار گلِ یاسمن سفید

اے آسمان پسند ہے کیا وضع ماتمی
دیکھا نہ ایکدن بھی ترا پیرہن سفید

ایسے خجل ہوے دُرِ دندانِ یار سے
ہیرے کی طرح ہو گئے لعلِ یمن سفید

میلا ہوا ہے جامۂ ہستی تو غم نہین
خوش ہون کہ بعدِ مرگ ملیگا کفن سفید

ہنسکر دکھا بھی دو ہمین دندانِ آبدار
دیکھین تو کیسے ہوتے ہین دُرِ عدن سفید

دیکھے جو تیرے خال تو ہو قلب ماہیت
کافور سے زیادہ ہو مشکِ ختن سفید

حسنِ شباب کا ہی غرور اور چند روز
ہو گی کبھی تو زلفِ شکن در شکن سفید

دیکھے ہین جب سے مسی آلودہ لب ترے
سوسن کے پھول ہین صفتِ یاسمن سفید

آنکھین ہماری دیکھے تو مانندِ آئنہ
ہو جاے صاف چشمِ غزالِ ختن سفید

۸۰

طاہر سوادِ شامِ غریبان کو دیکھکر
آتا ہے یاد چہرۂ صبحِ وطن سفید

۱۲

ای باغبان یہ سرو و صنوبر ہین کیا بلند
طوبیٰ سے ہاتھ بھر ہے قدِ دلربا بلند

پہونچی کمندِ آہ فلک تک تو کیا ہوا
بامِ مرادِ عشق ہی اس سے سوا بلند

ای عشق خاک مین جو ملاتا ہی تو انھین
ہوتا ہے اور رتبۂ اہلِ فنا بلند

اپنی فروتنی سے یہ امید ہے مجھے
میرا غبار تک نہو بعدِ فنا بلند

نالے جو لب تک آئے تو چنگاریان اڑین
نکلی جو منھ سے آہ تو شعلہ ہوا بلند

وہم و گمان اڑاتے ہین بے پر کی کسلیے
دیوارِ قصرِ یار ہے بے انتہا بلند

جلوہ دکھا دیا جو لبِ بام یار نے
ثابت ہوا کہ عرش کا تارا ہوا بلند

وہ خوش خرام بزم سے جب اٹھ کھڑا ہوا
غل مچگیا لو اے قیامت ہوا بلند

نسبت جو ہو گئی ہی کفِ پاے یار سے
ہر سرو سے ہے رتبۂ نخلِ حنا بلند

نظارہ کر رہا ہے رخِ بیمثال کا
اقبالِ آفتاب ہی ای مہ لقا بلند

کٹنا جو آفتِ شبِ غم کا محال ہے
کس بیکسی کے ساتھ ہین دستِ دعا بلند

۸۱

طاہر مشاعرہ مین پڑھی آج وہ غزل
ہے ہر طرف سے غلغلۂ مرحبا بلند

۸۰	ردیف ذال ہندی	۱۴
شوخی کو کیون نہو نگہِ یار پر گھمنڈ		ہوتا ہی ہر پھکیت کو تلوار پر گھمنڈ
اچھا نہین ہی یہ خطِ رخسار پر گھمنڈ		بیجا ہے گلرخون کو خس و خار پر گھمنڈ
اُس شمع رو کی بزم مین ہین جب سے باریاب		پروانون کو ہے طالعِ بیدار پر گھمنڈ
دیوانگانِ عشق پھنسے ہین جو دام مین		ہی اُس پری کو طرۂ طرار پر گھمنڈ
سمجھے ہو جسکو حسن سریع الزوال ہی		بے سود ہی یہ دولتِ دیدار پر گھمنڈ
جنسِ وفا ہی یوسفِ مصری نہین ہی یہ		بازار مین ہو جسکو خریدار پر گھمنڈ
مین خاک مین ملا نہ ملا یار کا مزاج		اللہ کسقدر ہے ہوادار پر گھمنڈ
اے غیرتِ چمن رُخِ سادہ ہی بیمثال		تجکو بجا ہے گلشنِ بیخار پر گھمنڈ
دیکھا ہی سروِ لنگ کو وارفتہ باغ مین		اَب اور بھی ہوا اُنھین رفتار پر گھمنڈ
عزت خدا کے دینے سے ہوتی ہی خلق مین		نادانون کو ہی جامۂ زرتار پر گھمنڈ
عاشق کو اپنے کیون نہ بٹھائے وہ دھوپ مین		ہی اُس پری کو سایۂ دیوار پر گھمنڈ
اندوہ رنج درد الم میرے ہین رفیق		غربت مین مجکو ہی اِنھین دو چار پر گھمنڈ
تم اور نازِ سحر بیانی خدا کی شان		جو بید ہین ہوا اُسکو ہو گفتار پر گھمنڈ
یون تو ہزارون خلق مین طاہر نبی ہوے لیکن ہے ہمکو احمدِ مختار پر گھمنڈ		

۸۱	ردیف ذال معجمہ	۱۰
لذت نبات مین ہی نہ ہے نیشکر لذیذ		عناب لبِ حضور کے ہین جس قدر لذیذ

ای قند لب اگر ترے ہاتھ سے ہو نصیب
ہو جائے زہر تلخ بھی مثل شکر لذیذ

بادام چشم سیب زنخدان گلنار لب
ای باغ حسن ہین یہ ترے سب ثمر لذیذ

مینے جو نظم کین لب شیرین کی خوبیان
اشعار ہو گئے صفت نیشکر لذیذ

لذت چشان خوان قناعت جہان مین
نان جوین کو جانتے ہین بیشتر لذیذ

عشاق کو ازل سے یہ روزی عطا ہوئی
سرد آب اشک چشم و کباب جگر لذیذ

سیب ذقن کے سامنے اے نونہال حسن
باغ جہان مین کوئی نہین ہے ثمر لذیذ

دانتون کی یاد ہے تو لبونکا بھی حیان ہو
مصری ملے تو ہو یہ سفوف گہر لذیذ

رندون کو چاٹ شور محبت کی کیون نہو
ہوتا ہے اس نمک سے کباب جگر لذیذ

غم لیکے اس جہان سے طاہر چلے ہین ہم
توشہ ہمارے ساتھ ہے وقت سفر لذیذ

۸۲ ردیف رای مہملہ ۱۹

نہ دیکھو گا سر مغرور جب مین غیر کے تن پر
تری تلوار کا احسان ہوگا میری گردن پر

بہار آئی ہے ہم کنج قفس مین ہاتھ ملتے ہین
نظر آتا ہے سبزہ دور سے دیوار گلشن پر

عمل حب کا نہ جادو سامری کا کام کرتا ہے
کوئی افسون نہین چلتا بتان شوخ و پرفن پر

تمہارا مطلع ابر و زبانی یاد ہے مجکو
بیاض رخ کا مضمون آئنہ ہے طبع روشن پر

جو کچھ حاصل بھی ہو جاتا ہے مجکو کشت عالم سے
فلک بجلی گرا دیتا ہے میرے خرمن پر

کبھی جھوٹون جو کہتا ہے کہ ہوگا وصل اس بت کا
تو رکھ دیتا ہون سر بیساختہ پائے برہمن پر

ہزارون وار ہو جاتے ہین مجھ پر تیغ قاتل کے
وہ تیور ہون کہ خط پڑتا نہین ہے میری گردن پر

ہمارا کیا ہی ہم تو عاشقِ شیدا ازل سے ہین
پھسل پڑتے ہین زاہد بھی مجون کے رنگ و رغن پر

حیاتِ جاودان پائی ہی ہو کر ذبح فرقت مین
رہیگا حشر تک احسان قاتل میری گردن پر

یون ہی دیگا اگر حسنِ گلوے یار کا دھوکا
تو میرا خون ہوگا ایکدن شیشے کی گردن پر

نشانِ نعل سے ای شہسوارِ حسن ثابت ہے
کہ ماہِ نو نے بھی آنکھین ملین ہین پاے توسن پر

فغان عاشق کی ہی کیا خندِ معشوق کا باعث
کھلے جاتے ہین غنچے بلبلِ نالان کے شیون پر

نہین آتے ہین جسدن شام سے وہ فاتحہ پڑھنے
چراغِ کشتہ کا ہوتا ہی دھوکا شمعِ مدفن پر

مسی مالیدہ لب کا وہ جما ہی رنگ غنچون مین
کہ اب تک قہقہے اڑتے ہین نافرمان موسن پر

ذرا ای دستِ وحشت فیصلہ اسکا بھی کر دینا
مرے چاکِ گریبان کو ہنسی آتی ہی دامن پر

لبِ جان بخش کے اعجاز کی تھی دھوم مدت سے
ہوا اب خاتمہ جادو کا چشمِ سامری فن پر

چھٹا دے انکو بھی آبِ دمِ خنجر سے او قاتل
پڑی ہین خون کی دو چار چھینٹین تیرے دامن پر

گلونسی کہدئے گھبرا کے کیون اسرارِ الفت کے
چھری رکھی نہ تھی صیاد نے بلبل کی گردن پر

۸۳ مجھے افسوس اپنے قتل ہونیکا نہین طاہر ستم یہ ہے کہ خونِ ناروا ہو اسکی گردن پر ۱۲

چلے کوچہ زلف سے دل نکل کر
کہان پاؤن پھیلا دئے ہین مچل کر

کہین وصل ہین شام سے وہ نہ روٹھین
مقدر نہ سو جائین کروٹ بدل کر

یہ نالے ہین یا خارِ اے ناتوانی
کھٹکتے ہین سینہ مین دل سے نکل کر

رسائی کی صورت اگر ہے تو یہ ہے
چلون کوے جانان مین صورت بدل کر

جو ہم ہونگے دلسوز اس شمعرو کے
جلادے گی پروانہ کو شمع جل کر

یہی کوے جانان ہی جنت یہی ہے
کہان جائیگی روح تن سے نکل کر

ہین اپنے مقدر کی باتین بھی اولٹی — گلہ ہوگیا شکر منھ سے نکل کر
دکھا دو جو ساقِ منور کا عالم — نہو شمع مغرور سانچے مین ڈھل کر
وہ ایجان تھا نقدِ دل عاشقون کا — جسے کھو دیا منھدی ہاتھ مین مل کر
جب آنکھون نے دیکھے ہین وہ صاف عارض — نظر نے قدم لے لیے ہین پھسل کر
تماشا ہوا پنی امانت جو مانگون — کسی اور کا دل وہ دیدین بدل کر
سُنا حضرتِ دل ابھی سر نہوگا — قدم راہِ اُلفت مین رکھنا سنبھل کر

۸۴ — کہین بھی زمانہ مین قدرِ سخن ہے / کہے کون طاہر سے فکرِ غزل کر — ۱۸

حیرتی ہون رُخِ جانان کے مقابل ہوکر — صاف آئینہ بنا ہون ہمہ تن دل ہوکر
تیر پر تیر لگاتے ہین وہ قاتل ہوکر — حکم یہ ہی کہ نہ تڑپے کوئی بسمل ہوکر
جلوۂ یار ہوا باعثِ بینائی چشم — خالِ عارض مری آنکھون مین ہاتل ہوکر
خارِ حسرت کو یہ سمجھے تھے نکل جائیگا — وہ بھی سینہ مین رہا آرزوے دل ہوکر
کوششین لاکھ مرے ناخنِ تدبیر نے کین — نہ کھُلی دل کی گرہ عقدۂ مشکل ہوکر
دیکھیے قید سے دیگا ہمین کب عشق نجات — پانون پڑتے تو ہین پابندِ سلاسل ہوکر
ڈھیر ہونگے ہمین اور تڑپ لین دم بھر — تیرے کوچے سے کہان جائینگے بسمل ہوکر
گھر مین کیا بیٹھے ہو روشن کرو آنکھین میری — شبِ تاریک مین نکلو مہ کامل ہوکر
تیرے کوچہ کی جُدائی ہی قیامت اے حور — روح گھبرائیگی فردوس مین داخل ہوکر
کچھ تو باتین کرو مشتاقِ سخن ہین عاشق — بیٹھو خاموش نہ شمعِ سرِ محفل ہوکر
کیا تماشا ہو اگر غنچۂ پیکان تیرا — سینۂ عاشقِ شیدا مین رہے دل ہوکر

ضبطِ نالہ جو کیا زہرہ وشونکے غم مین — آہ دل مین رہی دودِ چراغِ بابل ہوکر
گفتگو آپ سے ہی اور سے کیا مطلب ہے — غیر کیون بولتے ہین بیچ مین حائل ہوکر
سر کے بھل جائینگے دیوانے ترے کوچہ مین — یہ کہین رُکتے ہین پابندِ سلاسل ہوکر
جانتا ہی مری فریاد کو بھی نغمۂ عیش — کان صیاد کے بجتے ہین جلاجل ہوکر
کوے قاتل مین کہان چھوڑ چلے حضرتِ عشق — مجکو دھوکا تو نہ دین رہبرِ کامل ہوکر
گو مگو تھی دہنِ تنگِ بُتان کی اُلفت — حالِ دل کا نہ کھلا عقدۂ مشکل ہوکر

۸۵ | طاہر اُمّیدِ وفا کی ہی پریزادون سے — کیسے دیوانے ہوئے جاتے ہو عاقل ہوکر | ۹

آنکھ پڑتی ہی برابر ترے رخسارون پر — واہ کیا پاے نظر ٹھہرے ہین انگارون پر
خالِ مشکین تو نہین یار کے رخسارون پر — مُہر ہے کاتبِ تقدیر کی سیپارون پر
ایسے گرویدہ ہین عاشق ترے رخسارون پر — کبک کی طرح جُھکے پڑتے ہین انگارون پر
وہ دکھائین جو مجھے شکل تماشا ہوجاے — پُتلیان رقص کرین آنسوؤن کے تارون پر
ہاتھ اوچھا مرے قاتل نے لگایا کیا ہی — دہنِ زخم ہنسے دیتے ہین تلوارون پر
یار کی ابرودن پر چُنکے سُنہری افشان — پانی سونیکا چڑھا دیتے ہین تلوارون پر
ضبطِ فریاد و فغان کا بھی کوئی موقع ہی — کوہ غم ٹوٹ پڑا ہے جگر افگارون پر
وہ عیادت کو جو آتے ہین تو کہتے ہین طبیب — تم تو کچھ جان دئے دیتے ہو بیمارون پر

۸۶ | ہون اگر احمدِ مختار شفیع اے طاہر — یہ بھی ممکن ہے کہ آبخ آئے گنہگارون پر | ۱۶

نظر پڑتی ہی کیا کیا یار کی زلفِ پریشان پر — طبیعت اندنون لہرا رہی ہی سنبلستان پر

گزر ہوتا ہی کس مشکل سے بامِ قصرِ جانان پر
یہ کیسے آہ کے جھنڈے گڑے تھے چرخِ گردان پر

چنی ہے یار نے افشان جبین نور افشان پر
ستارون کا نظر آتا ہی جھرمٹ ماہِ تابان پر

مجھے تلوار ہی طعنے نہین دیتی ہی قاتل کی
لبِ سوفار ہنستے ہین دہانِ زخمِ خندان پر

تمھاری جنبشِ مژگان اگر پر تیر کے کترے
نگاہِ ناز پانی پھیر دے تیغِ صفاہان پر

نصیب غیر ہین تھے پھیریان روئے مخطط کی
قسم کھانیکو بھی ہمنے نہ رکھا ہاتھ قرآن پر

وہ وعدہ تھا جسے بھولے یہ دفتر ہی شکایت کا
کہین اسکو نہ رکھدینا اُٹھاکر طاقِ نسیان پر

غضب افسردگی ہی پھول کھلتا ہی جو لالے کا
چراغِ کشتہ بنجاتا ہی وہ گورِ شہیدان پر

ہوی ہین ترک مجھسے عشق مین ساماں راحت کے
کیا ہی جب سے تکیہ بسترِ خارِ بیابان پر

جو مثلِ ابر رووںگا تو مجھپر آفت آئیگی
تمھارے کان کی بجلی گریگی خرمنِ جان پر

رُخِ روشن تمھارا بھول جاؤن واہ کیا کہنا
یہ مصحف ہے مین کیونکر اسکو رکھدون طاقِ نسیان پر

مہ و خورشید اگر دلسوز ہوتے رنجِ فرقت مین
کوئی پھاہا نہ رکھدیتا اُٹھاکر داغِ سوزان پر

دلِ نازک کو نشہ مین ذرا پہچان لو صاحب
کہین شیشہ نہ رکھدینا اُٹھاکر طاقِ نسیان پر

ہماری چشمِ تر کا سامنا کرتا ہی رونے مین
ہنسی برقِ جہان کو کیون نہ آئے ابرِ گریان پر

اگر گنجِ قفس مین رہ کے بے پر کی اُڑائیگا
کتر دیگا ابھی صیاد ای مرغِ خوش الحان پر

۸۷
نہ آیا فاتحہ کو جب کوئی دلسوز ای طاہر
بہائے اشکِ حسرت شمع نے گورِ غریبان پر
۹

آنکھون کی ہے یہ فیض رسانی کمر کمر
رہتا ہے کوے یار مین پانی کمر کمر

افسوس ہمکو کوچہ مین آنے نہ دین حسین
کانٹے بچھائین ظلم کے بانی کمر کمر

جب پوچھتا ہون کسکے مضامین نہ بندھے
کہتا ہے ہاتھ مل کے فغانی کمر کمر

اے سیلِ اشک آتشِ غم کے بجھانے کو
گھر مین مرے بھرا رہے پانی کمر کمر

محرومِ دیدِ خلق کو معمار نے کیا
دیوار یار کی تھی اُٹھاتی کمر کمر

اتنا تو روئے جو وہ جانیکا نام لین
ہوجاے ساری راہ مین پانی کمر کمر

عشاق بیٹھ بیٹھ کے ہون غرقِ جان وین
مقتل مین ہو جو تیغ کا پانی کمر کمر

اونچی زمین ہے نصف قدِ آدم اے پری
عاشق نے تیرے خاک یہ چھانی کمر کمر

۸۸ طاہر ہزار دقتین پیش آئین وقتِ فکر
ثابت کرے گی سحر بیانی کمر کمر ۱۴

کچھ عجب نقشہ ہوا نقشہ تمھارا دیکھکر
بنگیا مین آئنہ رخسارِ زیبا دیکھکر

جانِ مضطر خوش ہے حسنِ حیرت افزا دیکھکر
دل شگفتہ ہے گلِ رخسارِ زیبا دیکھکر

برق شرمندہ ہے روئے آتشین کے سامنے
پانی پانی ہے گھٹا زلفِ چلیپا دیکھکر

یا الٰہی اضطراب دل کا ہو خانہ خراب
یار گھبرانے لگا میرا تڑپنا دیکھکر

اہلِ زر نادان ہین انکو غمِ عقبیٰ نہین
کیسے خوش ہوتے ہین دنیا کا تماشا دیکھکر

ہم وہ دیوانے ہین جنگل سے کہین ٹلتے نہین
پاؤن پھیلاتے ہین فرشِ خارِ صحرا دیکھکر

شکر ہے بیتابیٔ دل کام آئی نزع مین
خوش ہوئے وہ رقصِ بسمل کا تماشا دیکھکر

وہ عیادت کو جو آیا جان مین جان آگئی
کھل گئین آنکھین میری شکلِ مسیحا دیکھکر

بات ہر ایک انکی ہے ضد سے شرارت سے بھری
کہتے ہین سورج کی پھبتی داغِ سودا دیکھکر

ہو وصفِ اغیار بسمل یار کو صدمہ نہو
اوقد رانداز آہ اپنا پرایا دیکھکر

کیون سلامت اسکو اے دستِ جنون رہنے دیا
خار ہوتا ہے مجھے دامانِ صحرا دیکھکر

کیون نہ روئین یادِ ساقی مین ہم اے پیرِ مغان
دل بھر آتا ہے خالی جام و مینا دیکھکر

ماہِ کامل ہو کہ خورشیدِ درخشان جلوہ گر		ہم نہ دیکھینگے رُخِ روشن تمہارا دیکھکر

۸۹	یاد آتا ہی جو لطفِ کمکشی طاہر ہمین اشکِ تر آنکھونمین بھر آتے ہین دریا دیکھکر	۱۱

کون ہی گرمِ فغان قہر ہی اُنکا کس پر		آج غصہ مین ہین وہ آگ بگولا کس پر
ایک دو دن سے زیادہ نہین یہ رنگ یہ بو		گلِ تر پھولے ہین اے بلبلِ شیدا کس پر
تیغ و خنجر کو تو مقتل مین وہ لاکر دیکھین		ہم گلا دوڑ کے رکھدیتے ہین اپنا کس پر
ایک عالم رُخِ پر نور کا شیدائی ہی		دیکھین آنچ آتی ہی اے برقِ تجلی کس پر
کسکو دم دوگے کہان جاوگے مرجائیگا کون		ڈھایگا آج غضب وعدۂ فردا کس پر
ہمکو ہین مدِ نظر باغِ جہان کے خوش چشم		آنکھ پڑتی نہین اے نرگسِ شہلا کس پر
اور تکلیفِ رفاقت کسے دے سکتے ہین		ناتوانی کے سوا زور ہے اپنا کس پر
بعد میرے کسے سودائے محبت ہوگا		یہ وبال آئیگا اے زلفِ چلیپا کس پر
دیدۂ تر کے سوا کسکو کہوگے قلزم		اور طوفان اُٹھیگا لبِ دریا کس پر
آجتک سرکشیِ چرخِ ستمگر ہے وہی		دھونس نالون کی ہی پر اے دلِ شیدا کس پر

۹۰	کیون نہو طاہرِ عاصی کو شفاعت کی امید نظرِ لطف نہین اے شہِ والا کس پر	۲۱

تیرِ قاتل نے لگائے جو مکدر ہوکر		رہ گیا سینہ مین تو وہ دلِ مضطر ہوکر
نکل اے گرمیِ سرشکِ آنکھون سے اخگر ہوکر		چمک اے داغِ جنون مہرِ منور ہوکر
بے پری کا جو کرے عذر کبوتر ہوکر		لے اُڑے نامۂ شوق اُسکو بھی شہپر ہوکر
داغ چمکے تو ہبت مہرِ منور ہوکر		اے صنم تو بھی پسیجا کبھی پتھر ہوکر

میری مٹی ہی کو اللہ کرے کار آمد
چوم لون ہونٹھ تمھارے لبِ ساغر ہوکر

یا خدا رشتۂ الفت بھی غمِ دوری مین
قطع ہو جاے اُمیدِ دلِ مضطر ہوکر

سخت جانی کا بھلا ہو کہ شہیدونکے گلے
تیری تلوار کے کام آتے ہین پتھر ہوکر

دیکھ کر ناوکِ مژگان ترے اے صید فگن
جان پر کھیلین گے شاہین کبوتر ہوکر

ٹھوکرین کھاے مگر دل سے نہ نکلے آواز
میرے پہلو مین یہ شیشہ رہے پتھر ہوکر

کیون بہاتا ہی تو اے دیدۂ تر گرم سرشک
کسلیے آگ مین جلتا ہے سمندر ہوکر

موے مژگان کبھی قاتل کے کٹارے ہونگے
ابتو یہ دل مین چبھے جاتے ہین نشتر ہوکر

آپ کے دل مین ہوئی اور کدورت کو جلا
رہ گیا رنگ اس آئینہ مین جوہر ہوکر

تیغ منھ موڑتی ہی تیر اُچٹ جاتے ہین
سخت محجوب ہون مین یا سے پتھر ہوکر

اے فلک جوش مین ہین دیدۂ تر ڈرتا ہون
کہ مجھی کو نہ ڈبو دین یہ سمندر ہوکر

ہوش تو اُڑ گئے تھے اُنکے ہوادار کے ساتھ
جانِ ناشاد بھی چھو ہو گئی صرصر ہوکر

طائرِ ہوش کے پر کاٹتے ہین موے مژہ
کام قینچی کا کیا کرتے ہین نشتر ہوکر

آفتین جھیلنے کو شوق ہمین لایا ہے
اب ترے در سے کہان جائینگے پتھر ہوکر

محوِ ابرو ہو نمین سب ملتے ہین جھک کر مجسے
حلق پر میرے چھری پھرتی ہے خنجر ہوکر

درد نے پھیل کے روکی ہر جگہ پہلو مین
اب ترے تیر کہان بیٹھین گے دلبر ہوکر

شکوۂ بے اثری سُنکے ہمارے آنسو
تھوڑے تھوڑے ہوئے جاتے ہین سمندر ہوکر

۹۱
گرم آہون سے حسینونکے بھی دل اے طاہر
موم کی طرح پگھل جاتے ہین پتھر ہوکر
۱۲

آئے نظر نہ اہلِ نظر کو ذرا کمر
آنکھون ہی آنکھون مین رہے اے دلربا کمر

باندھی ہی جب سے قتل پر اے بیوفا کمر
ندی ہمارے خون کی بہتی ہے تا کمر

ہی میرے جسمِ زار کا افسانہ خلق مین
بے نام و بے نشان کا سُنے ماجرا کمر

ہو جاؤن آج مین بھی فقیر اِس لکیر پر
اے بادشاہِ حُسن دکھادے ذرا کمر

ہو جاے بیقراریِ دل کا ملاحظہ
اے بُت خدا کے واسطے پھر باندھنا کمر

قاتل کمر سے کھینچ لے شمشیرِ آبدار
مرنے پر آپ باندھینگے اہلِ وفا کمر

جس پر ہزار ہا جو نزاکت کو ناز ہین
دیکھون تو مین زمانے سے عنقا ہی کیا کمر

دل لینے مین کسے کہون یہ بیمثال ہے
دونون غضب ہین کیا دہنِ تنگ کیا کمر

یہ بڑھ کے ایڑیون سے بڑھائیگی رابطہ
زلفِ درازکا نہ کرے آسرا کمر

موہوم ہے جو میرے تنِ زار کی طرح
واقف ہوئی ہی رمزِ محبت سے کیا کمر

جاؤن سوے عدم تو کرون لامکان کی سیر
دیکھون دہن بھی مین جو دکھاتے خدا کمر

۹۲
طاہر طریقِ عشق مین مُنتا ہون غیب سے
ہے رہروِ عدم کے لیے رہنما کمر
۲۰

خیر ہے آپ کہان جاتے ہین مہمان ہوکر
دل مین گھر کیجیے رہ جائے ارمان ہوکر

دل بھی لے لینگے صنم جان کے خواہان ہوکر
کچھ نہ چھوڑینگے یہ غارتگرِ ایمان ہوکر

تُم چلے آؤ اگر عیسے دوران ہوکر
کارِ اکسیر کرے درد بھی درمان ہوکر

لیچل اے جوشِ جنون سلسلہ جنبان ہوکر
گھر نے سو رنج دیے ہین مجھے زندان ہوکر

ابروون نے ترے مشتاق شہادت سیکھا
مجھسے ٹیڑھے ہی رہے تیغِ صفاہان ہوکر

تیری تقصیر نہین دل نے دغا کی ہم سے
اے صنم جھوٹ نہ بولینگے مسلمان ہوکر

مجھسے ہر بات مین تم اُڑتے ہو کیا کہنا ہے
چشمِ بد دور پری بنتے ہو انسان ہوکر

ایک عاشق کو بھٹکاتے ہین کئی زہرہ جبین
یہ فرشتون کو ورغلا دیتے ہین انسان ہوکر

گل تو گل خارِ گلستان بھی ہین اترائے ہوئے
اپنے جامے مین سماتے نہین عریان ہوکر

وصل کا سُنکے سوال اِسلیے خاموش ہین وہ
کہین مُنھ سے نہ نکل جائے نہین ہان ہوکر

بام پر شام سے وہ آئے ہین مُنھ پر رخِ نقاب
چاند نکلا ہے چراغِ سرِ تابان ہوکر

مین بتا دون جو کوئی حشر کے پوچھے آثار
آئیگا روزِ قیامت شبِ ہجران ہوکر

لیکے دل اور بھی ہو جاتے ہین دلبر بیباک
شوخیان کرتے ہین شرمندۂ احسان ہوکر

کسی صورت سے وہ دیکھین تو دلِ شیدا کو
یا خدا آئنہ بنجائے یہ حیران ہوکر

آرسی سامنے ہے محوِ خود آرائی ہین
کہین تصویر نہ بنجائین وہ حیران ہوکر

ہم بھی کیا ہین کہ نہین تابِ تجلّی ہمکو
آئنہ دیکھ رہا ہے اُنھین حیران ہوکر

واہ کیا خوب اوداسی نے ہوا باندھی ہے
بجھ گیا دل بھی چراغِ شبِ ہجران ہوکر

دو ثمرِ باغِ جوانی کے ملے ہین تم کو
اور کیا چاہتے ہو سروِ خرامان ہوکر

تیرے ابرو سے خجل ہوکے کہان نکلا ہے
سر تو بیٹھ رہے سر بگریبان ہوکر

۹۳	قصر و ایوان سے غرض ہمکو نہین ہے طاہر گھر بنائین کہ یہان آئے ہین مہمان ہوکر	۵

مین جو گے بنکے بیٹھا جب کسیکے آستانے پر
رقیبونکو تو دیکھو جل گئے دھونی رمانے پر

نہ کرنا وصل کا انکار اے ابرو کمان ہم سے
نہین اپنا گلا کاٹینگے ہم گردن ہلانے پر

پھنسے اوڑ کر کسی رشکِ پری کے دامِ گیسو مین
دئے تھے اِسلیے کیا طائرِ جان کو خدا نے پر

جو وہ خط بھی نہین لکھتے یہ پٹی ہے رقیبونکی
خدا ایسون سے سمجھے چار حرف ایسے پڑھانے پر

مُقدّر سے زیادہ رزق ملنا غیر ممکن ہے

۹۴	سُنا ہی مین نے طاہر مُہر ہی ایک ایک دانے پر	۲۶
گلشن مین دکھانا قدِ آزاد سمجھ کر		قمری نہ کہین لوٹ ہو شمشاد سمجھ کر
اُنجان بنُن عشق کی روداد سمجھ کر		انصاف طلب آئے ہین دے داد سمجھ کر
جو چاہو کہو عاشقِ ناشاد سمجھ کر		سر تمکو چڑھایا ہے پریزاد سمجھ کر
آسان نہین ہی قدِ جانان کی محبت		ماتھے پر الف کھینچینگے آزاد سمجھ کر
یہ حشر مین ہی صورِ سرافیل کی آواز		بیتاب نہونا میری فریاد سمجھ کر
حل ہو نہ سکا مسئلہ عشق کسی سے		دینا تو جواب اے دلِ ناشاد سمجھ کر
دھوکے سے انھین کیا کوئی شیشہ مین اوتارے		رکھتے ہین قدم دل مین پریزاد سمجھ کر
قمرگان کی جھپک طائرِ جان کو نہ دکھانا		پھڑکے نہ کہین پنجۂ صیاد سمجھ کر
دل زلف مین لٹکا ہی تو قامت کی ہی زینت		رہنے دو اسے طرۂ شمشاد سمجھ کر
زلفون کی محبت ہی فقیرانہ ہے صورت		بندِ کمر ہا کیجیے آزاد سمجھ کر
برہم نہو صیاد خبردار خبردار		فریاد کر اے مُرغِ چمن زاد سمجھ کر
الزام اجل پر ہو یہ بیجرم و خطا ہون		پھر ظلم کرین کیون ستم ایجاد سمجھ کر
معلوم ہی کچھ حال حسینون کی وفا کا		دے مجکو دغا اے دلِ ناشاد سمجھ کر
کُشتہ دلِ صد پارہ کا جیا نہ ہوا اے آہ		ہم آنچ دیئے جاتے ہین فولاد سمجھ کر
کیون رہنے دیا سینہ مین داغِ غمِ اُلفت		اسکو بھی مٹا دو دلِ ناشاد سمجھ کر
آہون کی سمجھ اولٹی ہی اے بُلبُلِ نادان		دل پھونک نہ دین خانۂ صیاد سمجھ کر
غصہ مین نہو لعل یہ ہے برقِ درخشان		آنکھین نہ دکھا شعلۂ فریاد سمجھ کر
تلوار جو کھینچے ہوئے مقتل مین وہ آئے		ہم سینہ سپر ہو گئے جلاد سمجھ کر

صحرا مین حساب آبلہ پائی کا ہو مشکل
ذرّون کی بتا سکتے ہین تعداد سمجھ کر

دیکھا تری آنکھونکو جو ایمان نظر سے
اُستادِ ازل نے کیے دو صاد سمجھ کر

اچھا نہین ہے غیر کی دعوت کا نتیجہ
اِس فرد پر آنکھون سے کرو صاد سمجھ کر

غیرون کے تصوّر سے ہو معمور دلِ تنگ
کس کس کو بھلاؤ گے مری یاد سمجھ کر

نظرون سے گرانا ہے اگر نازنین دل سے
ہم یہ بھی اُٹھا سکتے ہین اُفتاد سمجھ کر

کچھ نالۂ دل رعد نہین صور نہین ہے
سُن لو کسی مظلوم کی فریاد سمجھ کر

صدمے یہ تغافل کے یہ میرا دلِ نازک
شیشہ کو نہ کھو ہاتھ سے فولاد سمجھ کر

طاہر مرے اشعار پر کہنے لگے احباب
نقّادِ سخن دینے لگے داد سمجھ کر

۹۵ | ۱۵

ای اجل یہ آرزو ہے زلفِ پُرخم دیکھ کر
دیکھیے صبحِ کفن شامِ شبِ غم دیکھ کر

شمع سان روتے ہین وہ بھی بزمِ ماتم دیکھکر
ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین مجکو بے دم دیکھکر

توڑ کر پائے طلب بیٹھے ہین مست اللہ کے
ہاتھ پھیلاتے نہین ہین ساغرِ جم دیکھکر

زخمی فرقت ہون نفرت چارہ گر سے ہی مجھے
تن بدن مین آگ لگ جاتی ہی مرہم دیکھکر

محو تھا مین اسقدر شیرین لبون کے عشق مین
صاف مصری کا ہوا دھوکا مجھے سُم دیکھکر

رحم آئے دلبرون کو یہ بھی کوئی بات ہی
آنکھ کیا مُنھ پھیر لینگے چشمِ پُرنم دیکھکر

الاماں اے تُرک شمشیرِ نگاہِ ناز سے
دم ہی آنکھونمین اِسی تلوار کا دم دیکھکر

ہدیۂ اُلفت سمجھ کر لائے ہین لے لیجیے
دل کوئی سودا نہ تھا لیتے جسے ہم دیکھکر

اور کیا کہتی ہی تیرے کان مین زلفِ سیا
میری غیبت کر رہی ہی تجکو برہم دیکھکر

کیفِ دولت مین نہ رہتے خندہ زن یون اہلِ زر
آنکھ اگر ہوتی تو روتے ساغرِ جم دیکھکر

یہ نہ فرماؤ کہ معدوم ہی معدوم ہی — سامنے آؤ بتا دینگے ابھی ہم دیکھکر
خارِ مژگان جابجا ہین آنکھین فرشِ راہ ہین — سیدھی سیدھی چال چل اے جانِ عالم دیکھکر
ہم فقیرون کو توکل پر ہزارون نازہین — پاون سے ٹھکرا رہے ہین ساغرِ جم دیکھکر
آستانِ یار سے دربان اُٹھاتا ہے تجھے — پاون پھیلاتا ہے بندہ عرشِ اعظم دیکھکر

۹۶ — یہ دعا ہے طاہر دلخستہ کی اللہ سے — ۲۳
کچھ نہ دیکھون روضۂ شاہِ دوعالم دیکھکر

خود مجھے حیرت ہی اے دل تجکو حیران دیکھکر — آئنہ کیون بنگیا تصویرِ جانان دیکھکر
کیون نہوتا ریگِ عالم روے جانان دیکھکر — خیرہ ہوجاتی ہین آنکھین برقِ تابان دیکھکر
اَب کہان لیجائیگی یہ گردشِ قسمت ہمین — اور کیا دیکھینگے ہم کوہ و بیابان دیکھکر
کاش نہ سر عاشقونکے ٹھوکرین کھائین نکیون — دو قدم چلتا نہین وہ آفتِ جان دیکھکر
کی ہماری پردہ پوشی زخمِ دامندار نے — صورتِ شمشیرِ قاتل جسمِ عریان دیکھکر
دستِ وحشت تنگ ہی رخنہ بدن سے ضعف مین — دم گلے کا بند ہے طوقِ گریبان دیکھکر
مٹ گیا دل دھوم تھی جسکے فغان کی ہاے ہاے — دل بھرا آتا ہی خالی کوے جانان دیکھکر
دیکھیے کب تک اُٹھاتا ہی وہ چٹکی خیر سے — زخم مجھ تکتے ہین قاتل کا نمکدان دیکھکر
کیا غضب ہے ہجر مین زورِ جنون بھی گھٹ گیا — ہاتھ ملتا ہون مین ثابت جیب و دامان دیکھکر
ہو اگر رستم کا بھی صحراے اُلفت مین گزر — ہفتخوان کو بھول جائے ایک میدان دیکھکر
اُسکے آگے آنکھ جھپکاتا نہین میری طرح — آئنہ بھی محو ہے رخسارِ جانان دیکھکر
مین وہ ہون وحشی کہ جنگل مین ربانِ خشک سے — خیرِ مقدم کہتے ہین خارِ مغیلان دیکھکر
سہل سمجھے تھے محبت گیسوے شبرنگ کی — آج آنکھین کھل گئین خوابِ پریشان دیکھکر

دشت مین بھی دل نہ بہلا محو چشم یار کا
اور وحشت ہوگئی چشم غزالان دیکھکر

کیا نرے زاہد ہین ہم رند خراباتی نہین
آج بھی توبہ نہ توڑین ابر و باران دیکھکر

جسم لاغر بنگئے ہین عاشقون کے خار راہ
دیکھکر رکھنا قدم اے آفت جان دیکھکر

بندھ گئی عمامہ دری پر جوش وحشت کی کمر
آستینین چڑھ گئین ثابت گریبان دیکھکر

ہاے اے دست جنون تو نے کیا اسکو بھی چاک
دل کے ٹکڑے ہوتے ہین پیراہن جان دیکھکر

یہ بھروسا تھا کہ آنکو لائیگی تاثیر اشک
وہ تو گھر سے بھی نہ نکلے جوش طوفان دیکھکر

دلفریبی حسن روز افزون کی آفت ڈھائیگی
جان دینگے اے پری رو تجکو انسان دیکھکر

منھ وہ آنچل مین چھپائے ہین مگر دل شاد ہے
آنکھین روشن ہین چراغ زیر دامان دیکھکر

اُسمین یوسف کا گزر دل مین نہو تیرا مقام
رشک ہوتا ہے مجھے تقدیر زندان دیکھکر

۹۷
کیون نہ دیدین طاہر اپنا پیرہن ہم دشت مین
رحم آتا ہے ہمین ہر خار عریان دیکھکر
۲۲

کرو مشق جفا غصہ مین آکر
سر وہی کھینچ لو تیوری چڑھا کر

لیا دل شاد ہوکر مسکرا کر
دیا بوسہ بگڑ کر منھ بنا کر

لیا کر نام اے زاہد بتون کا
کبھی اسم جمالی بھی پڑھا کر

خدا سے ڈر کے مظلومونکی فریاد
سنا کر اے بت کافر سنا کر

بہار آنے نہ پائی تھی کہ مین نے
گریبان رکھدیا ٹکڑے اڑا کر

کیا یہ پاؤن کی زنجیر نے غل
کہ زندان رکھ لیا سر پہ اٹھا کر

بلا مین صبح تک لون وصل کی شب
کہ دون تمکو دعا مین ہاتھ اٹھا کر

سرے سے کہہ چلا ہون حال فرقت
جو سنتے ہو تو سن لو جی لگا کر

جفا پر کی جفا تیرِ ستم نے — جگر مین چٹکیان لین دل دکھا کر
مٹا پیری مین یون داغِ غمِ عشق — کہ جیسے شمع ہو گل جھلملا کر
خدا نالون سے سمجھے کیون خوش ہین — تمھارے دشمنون کا دل دکھا کر
زمین پر وہ قدم رکھتے نہین ہین — غرور ایسا بھی کیا مہندی لگا کر
ارے ظالم نہ کر ترکِ محبت — وفا سے باز آئے ہم جفا کر
کرینگے ہم عدو سے بھی تواضع — ملین گے تیغ سے گردن جھکا کر
لگاتے کیا ہو مجھپر دور سے تیر — چھری رکھدو گلے پر پاس آکر
یہ میری التجا اور اُنکا جانا — خفا ہو کر بگڑ کر طیش کھا کر
کرونگا تیرے جلوہ کو نظر بند — کہان جائیگا آنکھو نمین سما کر
تری محفل مین ہمنے شمع کے ساتھ — سویرا کر دیا آنسو بہا کر
کیا خوابِ عدم سے مجکو بیدار — قطعہ — صدا دلچسپ چھا گل کی سُنا کر
کہان ہی فتنۂ محشر کہان ہے — جگا دو اُسکو بھی ٹھوکر لگا کر
ملے دادِ سخن کیا خاک طاہر — غزل کہتے نہین ہو جی لگا کر

حسینونکو سمجھتے کیا ہو طاہر
بُھا لیتے ہین دل باتین بنا کر

۹۸ ردیف را ے ہندی ۱۰

تیر سے بڑھ کر دکھادے ای نگاہِ یار توڑ — توڑ کر سینہ ہمارا آہنی دیوار توڑ
آنکھ زاہد کی بچا کر توبہ اے میخوار توڑ — رات ہی مسجد سے اُٹھ قفلِ درِ خمّار توڑ

لیکے نام اللہ کا بندِ نقابِ یار توڑ
اسمِ اعظم سے طلسمِ دولتِ دیدار توڑ

دردمندانِ محبت کو ملا دے خاک مین
ای فلک دل کے پھپولے دن مین سو سو بار توڑ

دیکھتے ہین غیر اُنکے روے رنگین کی بہار
لالہ زارِ حسن سے تو بھی گلِ بیخار توڑ

مشقِ ضبطِ گریہ میرے دل نے کی ہے اختیار
آج کل پانی کا ہے اے ابرِ در یا بار توڑ

سینۂ عشاق توڑا ابھی تو کیا اے تیرِ آہ
تجھمین کچھ بل ہے تو سقفِ چرخِ کجرفتار توڑ

مصحفِ رخسار پر ایمان لا اے برہمن
پھینک دے پوتھی بغل سے رشتۂ زنار توڑ

دل مین کر سیرِ دو عالم آنکھ رکھتا ہے اگر
ساغرِ جمشید کو پتھر سے اے میخوار توڑ

آمد آمد عشق سُنکر مٹا دے قصرِ تن
زلزلے سے پیشتر طاہر در و دیوار توڑ

۹۹ ردیف زای معجمہ ۱۳

چین ہین یارون کے ابتو ای دلِ ناکام روز
خط وہان نکلا یہان آنے لگے پیغام روز

جستجو رہتی ہے مجکو کوچۂ دلدار کی
گردشین دیتا ہے کیا کیا بختِ نافرجام روز

جان کر مجکو شہیدِ چشمِ جانان عندلیب
میری تربت پر چڑھاتی ہے گلِ بادام روز

غیر کے آگے اُٹھاتے ہین وہ چہرے سے نقاب
خار کیا کیا مجکو دیتا ہے رخِ گلفام روز

جان آجاتی ہے ہونٹون پر لبون کے عشق مین
مجکو ہو جاتا ہے یادِ زلف مین بسرسام روز

کچھ وبا سے کم نہین ہے یہ بلائے عشق بھی
سیکڑون مرنے لگے ہین عاشقِ ناکام روز

ہم بھی ای ساقی ترے رندون مین رہا نوش ہین
ایک جلسے مین چڑھا جاتے ہین سو سو جام روز

خارِ حسرت کی خلش دل سے نہ جائیگی کبھی
یاد آتے ہین کسی کے حارضِ گلفام روز

کوے جانا نہین نہ جانا ہی موت سے بعید
پاؤن پڑتی ہی ہمارے گردشِ ایام روز

کون کرسکتا ہی روے آتشین کا سامنا
ماہِ کامل کو نہ بھر کائے چراغِ شام روز

اُسکی آنکھون سے جو کی چشمک تو یہ حاصل ہوا
کرتے ہین سعیِ علاجِ دیدۂ بادام روز

بے سبب چھپتا نہین ہی پردۂ فانوس مین
میری آہون سے لرزتا ہی چراغِ شام روز

۱۰۰
کیون ستائے ہمکو طاہر گردشِ لیل و نہار
نامِ احمد کا وظیفہ ہو جو صبح و شام روز
۱۶

جانباز مرتے ہین لبِ جان بخش پر ہنوز
باقی ہے دل مین حسرتِ عمرِ دگر ہنوز

پیری مین ہی حرارتِ داغِ جگر ہنوز
جلتا ہے کس مزہ سے چراغِ سحر ہنوز

گزرا شباب ربطِ حسینون سے ہو وہی
جادو کا کام کرتی ہے آہِ سحر ہنوز

جھونٹا پیامِ یار سناتی ہے نزع مین
دم دے رہی ہی مجکو نسیمِ سحر ہنوز

آنکھو نمین کچھ کمی نہین خونین سرشک کی
موجود ہین خزانے مین لعل و گہر ہنوز

شبخون کا حوصلہ مژۂ دلربا کو ہے
آنکھون کو قتلِ عام ہے تیغِ نظر ہنوز

مین اُسکو دیکھ لون میری اتنی نظر کہان
خود اُنکو دھوکے دیتی ہی اُن کی کمر ہنوز

اُس شاہِ حُسن کی تو سواری نکل گئی
خاک اپنی اوڑ رہی ہی سرِ رہگزر ہنوز

ابتک مین برقرار ہون قربان کی یاد مین
دل مین کھٹک رہا ہی مرے نیشتر ہنوز

مین خانمان خراب ہون مدت سے خلق مین
لیکن خیالِ یار کا ہے دل مین گھر ہنوز

شانہ سے بل تو زلفِ سیہ کے نکل گئے
سیدھی نہین ہوئی تری ترچھی نظر ہنوز

کیا آئے بوئے پیرہنِ یار اس طرف
مجھسے پھری ہوئی ہے نسیمِ سحر ہنوز

بندِ نہزار بے سر و سامان ہی عشق مین
لیکن مزاج مین ہے وہی کرّ و فر ہنوز

چالاکیان وہی ہین جو تھین شام ہجر مین
پر تیر کے کرتی ہے آہ سحر ہنوز

دنیا کی حسرتین بھی گنا ہونگے ہین سوا
باقی ہی ساتھ چلنے کو رخت سفر ہنوز

طاہر ہزار ترک ہین نازکخیالیان
لیکن ہے شوق مدحت خیر البشر ہنوز

۱۰۱ ردیف سین مہملہ ۱۴

تھا پہلے ای نسیم جو نافہ ہرن کے پاس
اب رہن ہی وہ زلف شکن در شکن کے پاس

ہوتا ہون دفن کوچہ گلپیرہن کے پاس
بنتی ہے قبر بلبل شیدا چمن کے پاس

جنگل سے اپنے نجد کا صحرا قریب ہے
جاگیر قیس کی ہی ہمارے وطن کے پاس

ہم جنس دل نہ بیچینگے بازار حسن مین
نقد وفا نہین ہی کسی سیمتن کے پاس

ہو ماہ مستنیر جو تم سے تو یہ کہون
کیا لعل شبچراغ ہی چرخ کہن کے پاس

صیاد کیا ہین ہو جو عنادل کا اختیار
آنے نہ پاے باد خزان بھی چمن کے پاس

دیکھا جو تجکو سب ہوے رخسار پر فدا
پروانہ ایک بھی نہین شمع لگن کے پاس

خالی ہی انکی جیب تو دل جائیگا کہان
ہوگا ضرور زلف شکن در شکن کے پاس

پیری مٹانے آئی ہی باغ شباب کو
لشکر پہونچ گیا ہی خزان کا چمن کے پاس

ساقی نوجوان کا فقط انتظار ہے
رکھے ہوئے ہین شیشے شراب کہن کے پاس

سمجھا مین اسکے سایہ قامت کو دیکھکر
ہی ایک سرو اور بھی سرو چمن کے پاس

اس رشک گل کے کوچہ سے مین دردمند ہون
بلبل نے آشیانہ بنایا چمن کے پاس

قدرت خدا کی روح کہین کالبد کہین
نکہت ہی زلف یار مین نافہ ہرن کے پاس

طاہر فراق مین غم واندوہ کے سوا
کوئی نہین ہے موردِ رنج ومحن کے پاس

۱۰۲ ردیف شین معجمہ ۱۴

دیکھی نہین ہی آنکھ سے مینے لقائے عیش
مین آشنائے رنج ہون نا آشنائے عیش

مے نوش غم کرینگے کہانتک بجائے عیش
برسات مین بھی کیا نہ چلے گی ہوائے عیش

آنکھین جو دے خدا تو نہو آشنائے عیش
کم ہی حباب سے بھی ثبات وبقائے عیش

دل کہہ رہا ہے وصل کا افسانہ شام سے
کانو نین آرہی ہی ہمارے صدائے عیش

وعدہ کی شب جو شام سے آئے وہ مہ جبین
سوتے ہوئے نصیب ہمارے جگائے عیش

یارب شبِ وصال رہے صبح حشر تک
مین رنج وغم کی شکل نہ دیکھون سوائے عیش

پیغامِ وصل لائیگی بادِ صبا اگر
باغِ دلِ حزین مین چلیگی ہوائے عیش

رنجش ہوئی جو غیر سے مین شاد ہوگیا
ٹوٹا دلِ رقیب تو آئی صدائے عیش

کانٹا ہوا ہون سوکھ کے اے غیرتِ چمن
میرے بدن مین ٹھیک نہو گی قبائے عیش

گھر دل مین کرکے اور کہین اب نہ جائیے
آباد رہنے دیجیے دولتسرائے عیش

صبح شبِ وصال جو وہ گھر چلے گئے
دیوار و در سے آئی صدا ہائے ہائے عیش

دل باغ باغ نکہتِ گیسو سے آج ہے
آتی ہی کوے یار سے شاید ہوائے عیش

اللہ رے حضور کے آئین کہین قدم
میرا غریب خانہ ہو دولتسرائے عیش

طاہر خیالِ یار سے ہی دل کی منزلت
آباد اسکے دم سے ہو دولتسرائے عیش

۱۰۳	ردیف صاد مہملہ	۱۲

دیکھنے آتا جو وہ شوخِ دل آرام رقص
سیکھتے بسمل سے ہم اے دلِ ناکام رقص

کعبہ سے اُٹھ کر جو ابرِ میکدہ پر چھا گیا
قبلہ نما بنگیا کرنے لگا جام رقص

شمع جلانے کو تم آتے اگر قبر پر
ذرّے مری خاک کے کرتے سرِ شام رقص

روح سے ہو کر جُدا عیش ملا خاک مین
ہین یہ نہین گرد باد کرتے ہین اجسام رقص

کانون کو حسرت رہی نغمۂ دلچسپ کی
آنکھون نے دیکھا نہین اے بتِ خود کام رقص

مین وہ قدح نوش ہون بزم مین جب آ گیا
گانے لگی دخترِ رز کرنے لگے جام رقص

آئی ہے سر پہ اجل عیشِ چمن اب کہان
دیکھ لین طاؤس کا مُرغِ تہِ دام رقص

سُن جو لیا رندون سے مژدۂ فصلِ بہار
مغبچے اترا گئے کرنے لگے جام رقص

محو ہوئی اسقدر دیکھ کے عالم ترا
بھول گئی مشتری اے بتِ خود کام رقص

رنج مین بھی عیش کا لطف رہا عمر بھر
روز دکھاتی رہی گردشِ ایام رقص

ہجر مین روتا ہون مین آمدِ سیلاب ہے
سیکھ لین گرداب سے گھر کے در و بام رقص

ہو جو گرفتارِ غم طاہر مخزون کی طرح
دیکھے وہ محفل مین کیا اے دلِ ناکام رقص

۱۰۴	ردیفِ ضاد معجمہ	۱۳

کعبہ سے کام کیا ہے کلیسا سے کیا غرض
ہم تیرے در کے ہو گئے دنیا سے کیا غرض

چہرہ دکھاؤ زلفِ چلیپا سے کیا غرض
مشتاقِ صبح ہون شبِ یلدا سے کیا غرض

عیش و نشاطِ وصل مین کیا غم فراق کا
آج اپنے چین ہین غمِ فردا سے کیا غرض

زندہ رہے کہ جان سے جائے فراق مین
ای جان تجکو عاشقِ شیدا سے کیا غرض

مین ناز اُٹھاؤن کسلیے کیون التجا کرون
برآئیگی بُتانِ خود آرا سے کیا غرض

تو وہ حسین ہی کہ جو دیکھے ترا جمال
مجنون بھی یہ کہے مجھے لیلیٰ سے کیا غرض

دل خوش نہو تو ہیچ ہین سامان عیش کے
ساقی نہو تو ساغر و مینا سے کیا غرض

عاشق ہو نہین فروغ مجھے دل جلون مین ہو
داغِ جگر ملے ید بیضا سے کیا غرض

اہلِ دول سے کیون فقرا کو ہو ارتباط
یہ شیر ہین انہین سگِ دنیا سے کیا غرض

یہ خاک بیز نجد مین وہ اپنے قصر مین
لیلیٰ کو قیسِ بادیہ پیما سے کیا غرض

مین کہہ رہا ہون خارِ بیابان سے ای جنون
دل مین جگہ ملے تو کفِ پا سے کیا غرض

جسمِ ضعیف و زار کجا سیلِ غم کجا
کاغذ کی ناؤ ہی اسے دریا سے کیا غرض

۱۰۵
طاہر کو کیا ملال ہو یا شاہِ انبیا
شافع حضور ہین غمِ عقبیٰ سے کیا غرض
۱۰

کیا عجب ہو گلِ خورشید نثارِ عارض
روز افزون نظر آتی ہی بہارِ عارض

آج کل ہے یہ دل آویز بہارِ عارض
پھول کھلتے ہین تو ہوتے ہین نثارِ عارض

مہ کامل ہی کہ خورشید درخشان ہی کہ برق
تم بتا دو مجھے ہے کس مین شمارِ عارض

یہ سیہ خال نہین ہین رخِ نورانی پر
جوہرِ آئنہ ہین نقش و نگارِ عارض

صبح ممتاز ہوئی مروحہ جنبانی سے
شاہِ خاور بھی ہی ایک آئنہ دارِ عارض

گردشین انکو نہین ای فلکِ حسن و جمال
ہین مہ و مہر شب و روز نثارِ عارض

دیکھکر سیرِ چمن دل ہو شگفتہ اُسکا
جسنے آنکھون سے نہ دیکھی ہو بہارِ عارض

تم سفر سے اگر آجاؤ تو آنکھیں کھل جائیں
سرمۂ دیدۂ عاشق ہو غبارِ عارض

ورقِ زر سے بھی کم تر نظر آتا ہی مجھے
مہرِ تابان بھی ہی کیا عاشقِ زارِ عارض

کوئی گلزار خوش آتا نہیں ہمکو طاہر
جب سے نظرون مین سمائی ہی بہارِ عارض

۱۰۶ ردیف طا ی غیر منقوطہ ۱۴

کام کرتی ہے ہمارا نگہِ یار فقط
آنکھ لڑتی ہی تو چل جاتی ہی تلوار فقط

دل کو حسرت ہی کہ آ بیٹھئے پہلو مین زرا
آنکھین کہتی ہین دکھا دیجیے دیدار فقط

محوِ ابرو سرِ بازار گلا کاٹین گے
مول لیتے ہین جو سر بیچ کے تلوار فقط

خاک مین انکو ملا دو کہ ملوتا لوون سے
دیکھنے ہی کی یہ آنکھین ہین گنہگار فقط

کس گریبان کے ٹکڑے نہ اڑائے مینے
وحشیان ہو نہ سکا دامنِ دلدار فقط

آنکھین دو جامِ گدائی ہین انھین بھر دینا
مانگنے آئے ہین ہم شربتِ دیدار فقط

اسمین کیفیتِ قلزم بھی نظر آتی ہے
چشمِ تر کو نہ کہو ابرِ گہربار فقط

نوعروسانِ چمن مین جو بٹھادون تمکو
تم نظر آؤ ہزارون مین نمودار فقط

خرمنِ دل کے لیے برق کی حاجت کیا ہی
خاک کردیگی اسے آہِ شرربار فقط

غیر کے واسطے مصری کی ڈلی بنتے ہین
زہر ہین میرے لیے لعلِ شکربار فقط

خلق کی نیند اڑا ئینگے ہمارے نالے
خوابِ راحت سے نہ ونگے وہی بیدار فقط

کونسی شی ہے جہانمین جو نہین کارآمد
ایک ہم خلق مین پیدا ہوے بیکار فقط

صبر و طاقت سے یہ کہدو کہ اٹھائین بستر
خانۂ دل مین رہیگا غمِ دلدار فقط

۱۰۷	یہ شرف ختمِ رسل ہی کو ملا اے طاہر شافعِ حشر ہوئے احمدِ مختار فقط	۱۰

صحنِ چمن مین کیا ہی جو دیکھین بجاے خط
سبزہ کو خار جانتے ہین آشناے خط

سنبل کیطرح لاکھ ہو نشو و نماے خط
مشتاقِ باغِ حسن نہین آشناے خط

مضمونِ وصل دیکھکے یہ بیخودی ہوئی
ہم پڑھتے پڑھتے بھول گئے مدعاے خط

عاشق سمجھ کے مجکو رخِ شعلہ بار کا
پروانہ بھیجتے ہین مجھے وہ بجاے خط

اے نامہ بر وہ مجھسے مکدر ضرور ہین
یہ وجہ ہی جو صاف نہین مدعاے خط

سائل نہین گدا نہین ہی نامہ بر میرا
کچھ اور مانگتا نہین تم سے سواے خط

بیگانہ سمجھے سبزۂ گلشن کو باغ مین
اے گلعذار دیکھے جو نشو و نماے خط

گل کی بہار دیکھکے کیا دیکھین خار و خس
عاشق تمھارے رخ کے نہین آشناے خط

عاشق کو سبز باغ دکھا کر مٹائیے
اے غیرتِ چمن ہی یہی مدعاے خط

طاہر جو نظم ہو نہ سکے دل کا ماجرا
دیوان بھیجدیجیے اُنکو بجاے خط

۱۰۸	ردیف طای منقوطہ	۱۱

دل جو ہی کشمکش زلفِ دوتا سے محفوظ
مُرغِ زیرک تمھارا ہا دامِ بلا سے محفوظ

کی نہ دُزدیدہ نظر نے جو توجہ دل پر
غیرِ ممکن ہی رہے دُزدِ حنا سے محفوظ

آہین کرتا ہون تو رخسار چھپا لیتے ہین
رکھتے ہین پھولون کو وہ گرم ہوا سے محفوظ

ایک الفت کے نہونے سے بشر رہتا ہی
حسرت و درد و غم و رنج و بلا سے محفوظ

دلِ عشاق رہے چور بتون کے غم مین
کوئی شیشہ نرہا سنگِ جفا سے محفوظ

رہے گیسوے پُرپیچ سے اللہ بچاے
نرہون اور بلاؤن سے بلا سے محفوظ

اے صنم تجھسے محبت نہوئی ہنر کو
للہ الحمد رہا قہرِ خدا سے محفوظ

سینۂ عاشقِ قرعان کا خدا حافظ ہی
نہ رہیگا یہ ہدف تیرِ قضا سے محفوظ

قتلِ عشاق تو منظورِ نظر رہتا ہے
بیگنہ بھی نہ رہے تیغِ جفا سے محفوظ

یادِ عارض رہے دل مین تو نہو صدمۂ آہ
شمع فانوس مین رہتی ہی ہوا سے محفوظ

ہوا گر رستمِ دستان بھی کوئی اے طاہر
نہین ممکن کہ رہے تیغِ قضا سے محفوظ ہو

۱۱۹ ردیف عین غیر منقوطہ ۱۳

حاصل کرے جو روشنیِ آفتاب شمع
پھر بھی نہو جوابِ رخِ لاجواب شمع

ہونے لگین جو ظلمتِ شبِ غم کی پرسشین
میری گواہ بن گئی روزِ حساب شمع

تم رات کو اٹھاؤ جو رخسار سے نقاب
مین شمع سے کہون کہ یہ ہی لاجواب شمع

جب تک ہمارے داغِ جگر کو رہا فروغ
بزمِ حضور مین نہوئی باریاب شمع

یہ داغِ دل ہی یا کوئی روشن چراغ ہے
یہ آہِ آتشین ہی کہ ہے لاجواب شمع

دیکھا ہی مینے عارضِ پُرنور خواب مین
کہدے زبانِ حال سے تعبیرِ خواب شمع

یاد آتے ہین جو گیسوے شبرنگ خواب مین
راتون کو دیکھتی ہی پریشان خواب شمع

آیا جو شام کو رخِ پُرنور کا خیال
آنکھونکو ناگوار ہوئی وقتِ خواب شمع

آتا نہین ہی رازِ محبت زبان پر اسے
رکھتی ہی دل مین سوزِ غمِ بیحساب شمع

تقلیدِ یار کرتی ہی ہنستے ہین اہلِ بزم
فانوس کو بناتی ہی کیا کیا نقاب شمع

سیکھین گے گر میان جو رُخ شعلہ بار کی
پروانون کو جلا کے کریگی کباب شمع

سُنتے ہین کب وہ سوزِ محبت کا ماجرا
رکھدے اُٹھا کے طاق مین دل کی کتاب شمع

۱۱۰

روئے عرق فشان سے کریگی جو سامنا
طاہر کہان سے لائیگی یہ آب و تاب شمع

۱۲

محفل مین تُم نہین ہو تو ہو ہو کے لال شمع
پروانون کو دکھاتی ہی اپنا جلال شمع

ضبط نکا کرے گی جو دو چار سال شمع
مشہور ہو گی جب کہین صاحب کمال شمع

دیکھے جو رات کو وہ رُخِ بیمثال شمع
خورشید فاوری کا کرے احتمال شمع

محفل مین تُم جو دولتِ دیدار بانٹتے
پروانون کی زبان سے کرتی سوال شمع

رخسارِ یار دیکھکے پروانے خوش ہوئے
قامت کو دیکھکر ہوئی کیا کیا نہال شمع

دل کو جلا رہی ہی میری طرح عشق مین
کیون اختیار کرتی ہی امرِ محال شمع

پروانون کی کدورتِ خاطر سے بزم مین
بن بن گئی ہے تو دہ گردِ ملال شمع

اللہ رے قبرِ کشتہ عارض کا مرتبہ
لالے کے پھول چڑھتے ہین جلتی ہی لال شمع

پروانے کسکی سُنتے کہ تھے محوِ بیخودی
کہتی زبانِ حال سے کیا دل کا حال شمع

کب داغ دل کے مینے دکھائے تھے بزم مین
غصہ مین لال کیون ہوئی یا ذوالجلال شمع

مین زیرِ خاک اور وہ روشن مزار پر
کیا خاک جانتی ہی میرے دل کا حال شمع

۱۱۱

طاہر فدا ے یار ہو پروانہ کی طرح
محفل مین دیکھ لے جو رُخِ بیمثال شمع

۱۴

پیرہن مین کیا چھپے وہ ہی سراپا نور شمع
پردہ فانوس مین رہتی ہی کب مستور شمع

بے نقاب آیا جو شب کو بزم مین وہ مہروش
صاف پروانون کی آنکھون مین ہوئی بے نور شمع

چاند کو سورج سے ہوگا خلق مین حاصل فروغ
تیرے چہرہ سے کریگی اقتباسِ نور شمع

آہ کے شعلے بھڑک اُٹھے ہین کیا اندھیر ہے
موم ہوکر بہ نہ جائے اے شبِ دیجور شمع

تیری تاریکی کا فرقت مین مجھے کچھ ڈر نہین
آہ کی روشن کرونگا اے شبِ دیجور شمع

تابِ نظارہ نہ لائی بزم مین اے مہروش
روزِ روشن ہوتے ہوتے ہوگئی کافور شمع

کی جو ہمسے دل جلون پر مہربانی کی نگاہ
آفتابِ ذرّہ پرور ہوگئی مشہور شمع

ساعدِ سیمین چھپائے تونے کیا اے مہ جبین
اور بھی سانچے مین ڈھل کر ہوگئی مغرور شمع

کشتۂ حرمان ہونگے میری تصویر ایسے کہان
آکے تُربت پر کرے روشن وہ رشکِ حور شمع

آگیا محفل مین میری جب وہ رشکِ آفتاب
دیدۂ اعمیٰ کی صورت ہوگئی بے نور شمع

داغ اگر دل مین نہوتا اے شبِ تارِ فراق
اپنے گھر مین کیا جلاتے ہمسے بے مقدور شمع

کیون نہ روئے شام سے تا صبح عاشق کی طرح
تیری محفل سے رہا کرتی ہے دن بھر دور شمع

شعلہ رویون کا سمجھتی ہے جو پروانہ مجھے
مجھسے کچھ رہتی ہے مثلِ گردنِ مغرور شمع

۱۱۲
ہے انھین دونون سے اے طاہر فروغِ حُسن و عشق
عاشقِ جانسوز پروانہ وہ رشکِ حور شمع

۱۱۲ ردیف غین معجمہ ۱۵

تو دیکھنے کو اے بُتِ کافر جو آئے داغ
گھی کے چراغ کعبہ مین جاکر جلائے داغ

وہ دل نہین کہ جسکی خرابی کا رنج ہو
اب کیا رہا ہے شوق سے نقشے جمائے داغ

اُس سیمتن نے رنج دئے ہین فراق مین
ایسا نہو کہ زیست مین بٹا لگائے داغ

دیکھا فروغِ ماہِ دو ہفتہ جو رات کو
مینے بھی ہجرِ یار مین جل جل کے کھائے داغ

لالے کے پھول دیکھکے لہرا رہا ہے کیا
اے دل کہین ہوئے بھی ہین انپر برائے داغ

تاکید رہے جگر سے دلِ بیقرار کی
آئے خیالِ یار تو آنکھین بچھائے داغ

ابرِ مطیر لاکھ کرے اِسکی شست و شو
ممکن نہین کہ ماہِ دو ہفتہ کا جائے داغ

چھلّے کا ذکر کیا ہی یہ انمول ہے حضور
ایک اشرفی کا گل ہی اگر ہاتھ آئے داغ

گو رنج و غم کا سینۂ و دل مین ہجوم ہے
کیا دیکھتا ہی ایک طرف بیٹھ جائے داغ

اے شمعِ سوزِ غم کی جو کچھ بھی مدد ملے
تو کیا ہی آفتاب سے آنکھین لڑائے داغ

تیرِ نگاہ و ناوکِ مژگان جگر مین ہین
دو میہمانون کے لیے حصّے لگائے داغ

جز خاک کچھ نہوگا درِ عشق سے نصیب
دھونی رمائے داغ کہ بستر لگائے داغ

دامن کی آب تیغ سے ہوتی ہی شست و شو
اے خونِ بیگناہ کہین چھٹ نہ جائے داغ

پھیلائے پاؤن دل مین کلیجے کو چھوڑ کر
اچھا مقام ڈھونڈھ لیا ہاتھ لائے داغ

۱۱۳
طاہر بہار آئی ہی وحشت کا جوش ہی
ایسا نہ ہو کہ اور کوئی گل کھلائے داغ
۱۲

دیکھلے تجکو جو اے رشکِ مہِ کامل چراغ
آتشِ حسرت سے جل جائے سرِ محفل چراغ

بے نقاب آیا جو وہ گورِ غریبان کی طرف
مثلِ پروانہ ہوا رخسار پر مائل چراغ

کاکلِ شبرنگ ہمرنگِ شبِ دیجور ہے
روشنی مین عارضِ پُرنور کا ہی تل چراغ

یون رُخِ روشن کا ہی دل مین تصور جلوہ گر
جس طرح اے شمع روہو رونقِ محفل چراغ

اے شبِ تارِ لحد مین وہ بیابانِ مرگ ہون
چاندنی تُربت کی چادر ہی مہِ کامل چراغ

فصلِ گل مین وادیِ ایمن ہی یا دشتِ جنون
ہین گلِ خودرُو سے روشن سیکڑون منزل چراغ

آفتاب اس طرح تیرے سامنے ہی بے فروغ
بے حقیقت جس طرح پیشِ مہ کامل چراغ

دیدۂ تر سے رواں ہین ہجر مین دریا ے اشک
آہِ سوزان نے جلائے ہین لب ساحل چراغ

بزمِ عالم اُسکی قدرت سے منور کیون نہ ہو
مہرِ عالمتاب مشعل ہے مہِ کامل چراغ

شام کو جب یاد آتا ہے رُخِ پُرنورِ یار
خانۂ دل مین جلا دیتا ہی داغِ دل چراغ

سر دُھنے پروانہ سُنکر سوزِ غم کا ماجرا
شمع سان رونے لگے دیکھے جو داغِ دل چراغ

میرے داغِ دل کے آگے ہی فروغ اسکو محال
کسلیے کرتا ہی طاہر سعیِ بیحاصل چراغ

۱۱۴ ردیف حرف فا ۱۴

خالِ سیاہ سے ہوئی افزون بہارِ زلف
آباد زنگیون نے کیا زنگبارِ زلف

موذی ہی عاشقون کے لیے تارِ زلف
کنگھی کے دانت ہین کہ ہین دندانِ مارِ زلف

طلتا نہین جو کعبۂ ابروے یار سے
کیا معتکف ہی عابدِ شب زندہ دارِ زلف

سچ ہی کہ دانہ دام مین لاتا ہی صید کو
دیکھا جو خال کو تو ہوا دل نثارِ زلف

دل سیکڑون جو ہم سے غریبون کے بس گئے
مشہور ہوگیا نئی دنیا دیارِ زلف

افشان چُنی ہی آپنے زینت کے واسطے
یا آبِ زر سے دور کیا ہی غبارِ زلف

آشفتگی کا نام نہ لو میرے سامنے
چار آنکھین دے خدا تو نہ ہونگین دو چارِ زلف

مطلب کسی سے کیا میرے بختِ سیاہ کو
زلف اِسکی غمگسار ہے یہ غمگسارِ زلف

یہ بھی پسند ہے مجھے وہ بھی پسند ہی
خط سے زیادہ صاف ہی خطِ غبارِ زلف

جو کوئی حد سے بڑھ کے چلا خاک مین ملا
یارب مگر بخیر ہوا انجامِ کارِ زلف

تم بھی اسیرِ عشق ہو حسرت یہ ہی مجھے
دیکھون گلے مین طوقِ مرصع نگارِ زلف

اعلیٰ نے دیکھ رتبۂ ادنیٰ بڑھا دیا
کیا لے اوڑی ہی سبزۂ خط کو بہارِ زلف

یہ وہ دھوان ہی جسکو عداوت نظر سے ہے
آنکھین عزیز ہین تو نہو نا دوچارِ زلف

۱۱۵ | طاہر ہمیشہ فکر پریشانیون مین کی ۔
دیوان کے ورق ہین مگر یادگارِ زلف | ۱۲

سب ہو گئے ہین یار جفاکار کی طرف
اے موت ایک تو ہی گنہگار کی طرف

فرصت جو اپنی جامہ دری سے مجھے ملے
پھیلاؤن ہاتھ دامنِ دلدار کی طرف

پوچھون جو مین چمن مین کہ ہی کون ہمخیال
اُنگلی اُٹھائے سروِ قدِ یار کی طرف

دو حرب ایک میرے لیے جمع ہو گئے
برچھی بھی ہو گئی نگہِ یار کی طرف

دل کو جلائین اہلِ صفا صورتِ سپند
آئینہ کی نظر ہے رُخِ یار کی طرف

جی چاہتا ہی بھول کے سجدہ نہ کیجئے
کعبہ بھی ہو جو کوچۂ دلدار کی طرف

پھرتے ہی اسکے پھر گئی خلقِ خدا کی آنکھ
سارا جہان تھا نگہِ یار کی طرف

زندان سے دل اوچاٹ ہوا ای جنونِ جنون
سیلاب رُخ کرے کہین دیوار کی طرف

آئی ہی آج عاشقِ ابرو کی کیا اجل
رہ رہ کے دیکھتے ہین وہ تلوار کی طرف

وہ دوست کیا بگڑ کے جو دشمن کا ساتھ دے
چیتون پھری تو ہو گئی اغیار کی طرف

ایک اور ایک مل کے ہون گیارہ شمار مین
شمشاد ہو نہ جاے قدِ یار کی طرف

طاہر بنا کے سر کو قدم راہ طے کرون
جاؤن جو روضۂ شہِ ابرار کی طرف

۱۱۶ | ردیف حرف قاف | ۱۴

زردی سے رنگِ رُخ کی ہے مجھپر عیانِ عشق
ظاہر ہی میرے چہرہ سے رازِ نہانِ عشق

یون سینہ زوریان نہ کرین ناتوانِ عشق
چھاتی کی سل نہو کہین سنگِ گرانِ عشق

رہتے ہین مست پیتے ہین خونِ نابۂ جگر
طالب شراب کے نہین لذت چشانِ عشق

فرہاد و قیس نے کیے معمور کوہ و دشت
آباد میرے دم سے ہوا خاندانِ عشق

ایسے کہان نصیب جو تم آؤ شام سے
مین صبح تک سناؤن تمھین داستانِ عشق

بامِ مراد ہے یہی بامِ مراد ہے
مین جانتا ہون مرتبۂ آستانِ عشق

دیکھین جو لشکرِ غم واندوہ و فوجِ اشک
اہلِ جہان کہین مجھے کشورستانِ عشق

دشتِ جنون مین ہین غم واندوہ راہبر
محتاج کب دلیل کے ہین رہروانِ عشق

نیسان کو رشک کیون نہو چشمِ پُرآب پر
قطرے ہین اشک کے درِ نایابکانِ عشق

چہرہ ہی زرد آنکھو نمین خون سرشک ہین
قسمت دکھا رہی ہی بہار و خزانِ عشق

عاشق کی ضبطِ گریہ سے ہوتی ہی آبرو
رونے کو نقص جانتے ہین کاملانِ عشق

گو مثلِ شمع رکھتے ہین محفل مین ہم زبان
سُنتا ہی کون کس سے کہین داستانِ عشق

پیوندِ خاک ہو گئے ہم کوے یار مین
سر پر ہمارے ٹوٹ پڑا آسمانِ عشق

موزون جو حالِ ہجر تعلّی کے ساتھ ہو
طاہر زمینِ شعر بنے آسمانِ عشق

۱۱۷ ردیف کاف ۱۵

ذرّے تری افشان کے نظر آئینگے کب تک
یہ گوہرِ مقصد مجھے مل جائینگے کب تک

منظور جو آنا ہی تو وہ آئینگے کب تک
کشتی ملک الموت سے لڑوائینگے کب تک

یہ صدمۂ دوری مجھے تڑپائینگے کب تک
وہ جاتے ہین گھر دیکھئے ہوش آئینگے کب تک

شمشیرِ دوسر جنکے گلے مین ہی حمائل
وہ زخمون کی بدھی مجھے پہنائینگے کب تک

سینے تو کبا دل نے نہ کی ترکِ محبت
اب دیکھئے ناصح اسے سمجھائینگے کب تک

مرہم کی ہی تجویز تو پھر دیر عبث ہی
زخمِ جگری میرے گنے جائینگے کب تک

تلوار کے گھاٹ آج تو ہم پہونچے ہین ای ترک
اس پار سے اُس پار اوتر جائینگے کب تک

کس دن انھین رحم آئیگا ای جذبِ محبت
جو چین سے گھر بیٹھے ہین وہ آئینگے کب تک

دھوکے سے ترے گیسوون کو مین نے چھوا تھا
افعی کی طرح دیکھئے بل کھائینگے کب تک

مین خاک ہوا خاک ملی ریگِ روان مین
وہ بعدِ فنا دیکھئے دوڑائینگے کب تک

اغیار ہین دربان انھین موت آئیگی کسدن
پہرے ترے دروازے سے اُٹھ جائینگے کب تک

کیا دیر ہے کیون وہ یم خوبی نہین آتا
دریا مرے آنکھون سے بہے جائینگے کب تک

غصہ مین حسینون نے مجھے قتل کیا تھا
اب قدر ہوئی ہی تو وہ پچھتائینگے کب تک

ناصور ہین کیا دیدۂ خونبار ہمارے
اشکِ جگر آلود بہے جائینگے کب تک

طاہر مری تقدیر بدل جائیگی کس دن
وہ غیر سے ملنے کی قسم کھائینگے کب تک

۱۱۸ ردیف کاف فارسی ۹

کب نظر آئینگے عاشق کو عذارِ سبزہ رنگ
کب ہری ہوگی طبیعت ای نگارِ سبزہ رنگ

جسکی آنکھونمین سمائے وہ نگارِ سبزہ رنگ
پتلیان آنکھونکی بنجائین عذارِ سبزہ رنگ

حسنِ غالہ گرد کھانے کو جو آئے باغ مین
لوٹ لیجائے چمن کو وہ نگارِ سبزہ رنگ

قدر اِسکی جانتے ہین عشق کے جوہر شناس
دو نگینے ہین زمرد کے عذارِ سبزہ رنگ

اسکو بھی رتبہ ملیگا کیا شہیدِ ناز کا
لالۂ خونین کفن ہی جان نثارِ سبزہ رنگ

آنکھین روشن ہونگی انسے دیکھ اے پیرِ فلک
سبز عینک کے ہین آئینے عذارِ سبزہ رنگ

کیا خطِ نورستہ نے باندھی ہی گلشن مین ہوا
خوب طوطی بولتا ہی اے عذارِ سبزہ رنگ

آئنہ مین جھائیان کیسی کہ زنگار آگیا
اِس سے پوچھو اور دیکھیگا عذارِ سبزہ رنگ

۱۱۹ | یہ تمنا ہے کہ طاہر آے جب فصلِ بہار
بادۂ گلگون پلائے وہ نگارِ سبزہ رنگ | ۱۳

کون کہتا ہی گلے کا نہو یہ ہار الگ
کل جو ہوتا ہو تو ہو آج دلِ زار الگ

چشمِ قاتل سے ہو کیا ابروے خمدار الگ
کہ سپاہی نہین رکھتے کبھی تلوار الگ

پیروی عشق کی لازم ہی ہمارے دل کو
راہِ گم کردہ نہو خضر سے زنہار الگ

وصل کی شب یہ تمنا ہی ترے عاشق کی
ایک لمحہ نہون رخسار سے رخسار الگ

نر ہا قیس تو ہم عاشقِ زار آپہونچے
تجھسے کس دن رہے اے دشتِ جنون خار الگ

زار ایسا ہون کہ منظور جو ہو جامہ دری
یہ تو دامن ہی نہون آہین سے دس تار الگ

نقدِ جان دینے کا اقرار نکرنا اے دل
یار کی باہین گلے سے نہون زنہار الگ

گو ہر اشکِ مسلسل یہ مجھے پیارے تھے
کہ مصیبت مین بھی مینے نہ کیے ہار الگ

ناز و انداز وہان ہین تو یہان رنج و ملال
اُسکے دم ساز جدا ہین میرے غمخوار الگ

نیند آئی تو یہ کی دستِ مژہ نے تاکید
خوابِ راحت رہے آنکھون سے خبردار الگ

لاغری مین بھی کسیکا نہ ہوا دامن گیر
مین رہا صورتِ خارِ سرِ دیوار الگ

دیکھیے رحم بھی آتا ہی اُنھین مقتل مین
ہاتھ جوڑے ہوے بیٹھے ہین گنہگار الگ

	پوچھتا ہے کوئی طاہر کو تو فرماتے ہین بزم سے بیٹھے ہین وہ جان سے بیزار الگ	

۱۲۰	ردیف لام	۵

چمن مین فصلِ گل آئی نہین ملتا دماغ گل		الٰہی کیا مئے نخوت سے ہی معمور ایاغ گل
دلِ بلبل کا جلنا رائیگان ہرگز نجائیگا		ہوا اے دامنِ گلچین سے گل ہوگا چراغ گل
فلک سمجھے زمین کو حجلۂ دلدار کو عاشق		عنادل کی نگہ مین عرش ٹھہرا صحنِ باغ گل
ہوتے بیکار اُن گالون کے آگے پھول گلشن مین		یہ کیا اندھیر ہی گل کر دیا اُسنے چراغ گل

۱۲۱	چمن مین سُنتے سُنتے بلبل و صیاد کا جھگڑا غضب مین پڑ گئے ہین شاہدِ نازک دماغ گل	۹

جاتا ہی کوے یار مین پہنچا ئیگا یہ دل		دھوکا نہ دے مجھے کہ دغا پائیگا یہ دل
واقف ہو نہین حقیقتِ انجامِ عشق سے		جائیگی جانِ زار اگر آئیگا یہ دل
رونا اگر یہی ہی غمِ انتظار مین		ہو ہو کے خون آنکھو نسے بہ جائیگا یہ دل
جاؤگے تم تو جان یہان ہوگی بیقرار		پہلو مین تم نہ ہوگے تو گھبرائیگا یہ دل
اُس سمتین سے ملکے کریگا مجھے ذلیل		کھوٹی کھری زمانہ کی سُنوائیگا یہ دل
ناحق پسند کرتے ہو ناکارہ جنس کو		اے جان میرے ہاتھ سے بھی جائیگا یہ دل
مین یہ سمجھ کے عشق مین دیتا ہون جانِ زار		میری نمود ہوگی جو مٹ جائیگا یہ دل
میرے دھوئین اوڑائیگی آہِ شرر فشان		تم سے جو لو لگی ہی تو مٹ جائیگا یہ دل

	طاہر تکائتین ہین اسی وقت یار کی	

۱۲۲	جب چار آنکھین ہونگی تو شرمائیگا یہ دل	۱۵

نہین غیر در پر بٹھانے کے قابل
یہ پتھر ہین کب آستانے کے قابل

اگر صاف ہو جائین وہ میرے دل سے
نہو آئنہ منھ دکھانے کے قابل

نہ ضائع کر اشکِ گرانمایہ اے دل
یہ موتی نہین ہین بہانے کے قابل

بتون سے پھرے بھی کہین دل ہمارا
خدا کو تو ہون منھ دکھانے کے قابل

بہایا ہے کیون خونِ اغیار تم نے
یہ مہندی نہین ہے لگانے کے قابل

کیا قتل مجکو خوشی کا ہے موقع
ہوے تو وہ تیغ آزمانے کے قابل

مہ و مہر اگر اُنسے چشمک نہ رکھتے
نہوتے نظر سے گرانے کے قابل

دہن سُنکے معدوم اُس رشکِ گل کا
ہوئے غنچے باتین بنانے کے قابل

مقلّد ہوئے تیرے کیا قد کشی مین
صنوبر نہین سر جھکانے کے قابل

بٹھا کر ہمین ضعف نے تیرے در پر
نہ رکھا کہین آنے جانے کے قابل

کہین اے جنون آئے بھی موسمِ گل
گریبان ہو ٹکڑے اڑانے کے قابل

گلے کاٹ کر تیغ کہتی ہے اُن کی
یہ دریا ہے خون ہے بہانے کے قابل

نہ ٹلنا اب اے آہ عرشِ بریں سے
یہی در ہے دھونی رمانے کے قابل

اگر شعلہ زن آتشِ عشق ہو گی
سمندر نہ ہوگا بجھانے کے قابل

ہوئے شمع سان بزمِ جانان مین طاہر
رولانے کے لائق جلانے کے قابل

۱۲۳	ردیف میم	۱۹

واقف ہوئے جو نام و نشانِ کمر سے ہم
اسرارِ غیب کہنے لگے ہر بشر سے ہم

ساقی کو دیکھتے نہیں جبتک نظر سے ہم
آنکھوں کے جام بھرتے ہیں خونِ جگر سے ہم

اے قیس پاکباز ہیں شاہد پرست ہیں
لیلی کو دیکھ لیتے ہیں تیری نظر سے ہم

رستم بھی ہو تو وادیِ وحشت میں ہو ہلاک
سو ہفتخوان ہیں راہ میں جائیں کدھر سے ہم

جو دل بھی لیلکے داغ نشانی نہ دے سکے
چھلّے کے خواستگار ہیں اُس سیمبر سے ہم

فریاد و آہ و نالہ رہینگے جو ساتھ ساتھ
اوٹھینگے روزِ حشر بڑے کروفر سے ہم

اِسکی دعا سے آئے وہ میکش جو بزم میں
منھ شیشۂ شراب کا بھر دیں شکر سے ہم

اے دل جو تیرے جذب میں پیدا نہو اثر
تجکو بھی مثل اشک گرا دیں نظر سے ہم

ڈھونڈھے سے ہڈیاں نہیں ملتی زمین پر
کچھ ٹھیک ہو گرے ہیں تمھاری نظر سے ہم

ہنس ہنس کے اب تو نام نہ رکھینگے اہلِ درد
مرہم چھٹائے دیتے ہیں زخمِ جگر سے ہم

مثلِ حباب قلزمِ ہستی میں آئے ہیں
جو دیکھنا ہو دیکھ لیں چشمِ تر سے ہم

اب خاک میں ملیں کہ ملے کوچۂ صنم
اللہ مستعان ہو نکلے ہیں گھر سے ہم

تم آئے ہم بچھڑتے ہیں اپنے رفیق سے
اوٹھ اوٹھ کے آج ملتے ہیں دردِ جگر سے ہم

دکھ درد اور کسکو سنائینگے ہجر میں
جبدل کا حال کہہ نہیں سکتے جگر سے ہم

دونوں جہان میں ٹھور ٹھکانا نہیں رہا
تو ہی بتا کہ جائیں کہاں تیرے در سے ہم

زلفوں کے ساتھ کیوں نہ بڑھیں ہاتھ دوں میں
گستاخ ہو رہے ہیں تمھاری کمر سے ہم

لایا جوابِ خط تو گلے سے لگا لیا
خوش ہو کے عید ملنے لگے نامہ بر سے ہم

ہے شہر بیخودی کا ارادہ اب اے جنوں
دامانِ دشت باندھ رہے ہیں کمر سے ہم

نافہم و ناشناس سے طاہر غرض نہیں

۱۲۴	طالب سخن کی داد کے ہین فی ہنر سے ہم	۱۲

آوارہ گرد لاکھ ہون مثلِ غبار ہم
تیرے قدم نہ چھوڑینگے اے شہسوار ہم

افسوس جسکو یار کے نظارہ ہون نصیب
اُس آئنہ سے کرنہ سکین آنکھ چار ہم

جی چاہتا ہی اُن سے کہین حالِ سوزِ غم
مانندِ شمع دل کا نکالین بخار ہم

روتے ہین یاد کرکے دلِ داغدار کو
جب دیکھتے ہین کوئی چراغِ مزار ہم

کھائے جو خار دیکھکے مژگانِ یار کو
کوڑی کو بھی ملے تو نہ لین وہ کٹار ہم

برچھی نظر نے تانی ہی تیرِ نظر ہین لیس
دیکھین تو آج ہوتے ہین کسکے شکار ہم

تیرے دھوئین اوڑائینگے دم بھر مین آہ سے
سیدھے ہوے جو ای فلکِ کجدار ہم

کوٹھے تک اُس پری کے رسا ہو گئے ہین کیا
نالون کو دیکھتے ہین ہوا پر سوار ہم

تنگ آگئے ہین جوشِ جنون سے بہار مین
کیا روز پیرہن کو کرین تار تار ہم

سایہ سے دور روزنِ دیوار سے جُدا
بیٹھے ہین کوے یار مین بیگانہ وار ہم

آنکھون کو دی ہی کونسی خدمت حضور نے
روتے رہین کہ دیکھین رہِ انتظار ہم

سیماب کی بھی اصل نہین اپنے سامنے
طاہر ہین ہجرِ یار مین وہ بیقرار ہم

۱۲۵	ردیف نون	۱۵

مہِ کامل کی طرح داغِ جگر رکھتے ہین
ہم نشانی تری ای رشکِ قمر رکھتے ہین

تیغِ ابرو کو جو منظورِ نظر رکھتے ہین
جگر و دل نہین رکھتے ہین سپر رکھتے ہین

مینے تعریفِ دہن کی تو کہا اُس بُت نے
لیجیے غیب کی بھی آپ خبر رکھتے ہین

ہم بھی دیکھین تو یہ اوڑتا ہی نشانہ کیونکر
دل ترے سامنے ای تیر نظر رکھتے ہین

ہر جگہ دل مین بھی آغوش تمنا مین بھی
دیکھتا ہون کہ وہ تشریف کدھر رکھتے ہین

دل فدا ہوتے ہین جس سمت گزر ہوتا ہی
آنکھین بچھ جاتی ہین وہ پاون جدھر رکھتے ہین

مینے خود شوق شہادت مین گلا کاٹ لیا
آپ کو اسطے شمشیر دوسر رکھتے ہین

شمع سان آبلے پڑ جاتے ہین رخسارون پر
اشک ترکیا ہین کہ تاثیر شرر رکھتے ہین

عاشقون کی رگ جان کا تو بنا ہی سپکا
یہ بھی معلوم ہی کچھ آپ کمر رکھتے ہین

ٹھوکرین کھائین ترے در مین ای پیر مغان
کیا اسی واسطے ہم کالئہ سر رکھتے ہین

جان و دل کا سر و تن کا جو قلق کرتا ہون
بیخودی کہتی ہی ہم سب کی خبر رکھتے ہین

میرے گھر آئین تو کس راہ سے کیونکر آئین
دل پسے جاتے ہین وہ پاون جدھر رکھتے ہین

دام ہو جائینگے ای آہ کبھی تو یہ صنم
دل نہ لوہے کے نہ پتھر کے جگر رکھتے ہین

میری قسمت کے مقلد ہین حسینان جہان
کبھی سیدھی نہین ہوتی وہ نظر رکھتے ہین

۱۲۶ | منفعل ہیجدانی سے ہوا ہون طاہر
نام کیا کیا مجھے ارباب ہنر رکھتے ہین | ۱۸

الہدا ای چشم پر نم کیا کرین
پھونکے دیتی ہی تپ غم کیا کرین

شانہ ای گیسوے پر خم کیا کرین
تجکو چھیڑین اسکو برہم کیا کرین

جنکو دعوی میری غمخواری کا تھا
آج وہ بھی کہہ گئے ہم کیا کرین

جاتے جاتے کہدیا پھر آئینگے
نزع مین بھی دیگئے دم کیا کرین

ہی غنیمت ظلم بھی معشوق کا
رنج دینے کا ترے غم کیا کرین

انکا اجل خنجر گلے سے مل گیا
آج اپنی عید ہے غم کیا کرین

کر چکے شوخی ہرن اے چشمِ یار — چوکڑی بھولے ہوے رم کیا کرین
روئین پیٹین کیون دلِ مرحوم کو — جان کے دشمن کا ماتم کیا کرین
ہی یہان کسکو تڑپنے کی خوشی — چھیڑتا ہی نشترِ غم کیا کرین
دل سے ہم مجبور ہین دل یار سے — ناصحو یہ کیا کرے ہم کیا کرین
ہجر مین دل تک نے کی پہلو تہی — شکوۂ یارانِ ہمدم کیا کرین
نعش اُٹھائی ہی شہیدِ ناز کی — تھک گئے ہین ہاتھ ماتم کیا کرین
قتل کا ارمان باقی رہ گیا — تیغِ قاتل دے گئی دم کیا کرین
ساری شرحِ غم کا تھا گویا جواب — ایک یہ کہنا ترا ہم کیا کرین
خونِ عاشق دلبرون کو ہی معاف — بے دھڑک ہو کر جفا کم کیا کرین
بیخودی مین مجھسے کہتے ہین طبیب — ہوش کی تیرے دوا ہم کیا کرین
تارے گن گن کر الین فلک کے صبح تک — بیٹھے بیٹھے اے شبِ غم کیا کرین

۱۲۷ — نقدِ مضمون کے ہین طاہر خواستگار / دولتِ دنیا فراہم کیا کرین — ۱۹

رتبہ دان انکو تلامیذِ خدا کہتے ہین — خود بُرے ہین شعرا کو جو بُرا کہتے ہین
کیا کہین گیسوے پُرپیچ کو کیا کہتے ہین — بل کی لیتے ہین تو ہم لامِ بلا کہتے ہین
ہجر مین ہوتے ہین رخصت خرد و ہوش و حواس — الوداع آج سے میرے رُفقا کہتے ہین
آپ سے آپ چلے آتے ہین میرے گھر مین — بندہ پرور اسے تاثیرِ دعا کہتے ہین
چھینٹے دے دے میرا پیرِ مُغان کہتا ہے — ہر جو شیشے مین اسے آبِ بقا کہتے ہین
کام عاشق کا تری چشمِ فسونگر نے کیا — یہ حیا ہی کہ شرارت اسے کیا کہتے ہین

وہ نہین رتبۂ تسلیم و رضا سے واقف
جو تجھے موجدِ بیداد و جفا کہتے ہین

لبِ جان بخش کا عقدہ نہین کھلتا مجکو
کس مرض کی اِسے بیمار دوا کہتے ہین

تُو فرضنا رگِ جان سے کمر کا ہی لقب
یہ بتا دو دہنِ تنگ کو کیا کہتے ہین

مین ہون دانا مجھے کیون باتون مین بہلاتے ہو
زلف یہ ہی تو کسے دامِ بلا کہتے ہین

غیر کے کہنے سے ہم پر جو کیا رحم تو کیا
اپنے مذہب مین ہم اِسکو بھی جفا کہتے ہین

تیری تیغِ دوزبان نیست کریگی مجکو
نفی کی شکل ہی ثابت اِسے لا کہتے ہین

اور کس سے کہین روداد شبِ فرقت کی
دل کا بھید آپ سے اے ماہِ لقا کہتے ہین

نالے کرتا ہی فلک میری فغان سُن سُن کر
کہنے والے اِسے گنبد کی صدا کہتے ہین

ہاتھ بندھوا سے تھے خونِ شُہدا نے کس دن
وہ خطا پر ہین جو اِسکو بھی حنا کہتے ہین

بے پکارے جو وہ ہان کہتے ہین سُنکر فریاد
الفِ آہ کو ہم حرفِ ندا کہتے ہین

بڑھ کے برسے ہین میرے دیدۂ گریان اِس سے
یہی باعث ہی جو بادل کو گھٹا کہتے ہین

ایک مطلب ہی مآل ایک ہی بحث اِتنی ہی
ہم قضا کہتے ہین جسکو وہ ادا کہتے ہین

۱۲۸ بیوفا تھے یہ صنم خوب نبا ہی طاہر
آفرین ہم تجھے اے مردِ خدا کہتے ہین ۱۶

لالے کا پھول ہین کہ گلِ وردایڑیان
سَو مین ہزار مین ہین تری فردایڑیان

خوبی مین اے پری ہین تری فردایڑیان
اِن ایڑیون سے حوردن کی ہین گردایڑیان

نوکِ سِنانِ خار سے صحرا مین اے جنون
رکھتے نہین عزیز جو انمردایڑیان

آنکھین ہماری کیون تری تلوون سے ہون جُدا
پلکین ہین خار اور گلِ وردایڑیان

ایک ایک گام پر ترے جانباز مر مٹے
چل چل کے رہ گئین صفتِ نردایڑیان

بیتاب ہو کے پلکونسے آنکھونسے چوم لون — رکھدے مزار پر جو وہ بیدرد ایڑیان
پامال کیا چمن کو کیا ہی بسنت مین — گیندی کا پھول بنکے ہوئین زرد ایڑیان
پُرخار دشتِ شوق ہی اے خضرِ راہِ عشق — ثابت قدم رہین تو ہین پامرد ایڑیان
سورج مکھی کا پھول ہی کیا آفتاب کیا — دونون جہانمین ہین تری فرد ایڑیان
فاضل ہین خار دشت کے یا آبلے میرے — دیکھون حساب لائین برآورد ایڑیان
اے خار چند آبلے ہین نذر ہو قبول — لائی ہین دور سے یہ رہ آورد ایڑیان
کرتی ہین خارِ دشتِ جنون سے مقابلہ — ملی کر رہی ہین عرصۂ ناورد ایڑیان
مین کیون سُناؤن دشت نوردی کا ماجرا — کیا بانٹ لینگی آبلون کا درد ایڑیان
کوے صنم سے آئی ہین اتنا تو پوچھ لون — کعبے سے سُرمہ لائی ہین یا گرد ایڑیان
اغیار کو نصیب نہوتا جو کوے یار — مرتے رگڑ رگڑ کے یہ بیدرد ایڑیان

۱۲۹ — طاہر کی یہ غزل ہی کہ تصویر ہی کوئی — کیا نظم کہین ہین منتخب فرد ایڑیان — ۱۸

ترے آستانے پر آئے ہوئے ہین — کہان چھاؤنی غیر چھائے ہوئے ہین
حسینون کی آنکھین کھلی ہین فغان سے — یہ فتنے ہمارے جگائے ہوئے ہین
محبت مین ہم نقشِ ہستی کسی دن — بگاڑے ہوئے ہین مٹائے ہوئے ہین
بھلا جورِ گردون سے ہم کیا ڈرین گے — ترے نازِ بیجا اُٹھائے ہوئے ہین
نہین ہم گلستانِ جنّت کے بھوکے — ہوا تیرے کوچہ کی کھائے ہوئے ہین
ہین برگشتہ ہم سے ترے موے مژگان — یہ بھالے بہت سر اوٹھائے ہوئے ہین
وہ لائینگے کیا خاک پھولون کی چادر — لحد پر جو تیوری چڑھائے ہوئے ہین

شرارت یہی ہی تو نالے ہمارے — کسی روز بجلی گرائے ہوئے ہین
قدم وہ نہ رکھین گے راہِ وفا مین — کہان ہم بھی آنکھین بچھائے ہوئے ہین
مجھے ذبح کرکے وہ اللہ اکبر — ابھی آستینین چڑھائے ہوئے ہین
دم آیا ہی آنکھونمین سینہ سے کھچکر — وہ نظر ونمین جب سے سمائے ہوئے ہین
دمِ نزع بھولے ہین کب اُنکو عاشق — چراغِ سحر لَو لگائے ہوئے ہین
بتون سے وفا کی توقع ہو کیونکر — یہ پتھر مرے آزمائے ہوئے ہین
شہیدِ وفا ہین نہ دو غسلِ میت — ہم اپنے لہومین نہائے ہوئے ہین
مقابل ترے تیرِ مژگان کے خنجر — ندامت سے گردن جھکائے ہوئے ہین
عنادل کے داغِ جگر کیا مٹینگے — یہ صیاد کے گل کھلائے ہوئے ہین
اثر کو تو ہم ہجر مین رو چکے تھے — دُعا سے بھی اب ہاتھ اُٹھائے ہوئے ہین

۱۳۰ — گلہ کیون کیا تھا تغافل کا طاہر — ۲۷
حرارہ پر یزداں لائے ہوئے ہین

یار کا پیغام لیکر یا خدا آتی نہین — کس چمن کی ہو رہی بادِ صبا آتی نہین
فیصلہ کرنے کو میری زیست کا آتی نہین — کیسے کیسے ناز کرتی ہی قضا آتی نہین
کب کریگی چشمِ تر کا سامنا آتی نہین — روز مطلع صاف رہتا ہی گھٹا آتی نہین
چھینٹے دینے تھے مجھے آبِ دمِ شمشیر سے — جاؤ بھی تمکو لگی دل کی بجھا آتی نہین
حالِ دل کا ہم کہے دیتے ہین خوش ہو یا نہو — داستان اچھی بُری اسکے سوا آتی نہین
میرے ہی دلکو جلا دیتی ہی آہِ شعلہ بار — آگ خسخانو مین غیرونکے لگا آتی نہین
چار بوسے دیکے دس بوسونکا کرتے ہو شمار — تمکو گنتی بھی ابھی نامِ خدا آتی نہین

تخلیہ مین ہم ہین وہ ہین تو ہوا ہی کیون مخل
ای حجاب یار کچھ تجکو حیا آتی نہین

کج ادائی جانستانی خود نمائی دلبری
تمکو سب کچھ آگیا طرزِ وفا آتی نہین

اور کا قابو ہو کیا ای نشۂ جوشِ شباب
تیرے ہی بس مین جب آنکھونکی حیا آتی نہین

چشمِ حسرت سے جو مین دیکھون تو شانِ اللہ کی
یار کی تصویر بول اُٹھے حیا آتی نہین

قبر کا اپنے سیہ خانہ مین آتا ہے مزہ
چاندنی کیا دھوپ تک ای مہ لقا آتی نہین

کیون نہون خاموش سُنکر جا و بیجا یار سے
کم سخن ٹھہرے ہین حجت بڑھا آتی نہین

دیکھکر چشمِ غزالی ہمکو کیا ٹوکینگے غیر
تھوڑے جیسے ہین آنکھ شیرون سے ملا آتی نہین

اے صنم جوگی ہین تیرے دل ہین سُلگائینگے
اور کے در پر ہین دھونی رما آتی نہین

تھک گئے فریاد کرکے ہم تو ظالم نے کہا
جس سے دُکھ جاتا تھا دل اب وہ صدا آتی نہین

تیرے آنے کی خبر سچ ہی یہ کیونکر مان لون
بوے پیراہن تک ای یوسف لقا آتی نہین

فکرِ صیقل ہی عبث آئینۂ دل کے لیے
خاکساری کے بغیر اسمین جلا آتی نہین

ای شبِ غم ایک ہو غافل تو اُسکو روئے
نیند قسمت کی طرح سوئی قضا آتی نہین

مین دلِ نالان سے صبر و ہوش سے کیونکر ملون
قافلہ سے دور ہون بانگِ درا آتی نہین

وقتِ گریہ کسنے چھیڑا جی جلانے کے لیے
اب نہ کہنا آگ پانی مین لگا آتی نہین

غیر نے اچھی خوشامد کی کہ اچھے ہو گئے
ہم بُرے ٹھہرے کہ ہان مین ہان ملا آتی نہین

کیا کہا تمنے بلا آئے ہماری تیرے گھر
شوق سے آئے مگر ای دلربا آتی نہین

آج بھی پیتے نہین زاہد یہ کیا اندھیر ہے
ایسی رت ہوتی نہین ایسی گھٹا آتی نہین

تُو وہ آئے کشتیون مین جامِ مینا کار بھی
کون کہتا تھا کہ بے موسم گھٹا آتی نہین

دل تمھارا کھو کے سیکھے ہین یہ تمنی کیا کہا
پھر کرینگے ہم ابھی رسمِ وفا آتی نہین

بقیہ

۱۳۱	زلفِ برہم کو وہ طاہر کیا کرین آراستہ سب کچھ آتا ہی مگر بگڑی بنا آتی نہین	۱۵

طرزِ شانہ کے اوڑا لیتی ہین اکثر انگلیان — کھولتی ہین عقدۂ زلفِ معنبر انگلیان
خون کرتی ہین ہمارا اے ستمگر انگلیان — کسقدر بیدرد ہین اللہ اکبر انگلیان
میرے دلکی خانہ بربادی انھین منظور ہی — لوٹتی ہین دونون ہاتھونسے میرا گھر انگلیان
مینے کیا بندِ نقابِ یار کھولے وصل مین — اپنے جامہ سے ہوئی جاتی ہین باہر انگلیان
گورے گورے ہاتھ جب سے مجکو آئے ہین نظر — نقش ہین اُس سادہ رو کی میرے دل پر انگلیان
اہلِ عالم کی طبیعت ایک سی ہوتی نہین — غیر ممکن ہی کہ ہون پانچون برابر انگلیان
دست رس ہوتا تو مشاطہ سے آرایش کے وقت — ہاتھون ہاتھ اپنا بدل لیتی مقدر انگلیان
اسقدر لکھا کیا مین نامۂ شوق آپ کو — گھس گئین مثلِ قلم اے بندہ پرور انگلیان
نقدِ دل غارت کیا اب نقدِ جان کا قصد ہے — خوب پھیلے مین پڑی ہین بندہ پرور انگلیان
تیرہی چھلّے کے یہ گل کھائے سراسر ہاتھ مین — اے پریرو نگئین طاؤس کا پر انگلیان
رنج پہونچاتی ہی وہ نازک کلائی یار کی — چھیڑتی رہتی ہین مجکو مثلِ نشتر انگلیان
شاخِ مرجان سے کلائی کو جو نسبت ہوگئی — بنگئین بلّور کی قلمین سراسر انگلیان
نذرِ وحشت ہو رہے ہین پیرہن پر پیرہن — چاک کرتی ہین گریبانون کو جھر جھر انگلیان
ہاتھ جب قاتل لگائیگا قلم ہو جائین گی — ناخنون کا خود بخود ہین لاکھ سر پر انگلیان

۱۳۲	لال ہوجائیگی گو طاہر زبانِ تیغِ یار خون کی دینگی گواہی روزِ محشر انگلیان	۹

درخواستِ دل کی ہی طلب سیم و زر نہین — مین مانگتا ہون اپنی امانت مگر نہین

عاشق ہون مجکو شامِ جُدائی کا ڈر نہین
ہی لعلِ شب چراغ یہ داغِ جگر نہین

کیون دل دُکھائے شمنون کا آہِ بے اثر
برچھی نہین خدنگ نہین نیشتر نہین

ہمکو کیا ہی قتل کہ مشتاقِ قتل تھے
انصاف سے کہینگے وہ بیداد گر نہین

مین بنگیا ہون کاہشِ غم سے ہلالِ عید
سب دیکھتے ہین اُنکی تو جہ ادھر نہین

ہی کسکو ہوش کون سمجھکر جواب دے
ناصح نے کیا کہا ہین یہ بھی خبر نہین

کیونکر کہین جفا سے وہ بُت باز آئیگا
جسکو خدا کا خوف قیامت کا ڈر نہین

جاتے ہو جذبِ دل کی بھی تاثیر دیکھ لو
مین راہ رو کتا نہین سر راہ پر نہین

۱۳۳
طاہر اگر کمال بھی حاصل کیا تو کیا
دنیا مین قدر دانیِ اہلِ ہنر نہین
۱۷

ہزار افشان جنُی ہی تمنے گیسو دیکھے بھالے ہین
ڈسینگے کیا رقیبونکو یہ کالے کوڑیالے ہین

تماشا ہی پریزادون نے جوڑے کھول ڈالے ہین
ہوا خواہون سے اپنے اوڑ چلے ہین پر نکالے ہین

مریضِ عشق جیتے ہین کسی کی دیکھکر آنکھین
بھرا رہتا ہی جن مین آبِ حیوان دو پیالے ہین

بناتا ہون تمھارے گیسونکو اپنے ہاتھون سے
یہ مینے آستینون مین بلا کے سانپ پالے ہین

یہان دل ہی اکیلا سامنا کیونکر ہو مژگان کا
وہان دستے کے دستے ہین رسالے کے رسالے ہین

جگر مین داغ دل مین درد دے کر رنجِ فرقت نے
ہماری جان لینے کے یہ دو پہلو نکالے ہین

کسیکو زندگی مشکل ہی کوئی محوِ زینت ہی
اُنھین ہی شوق مہندی کا یہان جنبی کے لالے ہین

ہمارے خرمنِ جان کے ہین دشمن کان کے زیور
جلا دینے کو بجلی ہی بہا دینے کو جھالے ہین

یہ سرمایہ امانت ہی دیا تھا عشق نے ہم کو
خبردار اے جگر داغِ جنون تیرے حوالے ہین

کہا آنکھون نے اشکِ تلخ بھر کر تشنہ کاموں سے
اجازت ہو تو لائین زہرِ غم کے دو پیالے ہین

اے بجلی ہی چشمک دھونس انکی صورِ محشر پر
غضب کی آہِ سوزان ہی قیامت کے یہ نالے ہین

اگر تلوونمین ہوتے خار ہوتا کوی جانان کا
ابھی تک خیر ہی اے سوزِ غم ہونٹونمین چھالے ہین

ہماری جستجو مین رنج اوٹھایا ہی تگ و دو کا
کفِ پا ہی اجل مین گردِ رہ کیسی کہ چھالے ہین

جلا دیتے ہین خوش ہوکر مٹا دیتے ہین غصہ مین
خدائی کے بتون نے رفتہ رفتہ ڈھنگ ڈالے ہین

کریگا دشت کیا سامان میرے رنج دینے کا
نہونگے خار اتنے جسقدر تلوونمین چھالے ہین

کسیکے غنچۂ پیکان گل زخمِ جگر میرے
مصیبت کا بڑا ہو کیسے کیسے ہنسنے والے ہین

۱۳۴
بتون کو رحم لازم ہی ہمارے حال پر طاہر
فقیر مست ہین مجذوب ہین اللہ والے ہین
۱۵

الفت بتون سے کرکے پڑا ہون عذاب مین
روزِ حساب روز ہی میرے حساب مین

یہ کس لیے حضور تکلف حجاب مین
منھ آفتاب ہی نہ چھپے گا نقاب مین

یہ بھی خبر نہین ہی مجھے اضطراب مین
مچھلی ہون آگ مین کہ سمندر ہون آب مین

یہ بھی نہو گی ہونٹون تک آئے تو جام مے
اک قند لب ذرا سی ہی تلخی شراب مین

اہلِ نظر تو کہتے ہین اُن کی کمر نہین
مجکو کلام ہے دہنِ لاجواب مین

غش آگیا ہی گیسو دن والون کو دیکھکر
چھڑکے کوئی تو مشک ملادے گلاب مین

ہر وقت مستعد ہین وہ عاشق کے قتل پر
قبضہ ہی ہاتھ مین تو سر وہی ہی ڈاب مین

دانتون کو اپنے دیکھتے ہین آئنہ مین وہ
تیغِ نگہ بجھاتے ہین موتی کی آب مین

کرتے ہین وہ سنگھار جو ہر روز صبح کو
منھ دیکھتے ہین آئنۂ آفتاب مین

اللہ رے سوزِ عشق جو مین دلکو جھونک دون
دوزخ کہے کہ مجکو بھی ڈالا عذاب مین

دن بھر ہیگا آج قیامت کا سامنا
دیکھا ہی ایک فتنۂ عالم کو خواب مین

خط کی بساط کیا ہے جو تحریر کیجیے
مضمونِ شوق آنہین سکتا کتاب مین

منظور تھا نظر نہ لگے مہر و ماہ کی
داغ آکے چھپ رہا دلِ خانہ خراب مین

تلخی اگر پسند نہین کیا مضائقہ
زاہد پیے تو قند ملا دون شراب مین

۱۳۵
دُنیا مین ہم کسی سے کبھی ملتجی نہون
طاہر یہ التجا ہی خدا کی جناب مین
۲۱

سوئے لپٹ لپٹ کے وہ رشکِ قمر کہین
جاگا کرین نصیب میرے رات بھر کہین

مثلِ دُرِ سرشک نہ برسے گہر کہین
غیرت جو ہو تو ڈوب مرے ابر تر کہین

افتادگانِ خاک کا کر لو ملاحظہ
کوٹھے پر آئے ہو تو ہو نیچی نظر کہین

ممکن نہین کہ ناوکِ قاتل سے ہو پناہ
سینہ مین چھپ رہین میری قلب و جگر کہین

مین زار ہو کے دل مین تمھارے نہ رہ سکا
شیشہ مین بھی جگہ نہ ملی بال بھر کہین

تیری گلی مین کوئی کسیکا مقام عرش
کیا تفرقہ ہی آہ کہین ہے اثر کہین

بُت ہین بغل مین شیشۂ دل ہی کنار مین
پتھر ہین آس پاس نہ پہونچے ضرر کہین

گردن جھکائے بیٹھے ہین امیدوارِ قتل
چمکے کسیکے تیغِ دوسر دوش پر کہین

دل مین خیالِ زلف ہی مدِ نظر جبین
قدرت خدا کی شام کہین ہی سحر کہین

منھ دیکھنے کو مانگ رہے ہین وہ آئنہ
اے آفتاب بامِ فلک سے اتر کہین

خطِ عاشقِ کمر نے دیا تھا بھٹک گیا
مُلکِ عدم کی راہ نہ لے نامہ بر کہین

نکلے ہین اشکِ لعلتِ دندانِ یار مین
پانی نہ پھیر دین دُرِ شہوار پر کہین

نکلا ہے ماہِ عید تم آئے ہو بام پر
ابرو چھپاؤ دیکھ نہ لے شہر بھر کہین

وہ ناتوان ہون کوچۂ جانان کے شوق مین
مرجاؤن راہ مین تو نہ پہونچے خبر کہین

جس دن بہینگے اشک دکھا دینگے کچھ اثر
یہ سوکھے گھاٹ اوترے ہین اے چشم تر کہین

اے اشتیاق دل کا نہ خون ہجر مین
اے اضطراب مُنھ کو نہ آئے جگر کہین

شام فراق کی وہ غضب تھین کہ مانیان
کہنے کو جب مین بیٹھے گیا رات بھر کہین

بسمل ہوا ہون شکر کا سجدہ ادا کرون
سر رکھ بھی دون تڑپ کے ترے پاون پر کہین

جاؤن بتون کے پاس برہمن کے بھیس مین
صندل لگاؤن ماتھے مین ہو درد سر کہین

وہ دیکھتے ہین غیر کو ہوتے ہین خاک ہم
جلتا ہی کوئی گرتی ہی برق نظر کہین

۱۳۶ طاہر یہ عرض ہی شہ دین کی جناب مین ہو جاے اس طرف بھی کرم کی نظر کہین ۱۲

افشان کبھی چُنتے ہین جو وہ زلف دوتا مین
تارے سے چمک جاتے ہین ساون کی گھٹا مین

خط یار کا لے آئے ہین اترائے ہوئے ہین
اب کسکی سُنین گے یہ کبوتر ہین ہوا مین

زلفین ہی بناتے ہین ابھی تک یہ غلط ہی
کچھ پیچ پڑا ہے اثر آہ رسا مین

وہ زار ہون اے غیرت گلشن کہ میرے ہاتھ
کانٹون کی طرح اوجھینگے دامان قبا مین

چلتی رہی تلوار ہوا ہوگئے اغیار
ہم پاون جمائے رہے میدان وفا مین

جانا در جانان سے تو ٹھہرا ہی عدم کو
مشکل یہ ہی طاقت نہین بیمار وفا مین

شانہ جو کیا اور بھی غصہ ہوا دونا
ماتھے مین شکن پڑگئی بل زلف دوتا مین

کیا جان کشاکش مین پڑی ہی دم رخصت
روکین تھین ہم یاد دل وارفتہ کو تھا مین

ہاتھ اُنسے کیے لال ہمارے ہی لہو سے
اب رنگ جمایا کرے مہندی کف پا مین

وعدہ کا بھی کیا پاس نہین ہی دم زین
زلفون نہین گرہ دیتے ہو یا بند قبا مین

اُس بت کے طلبگار ہین کعبہ کو تو جائین
سُنتے ہین کہ تاثیر بھی ہوتی ہی دعا مین

۱۳۷	طاہر لبِ جان بخش کی الفت نہوئی ترک کیا جان گئی ہی ہوسِ آبِ بقا مین	۱۷

انکارِ وصل کون سُنے دم مین دم نہین
یہ جان لو جو تمنے نہین کی تو ہم نہین

میرے بدن مین روح نہ ٹھہری تو کیا ہوا
مقتل مین تیرے تیر بھی ثابت قدم نہین

اِنصاف چاہتے ہو اگر مہر و ماہ سے
کہدینگے صاف صاف جو تم ہو وہ ہم نہین

ناخن بڑھاے چارہ گرون نے تو کیا ہوا
یہ کوئی پھانس ہی رگِ جان میں غم نہین

اے تُرک عیب کیا ہی جو بل ابرو مین ہے
ایسی کوئی کمان بھی ہی جس مین خم نہین

کرتا ہے سیر کیا دلِ میخوار توڑ کر
ٹوٹا ہوا پیالہ ہے یہ جامِ جم نہین

قدِ دراز یار کے رتبے بلند ہین
سروِ چمن سے بڑھ کے ہی طوبیٰ سے کم نہین

خونِ جگر نہ کھایئے غیرون کی یاد مین
یہ زہرِ عشق ہی کوئی جھوٹی قسم نہین

ناواقف اُس ہی مین ہون وہ بیگانہ مجھسے ہم
اے گردشِ فلک کوئی ایسا ستم نہین

دریاے غم سے رہروِ الفت گزر گئے
ابروے یار تیغِ جہازی سے کم نہین

دیکھین تو ضبط گریۂ عشاقِ سادہ رو
مانندِ چشمِ آئنہ آنکھون مین نم نہین

اے خارِ دشتہ ہین چھالے بھی پاون کے
میدانِ عشق مین کوئی ثابت قدم نہین

جس انجمن مین شمع نہو خاک جی لگے
وہ بزم کیا ہے جسمین تمھارے قدم نہین

کسکو لگاؤن آنکھون سے مین تیری راہ مین
سجدے کے سب نشان ہین نقشِ قدم نہین

حسرت خوشی کی کیا کرین اللہ ری بیخودی
غم نے مٹا دیا ہمین اِسکا بھی غم نہین

یا صرف ہو گئے میرے تلوون مین اے جنون
یا خار تیرے دشت مین ثابت قدم نہین

طاہر ہے خوف کیا مجھے بحرِ گناہ سے

۱۳۸	کیا دستگیر میرے شفیع الامم نہین	۱۶
جلوۂ دیدار عاشق کے مقدر مین نہین	بام پر کھڑکی نہین روزن تری در مین نہین	
آئنہ مین اپنی زلفون کا تماشا دیکھنا	پیچ ایسے عاشقونکی بھی مقدر مین نہین	
ایک اشارہ سے جو سر ہون سیکڑون تن سے جدا	یہ صفت ابرو مین ہی تیغ دو پیکر مین نہین	
تیرگی چھائی ہی میرے نامۂ اعمال کی	ایک ذرہ کی چمک خورشید محشر مین نہین	
ابر گریان کی حقیقت کیا ہی میرے سامنے	جوش طوفان دیدۂ تر کا سمندر مین نہین	
آج بھی تارے گنونگا اے شب تار لحد	نیند آنے کی کوئی صورت نئے گھر مین نہین	
جانچتی ہی اے رگ جان سوزن مژگان کو کیا	بال بھر کا فرق آہن اور نشتر مین نہین	
ہی تصور دلمین اُس شکل قمر کا شام سے	چاندنی چٹکی ہی تاریکی میرے گھر مین نہین	
دیکھئے کیونکر گلا کٹتا ہی تیرے ہاتھ سے	زور بازو مین نہین ہی آب خنجر مین نہین	
مٹگیا ہونہین اسی حسرت مین اے گردون دون	قبر تک میری زمین کوے دلبر مین نہین	
کل تک آنکھین تھی نشیلی خیر بادا مستِ ناز	آج کیا ہی بادۂ گلرنگ ساغر مین نہین	
سوز پنہان محبت منعدم کس دن ہوا	آہ سینہ مین نہین یا آگ پتھر مین نہین	
ہجر ساقی کا ہو کیونکر بادہ نوشونکو خیال	انقلاب چرخ کا غم دور ساغر مین نہین	
مجکو ہوگا رشک دیکھیگا جو تمکو کوئی اور	دیکھنا پتلی تو چشم روزن در مین نہین	
پیتا ہی دانت مجکو دیکھکر نخت سیاہ	اے صنم افشان تری زلف معنبر مین نہین	

۱۳۹	رہتے ہین طاہر ہمیشہ رنج و غم مین مبتلا عیش دنیا کا مگر اپنے مقدر مین نہین	۱۵
لوٹینگے جو بیٹھے ہین یہ طرار بغل مین	کیون سینت کے رکھا ہی دل زار بغل مین	

کیا دیکھہ لیا حالِ دلِ زار بغل مین
کیون بیٹھہ کے رونے لگے غمخوار بغل مین

جب آہ دکھا دیتی ہی تاثیر کے جوہر
آ بیٹھتے ہین آینہ رخسار بغل مین

کاوش میری دل سے نہ کرای جنبشِ مژگان
نیزے کی انی چھدتی ہی ہر بار بغل مین

مجھپر غم دا ندوہ نے احسان کیا ہے
آئے ہین تو بیٹھین مرے غمخوار بغل مین

وہ دل سے ہون بیزار کہ مین شکر کرونگا
جس روز نہوگا یہ بداطوار بغل مین

میرے جگر و دل ہین حریصِ غمِ جانان
ہر وقت رہا کرتی ہے تکرار بغل مین

میخانہ مین کیا ڈھونڈھتے ہین شیخ جی دیکھین
وہ رند لیے جاتے ہین دستار بغل مین

آئنہ کو سمجھے ہین مصاحب جو کسیکا
دیتے ہین جگہ طالبِ دیدار بغل مین

یہ صبر و تحمل بھی ہوا ہونگے کسی دن
بیٹھے نہ رہینگے مرے غمخوار بغل مین

آئنہ کے مانند رہا وہ متحیر
جو بیٹھہ گیا طالبِ دیدار بغل مین

دل لے نہ چلونگا مین رہِ ملکِ عدم مین
گٹھری ہی مسافر کو گرانبار بغل مین

فریاد کی ہو جاے حضور اسکو اجازت
دل کیلیے بیٹھا رہے بیکار بغل مین

دنیا مین سلامت رہین داغِ غمِ الفت
ہی دل کے لیے گرمی بازار بغل مین

بیتاب جدائی مین دلِ زار ہی طاہر
بجلی سی تڑپ جاتی ہی ہر بار بغل مین

۱۴۰ ۱۰

نہ جائیگی لوسے الفتِ زلفِ دوتا برسون
نہ چھوٹے ہین نہ چھوٹینگے گرفتارِ بلا برسون

تعلّی آہ سوزان کی رہی بعد فنا برسون
گھٹا بن بن کے تربت سے دھوان اوٹھا کیا برسون

سمجھکر حشر مین خوابِ عدم سے چونک چونک اوٹھا
قیامت کا تری رفتار نے دھوکا دیا برسون

ترے کوچہ مین جاکر پھر نہ بھولے سے ادھر آیا
دلِ وارفتہ کا مین راستہ دیکھا کیا برسون

کفِ دستِ نگارین سے جو دعوے برگِ گل کو ہو — اوڑائے چٹکیو مین طائرِ رنگِ حنا برسون
تری زلفون کا سودائی ہون مرنے سے نہین ڈرتا — بلا سے ای پری کھیلا کرے سر پر بلا برسون
ہوا جب سامنا اُس سے نہ پہچانا مجھے اُسنے — یہی صورت رہی برسون یہی نقشہ رہا برسون
اگر خاکِ قدم اُس سادہ رو کی ہاتھ آجائے — کرین اہلِ صفا آئینۂ دل کی جلا برسون
تری زلفون کا سودا سودمند اغیار کو ہوگا — مین دیوانہ گرہ سے نقدِ دل کھویا کیا برسون

۱۴۱ — کسی جانباز نے یون ایڑیان رگڑین نہین طاہر — مگر شمشیرِ قاتل نے مجھے فقرہ دیا برسون — ۱۳

یادِ قامت سے قیامت ہوئی تنہائی مین — مبتلا ہو گئے ہم آفتِ بالائی مین
دل بہلتا ہی خیالِ بُتِ ہرجائی مین — خوب یارون کی بسر ہوتی ہی تنہائی مین
مین نہ لون مُہرِ سلیمان بھی اگر مفت ملے — نام سے تنگ ہون عشقِ بُتِ ہرجائی مین
بیکسی کا بھی نہ ہوتا جو سہارا مجھکو — جان گھٹ گھٹ کے نکلتی شبِ تنہائی مین
یہی باقی رہی حسرت ہمین ای خوابِ اجل — پاون پھیلا کے نہ سوے شبِ تنہائی مین
جب سے نظر و نمین سمائے یہ بُتانِ خوش چشم — پُتلیان بن کے رہے چشمِ تماشائی مین
گرمیانِ بزم مین کیا شمع کرے گی تجھسے — نام روشن ہی ترا انجمن آرائی مین
دل کا آئینہ شبِ وصل دکھا سکتا ہون — تُم اگر محو نہ ہو جاو خود آرائی مین
آشنا کان تک ای ضعف نہین نالون سے — کون سُنتا ہی کسی کی غمِ تنہائی مین
یہی صدمے ہین تو پھر صبح کے ہوتے ہوتے — بھور ہو جائیگا میرا شبِ تنہائی مین
خوبیان سیکڑون تھین حسن و وفا بھی ہوتا — پھر تو کچھ عیب تھا اُس بُتِ ہرجائی مین
جھونکے چلنے لگے آہونکے جو ٹھنڈے ٹھنڈے — خوب سوئی میری قسمت شبِ تنہائی مین

۱۴۲	حق پرستی کا مزہ دل سے نہ جائے طاہر فرق آئے نہ کبھی میری جبین سائی مین	۱۱

اب کیا ملین حسینون سے ہم گوشہ گیر ہین — غارت گرون نے لوٹ لیا ہی فقیر ہین
سینہ کے داغ روکش بدر منیر ہین — یعنی فقیر حسن بھی روشن ضمیر ہین
خالق بچاے زہرہ جبینونکی چاہ سے — سنتے ہین دو فرشتے ابھی تک اسیر ہین
تم سے سوال بوسہ ہی نقد وفا ہی پاس — دولت خدا نے دی ہی مگر ہم فقیر ہین
چار آنکھین ہمنے کی ہین تو غصہ نہ کیجیے — سائل نہین فقیر نہین راہ گیر ہین
در پر تمھارے بیٹھے ہین سر پر ہی آفتاب — ہم خاکسار مالک تاج و سریر ہین
وہ بھی تو دین ای اثر گریہ ایک دن — جنکی نگاہ مین میرے آنسو حقیر ہین
منت کے طوق بڑھ بھی گئے خیر سے حضور — لیکن ہنوز عاشق شیدا اسیر ہین
دل دینے کو کہا تھا تو دل لو دعا بھی لو — جھونٹون کے بادشاہ نہین ہم فقیر ہین
کہدینگے صاف صاف وہ دیکھین تو آئینہ — یہ مانگ ہی لکیر ہم اس پر فقیر ہین

۱۴۳	نظرون سے کیا گرائینگے طاہر عدو مجھے فضل خدا سے دست خدا دستگیر ہین	۱۶

کرم کرے وہ شہ حسن بے نقاب کہین — دعا فقیر کی ہو جائے مستجاب کہین
بہائین اشک کا دریا بنین سحاب کہین — بجھائین دل کی لگی دیدہ پر آب کہین
وہ آج بام پر اپنے ضرور آئین گے — لرز رہا ہی تو چھپ جاے آفتاب کہین
سمند ناز ترا اسلیے ہوا پر ہے — کسیکی خاک نہو جاے ہمرکاب کہین
مٹاؤن دل کی کدورت سے داغ دل کیونکر — کہ خاک ڈالے سے چھپتا ہی آفتاب کہین

حضور دیکھ تو لین اپنے طاقِ ابرو مین
مین رکھکے بھول گیا ہون دلِ خراب کہین

تمھارے چہرہ کا ہمسر ہی عکس چہرہ کا
ہمارے آئنۂ دل کا ہی جواب کہین

مریضِ غم کو اطبا نے لاعلاج کہا
مسیح رہ گئے وہ بھی نہ دین جواب کہین

نہ آئے رازِ محبت زبان تک دل سے
چھلک نہ جائے پیالہ سے یہ شراب کہین

ببین تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا
مین خستہ حال کہین ہون دلِ خراب کہین

میری نصیب پھرین وہ رقیب سے پھر جائین
خدا دکھائے مین دیکھون یہ انقلاب کہین

تلاشِ یار مین ایسا بچھڑ گیا مجھ سے
کہ ڈھونڈھتا ہون تو ملتا نہین شباب کہین

متاعِ دل کو تو لے لے کے بھول بھول گئے
یہ نقدِ جان ہی کچھ اسکا بھی ہی حساب کہین

جہان حسینون کا جھرمٹ ہو یار ہو مین ہون
دکھائے دے مجھے ذرّون مین آفتاب کہین

ہمارے کہنے مین دل ہو کہ اُنکے قابو مین
کسیکا ہو رہے یہ خانمان خراب کہین

۱۴۴ | یہی تو وقت ہی طاہر کشودِ مشکل کا
میری مدد کے لیے آئین بوتراب کہین | ۱۴

ساقی نہو تو بادہ کشی صاف چھوڑ دون
شیشون کو چور چور کرون خُم کو توڑ دون

رونے کا التزام کیا ہے فراق مین
تار آنسوون کے ٹوٹ بھی جائین تو جوڑ دون

دعوی کیا ہی ہاتھ سے تیرے جوابی نگار
جی چاہتا ہے پنجۂ مرجان مڑوڑ دون

فرماتے ہین وہ سیکھ کے عاشق سے توڑ جوڑ
ٹوٹے دلِ رقیب تو سَو بار جوڑ دون

مجبور ہون مین ضعف سے اے چشمِ اشکبار
طاقت نہین کہ آنسوون کے تار جوڑ دون

اہلِ جحیم غرق ہون دریائے اشک مین
کیا سیر ہو جو دامنِ تر مین نچوڑ دون

بیعت کسیکے ساعدِ پُر نور سے نہ کی
پاؤن تو ماہِ نو کی کلائی مڑوڑ دون

بڑھ بڑھ کے کہہ رہا ہے یہ تیرِ نگاہِ ناز
مثلِ حباب مین دلِ آہن کو توڑ دون

رو دون اگر تو گنبدِ نہ آسمان ہو غرق
طوفانِ نوح اوٹھے جو دامن نچوڑ دون

گو ناتوان ہون گردنِ ساقی جو یاد آئے
دستِ سبو سے گردنِ مینا مڑوڑ دون

ہین بادہ خوارون مین ہون وہ تر دامن آجکل
کشتی مئے روان ہو جو دامن نچوڑ دون

عزت سی ننگ ہے مجھے اُس بُت کے عشق مین
پتھر ملے تو شیشۂ ناموس توڑ دون

تارِ سرشکِ ہجر مین کس کام آئینگے
دامان و آستین کا مین رشتہ نہ جوڑ دون

۱۴۵ مجبور ہون زمین غزل سنگلاخ ہے
طاہر کمیتِ خامہ کی مین باگ موڑ دون ۱۶

مریضِ عشق کب اے دشتِ وحشت بیٹھ سکتے ہین
غزالی نبض چلتی ہے جب اِنکے پاون تھکتے ہین

کوئی غصہ مین ہو خسارِ آتشناک تکتے ہین
ہم آنکھین سینک لیتے ہین جب انگارے دہکتے ہین

بن آئے خاکسارونکی ہٹا دو زلف چہرہ سے
ذرا سورج نکل آئے ابھی ذرّے چمکتے ہین

ہمارے داغِ دل گو پھول ہین باغِ محبت کے
مگر کانٹون سے بدتر ہین کہ آنکھون مین کھٹکتے ہین

کہان ہے آشیان آباد اے صیاد بلبل کا
مگر دو چار تنکے وہ بھی آنکھون مین کھٹکتے ہین

ہماری خاکساری سے بھی دشمن خوش نہین ہوتے
غبارِ راہ بنتے ہین تو آنکھون مین کھٹکتے ہین

ہماری قبر پر بیوجہ کب ہین پھول نرگس کے
خدا نے دی ہین آنکھین ہم کسیکی راہ تکتے ہین

ابھی تک وہ مکدّر ہین مین اِس مطلب کو اب سمجھا
جوابِ نامہ لکھکر خاک تھوڑی سی چھڑکتے ہین

ہوس ہے بلبلِ مذبوح کو پروازِ گلشن کی
چھری پھر پھیر دے صیاد ابھی بازو پھڑکتے ہین

ابھی تک خار تھا مین ناتوان اب خاک ہوتا ہون
قدم اُنکے نچھوڑون گا جو وہ دامن جھٹکتے ہین

مٹاتا ہے حسینون کو تمھارا جلوۂ عارض
زیادہ چاندنی ہوتی ہے تارے کم چٹکتے ہین

ہماری بیقراری کیا نتیجہ ہی مسرت کا
پھڑک جاتا ہی دل صیاد کا جب ہم پھڑکتے ہین

کیے دیتے ہین شکوہ پھر نہ کرنا چونک پڑنے کا
نظر آیا ہی سنگِ آستان ہم سر پٹکتے ہین

رفاقت کے یہی معنی ہین اے صبر و شکیبائی
اُنھین جاتے ہوئے دیکھا کہا ہم بھی سرکتے ہین

لگاؤن گا گلے سے آج مین تیغِ دو پیکر کو
شگون اچھا ہی اے قاتل مرے بازو پھڑکتے ہین

۱۴۶

دیارِ بیخودی مین ہون وہ کوچہ گردِ ای طاہر
کہ جسکو نقشِ پا بھی چشمِ حیران بنکے تکتے ہین

۱۰

آغازِ خط مین زیبِ رخِ ای گلبدن کہان
آمدِ خزان کی ہو تو بہارِ چمن کہان

مستون کے دل سی یادِ جوانی بھلائے کون
پیرِ مغان کہان وہ شرابِ کہن کہان

مسجودِ خاص و عام ترا آستان ہے
کعبہ مین شیخ بتکدہ مین برہمن کہان

کہتا ہے دل جو شکوۂ دلدار کیجیے
دیکھے ہین آپنے ابھی خاطر شکن کہان

حشرت سرائے دل مین ہوا خونِ آرزو
نعشین پڑی ہوئی ہین صفِ انجمن کہان

ثابت ہوا یہ روے کتابی کو دیکھکر
نقطہ ہی نونِ نفی کا میمِ دہن کہان

اب کیون نہین اُڑاتے ہین طرزِ خرامِ یار
تھک تھک کے آج بیٹھ گئے ہین ہرن کہان

شانون سے جھوم جھوم کے پنجون تک آ گئی
پہونچی کہا نسے زلفِ شکن در شکن کہان

یہان ہی دفن کیون نہون دیوانگانِ عشق
جب پیرہن نصیب نہ تھا اب کفن کہان

۱۴۷

طاہر مشاعرہ مین پڑھون جاکے کیا غزل
میرا کلام قابلِ بزمِ سخن کہان

۱۵

کہین گے صاف ہم اتنا گناہ کرتے ہین
کہ دل سنبھل نہین سکتا تو آہ کرتے ہین

ہمارے حضرتِ دل اُسکی چاہ کرتے ہین
یہ کیسے دوست ہین دشمن سی راہ کرتے ہین

غمِ فراق نہو کیون عذاب دوزخ کا
بتون کے چاہنے والے گناہ کرتے ہین

دل و جگر ترے تیرون سے کیا نہین واقف
یہ جس سے ملتے ہین اُسکو تباہ کرتے ہین

رفاقت اِسکی درِ عرش تک کریگا کون
پتہ اثر کا نہین ہی ہم آہ کرتے ہین

جو فاش کرتے ہین پردہ گناہگارون کا
خطا معاف ہو وہ بھی گناہ کرتے ہین

ہلال جھک کے اگر ابرون کا مے دھوکا
تو سو سلام ہم اسی رشکِ ماہ کرتے ہین

نئے نئے تری زلفون کے ہم نہین عاشق
ازل سے شکوہ بختِ سیاہ کرتے ہین

حضورِ ضبط کے ہاتھون ہی آپ سے فریاد
یہ گھوٹتا ہی گلا ہم جو آہ کرتے ہین

بہا کر اشک جو کھوتے ہین صبر و طاقت و ہوش
ڈبو کے نام وہ تختہ تباہ کرتے ہین

کنان کنان درِ جانان سے لائے ہین دل کو
پھرا ہی ہمسے اسے روبراہ کرتے ہین

نہین ہی ضبط کا یارا کہان کا پاسِ ادب
تم اپنے دل کی خبر لو ہم آہ کرتے ہین

وہ دن بھی یاد ہین اے گردشِ فلک مجکو
یہی تھے سیدھے جو ترچھی نگاہ کرتے ہین

سرِ نیاز جو رکھا ہی ہمنے قدمون پر
بڑا غرور یہ زرّین کلاہ کرتے ہین

کب اُنکو قول و قسم کا ہی پاس اے طاہر
مگر نباہنے والے نباہ کرتے ہین ۱۶ ۱۴۸

کیون بعدِ فنا کوچۂ جانان سے جُدا ہون
کیا نکہتِ گل ہون جو گلستان سے جُدا ہون

کہتا ہی گلا وحشیون کا جوشِ جنون مین
صد شکر کہ ہین قیدِ گریبان سے جُدا ہون

افسوس نہ دیکھون رُخِ پُرنور کسیکا
پروانہ بنون شمعِ فروزان سے جُدا ہون

کہتا ہی دلِ تنگ ہی جلوہ ترے رُخ کا
یوسف ہون مگر خانۂ زندان سے جُدا ہون

اے دل تجھے منظور نہین خاک مین ملنا
تو ڈھیر ہو مین تو درِ جانان سے جُدا ہون

دیکھون خطِ نورستہ کہین دیکھکے رخسار
کانٹون ہی سے اوجھون جو گلستان سے جُدا ہون

ہی قید مین بھی گوشہ نشینی کی یہ صورت
دروازہ سے کیا رونِ ندان سے جُدا ہون

بچھڑا ہون ترے در سے فقیرانہ ہی صورت
مین خاک نشین تختِ سلیمان سے جُدا ہون

گریہ کا سبب بزم مین ساغر نے جو پوچھا
شیشہ نے کہا مین لبِ جانان سے جُدا ہون

ہی میل برابر خط و رخسار سے اُن کے
ہندو سے الگ ہون نہ مسلمان سے جُدا ہون

اُسوقت قدم لیکے منائے مجھے زنجیر
جب بیٹھ کے مین خانہ زندان سے جُدا ہون

مین خاک بگولون کی طرح کیون نہ اوڑاؤن
اے دشتِ جنون کوچۂ جانان سے جُدا ہون

کیون تیر کو چھاتی سے لگائے نہ رہون مین
جی بھر کے ملا ہون کہ جو مہمان سے جُدا ہون

دیوانون سے کہتا ہی غمِ اُلفتِ قرگان
نشتر ہون تو پھر کیون مین رگِ جان سے جُدا ہون

کیون قبلہ نما اور دلِ زار نہ تڑپے
وہ کعبہ سے مین کوچۂ جانان سے جُدا ہون

۱۴۹
نالان ہون جو ناقوس برہمن کی طرح سے
طاہر کسی غارت گرِ ایمان سے جُدا ہون

۱۴۹ ردیف واو ۱۸

تُم صبح کو جو زینتِ بزمِ شراب ہو
جامِ سفال بھی قدحِ آفتاب ہو

روزِ فراق روزِ قیامت سے کم نہین
اللہ ہے جو آج غروبِ آفتاب ہو

میری طرح جلے جو تپِ ہجرِ یار مین
زرد ایک دن مین رنگِ رُخِ آفتاب ہو

کہتے ہین آئنہ مین وہ رخسار دیکھ کر
یہ چاند وہ ہی جس سے خجل آفتاب ہو

اُس ماہ وشی کے واسطے بنواؤن بجلیان
مجکو اگر نصیب زرِ آفتاب ہو

تشبیہ دون جو نقشِ کفِ پائے یار سے — دونون جہان مین شرفِ آفتاب ہو
سیارے جانتے ہین تمھین رشکِ ماہتاب — مہتاب کی نگاہ مین تم آفتاب ہو
اہلِ فنا کو دے جو خدا خلق مین عروج — سر پر حباب کے کلۂ آفتاب ہو
ہم مے پرست مست رہین کیون شرابِ دن — زاہد نہین جو فکرِ عذاب و ثواب ہو
ہے صبحِ عید رند پڑھینگے نمازِ عید — آبِ وضو کے واسطے ظرفِ شراب ہو
فیضِ بہارِ حسن سے بنجائے بوستان — اُس طفل کی بغل مین جو سادی کتاب ہو
آنکھین نشیلی دیکھے جو اُس مے پرست کی — خفّت یہ ہو کہ ساغرِ سیمین حباب ہو
غنچہ بنے سمٹ کے جو ہر پھول باغ مین — ممکن نہین کہ تیرے دہن کا جواب ہو
بندہ ہی قیدِ الفتِ گیسو مین جان بلب — آزاد کیجیے تو نہایت ثواب ہو
دل لیکے کب دیا ہی جو طالب ہو جان کے — دیکھا تمھین معاملہ کے تم خراب ہو
خط آئنہ مین دیکھکے افسردہ کیون ہو — اب بھی خدا کے فضل سے تم لاجواب ہو
انسان ایک ایک سے افضل ہر خلق مین — یہ بات دوسری ہے کہ تم لاجواب ہو

طاہر ہجومِ لشکرِ اندوہ ہو اگر ۱۵۰
کافی مرے لیے مددِ بوتراب ہو ۲۰

کس خرابی سے ملا ہے درِ جانان مجکو — نہین سہنے دے اب گردشِ دوران مجکو
تھا سفر مین جو خیالِ رخِ جانان مجکو — چاندنی رات ہوئی شامِ غریبان مجکو
میرے خالق نے کیا محوِ حسینان مجکو — ایک دل دیکے دیے سیکڑون ارمان مجکو
دلِ نادان کی طرح جان کے نادان مجکو — چٹکیون مین نہ اوڑائین کہین پریان مجکو
ٹکڑے اِسکے بھی کرای دستِ جنون مثلِ قبا — ہوگیا طوقِ گلوگیر گریبان مجکو

توڑ لاؤن فلک العرش کے تارے کیونکر
تیرے ماتھے کے لیے چاہیے افشان مجکو

یا الٰہی غمِ کونین عنایت کرنا
ہان نہ دینا تو غمِ عشقِ حسینان مجکو

ای جنون صبح کفن سے ہی اُلجھنا باقی
چاک کرنا ہی ابھی اور گریبان مجکو

عشق مین صبر و تحمل کا بھروسا کیا ہے
یہ بھی دو دن کے نظر آتے ہین مہمان مجکو

تیری ظلمت کی بدولت مین ہوا گم ایسا
کہ اجل ڈھونڈھتی ہی ای شبِ ہجران مجکو

یا خدا ہی دو جہان دونو نکی حاصل ہو مراد
خُلد زاہد کو ملے کوچۂ جانان مجکو

بخیۂ چاکِ جگر کے لیے ای دستِ جنون
کوئی باقی ہو تو دے تارِ گریبان مجکو

آبِ خنجر کی گلے تک جو ہوئی طغیانی
بن گیا حلقۂ گرداب گریبان مجکو

سایہ اِن پر بھی پڑا کیا مژۂ دلبر کا
چھیڑتے رہتے ہین کیون خارِ بیابان مجکو

داغِ دل سینہ مین اس طرح چھپا رکھتا تھا
آنکھ رکھتا ہو تو دیکھے مہِ تابان مجکو

مجھے حیرت ہوا سے رشک ہو میرا شبِ وصل
مین رُخِ یار کو دیکھون مہِ تابان مجکو

دھوکے دینے کو فقیرانہ بنائی صورت
پھر بھی پہچان گئے آپ کے دربان مجکو

جیب و دامن کی طرح چاک اِسے کر سکتا ہون
رنجِ عریانیِ تن کا بھی نہین ہان مجکو

جامہ زیبون کو لگایا ہی گلے سے مین نے
ای جنون اِسلیے پیارا ہی گریبان مجکو

قطعہ

۱۵۱ دیکھتے ہین جو حقارت کی نظر سے طاہر
کیا پریزاد سمجھتے نہین انسان مجکو ۱۱

جان بوسون کی تمنا مین نکل جانے دو
زہر دیدو شکر و قند و عسل جانے دو

مجکو خط بھیجو تو اغیار کو دو وصف جواب
کہین نامہ کہین پیغامِ اجل جانے دو

اَب بھی آجاؤ عیادت کو تو شکوہ کیا ہی
کون کہتا ہی کہ آئی ہوئی ٹل جانے دو

پھر کبھی زلفِ رسا بل نہ کریگی مجھسے
پیچ تھوڑے میری قسمت سے نکل جانے دو

ایک سا رنگ زمانہ کا نہین رہتا ہے
فہر کی آنکھ ذرا تم بھی بدل جانے دو

عاشقِ لب ہی دلِ زار نہ دو اِسکو سزا
خود اِسے آتشِ یاقوت مین جل جانے دو

دل کے لینے مین ہی حجت کہ نہ دینگے قیمت
جاؤ لیجاؤ کہین رو و بدل جانے دو

ایک ہی دعوی سے ثابت ہی کہ تم صاف نہین
دیکھو ماتھے کی شکن زلف کے بل جانے دو

بامِ گردون سے گرے ہین کہ تمھارے دل سے
ہم بتا دینگے ذرا ہوش سنبھل جانے دو

چوم لینے دو قدم حیلہ سے پامالی کے
کوئی فقرہ تو قیامت کا بھی چل جانے دو

۱۵۲

آتشِ ہجر مین یہ حال ہی دل کا طاہر
کہ ہوا خواہ بھی اب کہتے ہین جل جانے دو

۱۶

اُسنے سمجھا جو نقشِ پا مجکو
رفتہ رفتہ مٹا دیا مجکو

گو نہین رنجِ عیش کا مجکو
نہ ملا وہ تو کیا ملا مجکو

اُس تغافل شعار کی ہی یاد
جسنے دل سے بھلا دیا مجکو

مجھسے فرقت مین کی کنارہ کشی
اے اجل تو نے دی دغا مجکو

غیر نے تجھ سے دوستی کرکے
دشمن اپنا بنا لیا مجکو

خاکِ پا یار کی نصیب ہوئی
خوب ہاتھ آئی کیمیا مجکو

عشق ملکِ عدم دکھا دیگا
راہ رہزن بتائیگا مجکو

اہلِ دنیا کو مال و زر ہو نصیب
دولتِ فقر دے خدا مجکو

تیرے نقشِ قدم سے سر ہی جدا
اِسی غم نے مٹا دیا مجکو

انقلابِ فلک سے ڈرتا ہون
یاد ہی چشمِ سرمہ سا مجکو

کچھ رہی تیغ یار یہ کہکر
کیون گلے سے لگا لیا مجکو

اے جنون کھوئی ضعف نے گردش
اُس کے در پر بٹھا دیا مجکو

خوار رسوا ذلیل آوارہ
پھر کہو تمنے کیا کہا مجکو

کی قیامت یہ کسکی ٹھوکر نے
سو رہا تھا جگا دیا مجکو

اُٹھ گئے وقت نزع بالین سے
وقت پر دے گئے دغا مجکو

۱۵۳
یاد گیسوے یار کی طاہر
دل کو آفت ہوئی بلا مجکو
۱۸

پہلو مین داغ عشق ہو دل کا نشان نہو
کیا طرفہ ماجرا ہے مکین ہو مکان نہو

کیونکر کہون کہ داغ ہو دود فغان نہو
ممکن نہین چراغ ہو روشن دھوان نہو

ہرگز نگاہ ناز کا ٹھیک امتحان نہو
جب تک یہ تیغ میرے گلے پر روان نہو

یارب نہ آئے یار کی باتون کا رنگ ڈھنگ
ہر غنچہ کو نصیب دہن ہو زبان نہو

مشتاق بوسہ اُنکے سراپا سے تنگ ہین
عنقا کی طرح نام دہن ہو نشان نہو

آنکھو مکو خواب مین بھی وہ صورت نظر آئے
مشاطۂ خیال اگر درمیان نہو

ہر اب بھی سوز عشق مین اپنا یہ حوصلہ
جل جائین اسی سپند تو لب پر فغان نہو

اے ضبط گریہ آنکھو سے جاری نہون سرشک
مانند آبجو یہ سمندر روان نہو

میرا غبار اُس سے یہ نفرت یہ احتیاط
اتنا زمین سے تو بلند آسمان نہو

دھوکا نہ دے جو مجکو شب انتظار مین
ہلکا میری نگاہ مین خواب گران نہو

مجکو کرین وہ قتل تو کسکو نہو قلق
ممکن نہین کہ حلقۂ ماتم کمان نہو

لذت ہمارے خون کی پائی ہے اے جنون
کیون خار دشت شوق سراسر زبان نہو

پتھر نہین کہ ایک شرر کو چھپائین ہم
دل مین لگی ہو آگ کہان تک نہان نہو

بوسہ ذرا سمجھ کے تصور مین لینگے ہم
نازک مزاج ہین انھین یہ بھی گران نہو

نالے نہ پہونچین کوچۂ جانان مین یا نصیب
محشر بھی ہو پا تو یہان ہو وہان نہو

آنکھونکی کچھ بساط بھی ہی قصرِ یار مین
حیران ہون یہ فرش کہان ہو کہان نہو

اے چشمِ یار عاشقِ ابرو ہے ماہِ نو
بیمار تیس دن کا ہو کیون ناتوان نہو

۱۵۴
طاہر ہماری فکرِ گہر سنج آج کل
موتی پروے بھی تو کوئی قدردان نہو
۹

آسیا جنکے فلک چلتے ہین چل لینے دو
مونگ چھاتی پہ اگر دلتے ہین دل لینے دو

مہر و مہ انکی کفِ پا سے نہونگے بہتر
نور کے سانچے مین یہ ڈھلتے ہین ڈھل لینے دو

جگر و دل کے تئین غم مین نکل جائین بخار
شمع سان چار پہر جلتے ہین جل لینے دو

ضد کیا کرتے ہین ہر بات مین اطفالِ حسین
دل نہ دونگا یہ مچلتے ہین مچل لینے دو

وہ قدم رنجہ کرینگے جو کیا ہے وعدہ
مہندی ہاتھون ہی مین تو ملتے ہین مل لینے دو

انکے بیمارون مین کل یہ بھی نہوگی طاقت
کروٹین آج بدلتے ہین بدل لینے دو

دیکھون کب تک نہین جاتا ہی میرے دل کا بخار
اشک آنکھونسے نکلتے ہین نکل لینے دو

جان نثارون کا کفن دیکھکے رونا کیا ہے
نئی پوشاک بدلتے ہین بدل لینے دو

۱۵۵
دیکھو موقوف نہو فکرِ سخن اے طاہر
شعر سانچے مین ابھی ڈھلتے ہین ڈھل لینے دو
۱۰

نالے کیسے مجھے گہرام مچا لینے دو
سوز ہی ہی میری تقدیر جگا لینے دو

نیسواری کا ترنگ اور بڑھا لینے دو
نوجوانی بھی چلی آتی ہی آ لینے دو

ابھی اُس برقِ تجلّے کی بلا مین لونگا
غش کا عالم ہی مجھے ہوش مین آ لینے دو

بہت اچھا ہو جو آباد ہو ویرانۂ دل
گھر پریزاد بناتے ہین بنا لینے دو

دیکھے شائد وہ سہی قدمرِ داغونکی بہار
خانۂ دل مین مجھے باغ لگا لینے دو

ایکدم کے لیے دروازہ سے چلمن اُٹھ جائے
جان آنکھو نمین ہی آنکھین تو لڑا لینے دو

غیر کو دیتے ہو بوسہ جو لبِ شیرین کا
زہر بازار سے مجکو بھی منگا لینے دو

مینے بھی نذرِ فلک کشتِ تمنا کر دی
بجلیان آج اِسے جی بھر کے گرا لینے دو

امتحان مدّ نظر ہے جو وفادارون کا
تُم بھی کیا یاد کروگے ہمین آ لینے دو

۱۵۶
آج رو لینے دو طاہر غمِ تنہائی مین
آگ سینہ مین سُلگتی ہے بُجھا لینے دو
۱۴

ابروے یار قبلۂ طاعت اگر نہو
سجدہ نہو قبول دعا مین اثر نہو

اُس غنچہ لب کی دید میسر اگر نہو
سیرِ چمن سے واشدِ دل عمر بھر نہو

گیسوے عنبرین کی محبّت اگر نہو
سودا نہو جنون نہو دردِ سر نہو

زلفون کے دھیان مین کوئی محوِ اقدر نہو
سر پر اجل بھی آے تو مجکو خبر نہو

کب ضیا کرین جو نہ رخسار یار سے
ہرگز فروغِ شمس و عروجِ قمر نہو

زلفون کی طرح دسترس انکو محال ہے
دلتنگ میرے ہاتھ سے تیری کمر نہو

اللہ دے جو رتبہ اہلِ فنا مجھے
اپنی خبر تو کیا ہے تمھاری خبر نہو

عشقِ کمر ہوا تو ہے عہدِ شباب مین
اِس ٹھیک دوپہر مین عدم کا سفر نہو

کیا کیا گمان ہوتے ہین دندانِ یار پر
جوہر شناس کہتے ہین سلکِ گہر نہو

خط نے ہمارے یاد کو جو نہ لکھا یہ رشک تھا
قاصد ہو بار یاب ہمارا مگر نہو

چھلّا جو اُنکا آنکھون ہی آنکھون مین اُڑگیا
دُو وِ خنا سے سازشِ وزد نظر نہو

ممکن نہین جلائین بھی عیسیٰ جو ہجر مین
مرنے کا حوصلہ مجھے ہارِ دگر نہو

دنیا کا امتیاز ہی دون کے واسطے
خلعت پہنکے جامہ سے باہر اشتر نہو

۱۵۷
پہونچے جو آستانِ رسالت مآب تک
طاہر کبھی جہان مین یون دربدر نہو
۲۰

رہی قفس مین بھی مرنے کی آرزو مجکو
گلے کا ہار ہوئی ہر رگِ گلو مجکو

سُنا سُنا کے سرِ بزم سحر کی تقریر
اُتار لیتے ہین شیشہ مین سادہ رو مجکو

ہین حالِ سوزِ جدائی بیان کرتا ہون
زبان دراز نہ ٹھہرائین شمع رو مجکو

ہزار نقشِ فنا تھا مین راہِ ہستی مین
ملا کیا کفِ حسرت مٹا کے تو مجکو

خدا ہی وہ بھی دن آئین کہ غیر مُنھ دیکھین
مین تجکو جامِ صبوحی پلاؤن تو مجکو

فسردگی یہ ہوئی ہی غمِ جدائی مین
کہ آرزو کی بھی رہتی ہے آرزو مجکو

مُرید پیرِ مغان کا ہوا ہون مین جب سے
حرام بادہ پرستی ہے بے وضو مجکو

لپٹ گیا جو تڑپ کر مین تیغِ قاتل سے
دُعائین دینے لگی ہر رگِ گلو مجکو

خضر و حُسن پرستی کرے گی آوارہ
کنوئین جھکائے گی یوسف کی آرزو مجکو

مین ایک جام کا طالب نہین ہون اے ساقی
بڑھا کے ہاتھ اُٹھا دے ذرا سبو مجکو

تمیزِ اہلِ جہان کو تو اسقدر ہوتی
کہ دوست دوست سمجھتے عدو عدو مجکو

مٹا دیا ہی کسان یاس و نا اُمیدی نے
جہان مین ڈھونڈھتی پھرتی ہی آرزو مجکو

تمھارے ہاتھون سے ہر مرتبہ ہو خون میرا
حنا کی طرح جو سَو بار ہو نمو مجکو

لحد مین رُخ نہ کرون کوے یار کی جانب
جب اضطراب بھی رہنے دے قبلہ رو مجکو

غمِ فراق بُرا کیا ہے جس سے نفرت ہو
یہ دل ہی کیا ہی کہ ہو جسکی آرزو مجکو

خدا کے واسطے اے بیکسی ترحم کر
گرا مین اُسکی نظر سے سنبھال تو مجکو

ازل کے روز سے قمری بھی لوٹ ہی چمن پر
ملا نصیب سے وہ طوق وہ گلو مجکو

چُراؤن آنکھ جو قاتل سے یا الٰہی مین
نصیب زخمِ جگر کا نہو رفو مجکو

مین ساتھ ساتھ چلونگا ابھی ابھی اے عمر
سنبھال لینے دے بارِ گناہ تو مجکو

۱۵۸ | یقین ہی نامۂ عصیان سپید ہو طاہر / سکھائین دین گریان جو شست و شو مجکو | ۱۴

جانتی ہی جو شہیدِ رُخِ روشن مجکو
رات بھر روتی ہی شمعِ سرِ مدفن مجکو

مین وہ ذرّہ ہون تری کوچہ مین اے مہرِ لقا
اپنے پہلو مین جگہ دیتے ہین روزن مجکو

مسی آلودہ وہ لب یاد دلا دیتے ہین
شفقِ لالہ و شامِ گلِ سوسن مجکو

کبھی بیمہری صیاد کا شکوہ نہ کرون
دن زبانین جو ملین صورتِ سوسن مجکو

مین اگر پاس بٹھانے کے سزاوار نہین
دور ہی سے نہ دکھا دو رُخِ روشن مجکو

وہ نقاہت کا ہی باعث یہ نزاکت کا سبب
یار کو زلف گرانبار ہے گردن مجکو

دوستی کا مجھے دعوی ہو نصیب ایسے کہان
یہ بھی کیا کم ہی جو سمجھے ہین وہ دشمن مجکو

سامنا کانٹون سے اے دشتِ جنون باقی ہی
ابھی کس کس سے نہ اُلجھائیگا دامن مجکو

ناتوانی لے کے کہتے ہین کہ جب تو اُٹھا
لے اوڑی ساتھ ترے جنبشِ دامن مجکو

دیکھکر اُسنے مکدر میرے آنسو پوچھے
کھچ رہا ہین تو ملا گوشۂ دامن مجکو

اِن درانداز یون پر جان میری جلتی ہی
اُسکو بڑھکاتے ہین گرماتے ہین دشمن مجکو

ہتکڑی ہاتھونمین پہنائین سمجھکر حداد
ٹکڑے کرنا ہی انھین ہاتھون سے دامن مجکو

منفعل دستِ جنون سے ہون غریب ایسا ہون — دھجیان کسکی ہون جڑتا نہین دامن مجکو
عشق نقشے نہ جائے کہین دل مین یارب — موم سے سنگ بنا سنگ سے آہن مجکو

۱۵۹ ردیف ہای ہوز ۱۶

دیکھتا ہون یار کے ہاتھو نمین اکثر آئنہ — ہے مگر اپنے نصیبے کا سکندر آئنہ
کیون نہ بولے آج کل طوطی خطِ نورستہ کا — صاف تو یہ ہی کہ ہے روے منوّر آئنہ
پڑ گیا ہی عکس جب سے ابروے خمدار کا — سر بسر رکھتا ہے مثلِ تیغ جوہر آئنہ
حسن کی گرمی سے روشن آئنہ خانہ ہوا — آتشی شیشہ بنا ای سادہ رو ہر آئنہ
گرمیِ عکسِ رخِ پُر نورِ جانان دیکھکر — آگیا چکر مین مثلِ مہرِ انور آئنہ
ہان صفائی حسن ہی دل کا کدورت بخت عیب — زنگ جب آیا تو ہی آہن سے بدتر آئنہ
ہین رخِ پُر نور پر بکھری ہوے زلفونکے بال — آگیا سورج گہن مین دیکھ لیکر آئنہ
سادہ رویون کی محبت مین اگر مر جاونگا — میری تربت پر چڑھائیگا سکندر آئنہ
سامنا کرنے کو ہی رخسار سے ای سبزہ خط — دیکھئے ہوتا ہی اب سرسبز کیونکر آئنہ
اپنی حیرت کا بھی اُس پر حال روشن کیجیے — بھیجیے نامہ کے بدلے اے کبوتر آئنہ
اور کوئی کیا ہی تم سے ہو جو صورت آشنا — مہر و مہ کو بھی نہ دیکھے آنکھ اُٹھا کر آئنہ
آپ کھل جائیگی قلعی منفعل ہو جائیگا — سامنا کرنے کو تم سے مہرِ انور آئے نہ
میرے دل کی طرح کیا ہی محوِ رخسارِ صنم — صورتِ سیماب رہتا ہی جو مضطر آئنہ
جس سے آزردہ ہو دل ایسی صفائی کو سلام — حالِ خوب و زشت کہدیتا ہی منھ پر آئنہ
راز عشقِ سادہ رویان کب ہوا مجھسے نہان — ہوگیا حالِ دلِ بیتاب سب پر آئنہ

۱۶۰	دل کا آئینہ اگر زنگِ گنہ سے پاک ہو سارے آئینوں سے ہو طاہر یہ بہتر آئنہ	۱۲

حرفِ ناخواندہ ہی بلبل سے چمن کا شکوہ
یہ بھی کیا بات ہی مین اور وطن کا شکوہ

ستم و جور کا بھی شکر کرینگے ہم تو
تو گر فتار کرین رنج و محن کا شکوہ

زلفِ شبرنگ مین چہرہ جو چھپایا تم نے
تیرہ بختون نے کیا چاند گہن کا شکوہ

مین وہ بلبل ہون کہ جھیلون بھی اگر صدمۂ غم
پھوٹے منھ سے نہ کرون خارِ چمن کا شکوہ

ہمتو ہر حال مین اے مرگِ بیابان خوش ہین
گور کی ہی نہ شکایت نہ کفن کا شکوہ

سنتے ہین شاہدِ گل مفت مین ہوتا ہی ملال
رنج کا گھر ہے اسیرانِ چمن کا شکوہ

شربتِ دید ملا ہی تو ملے بادۂ وصل
ابھی باقی ہی ترے تشنہ دہن کا شکوہ

خار بنکر دلِ شیدا مین اُلجھ رہتا ہی
لبِ تک آتا نہین اُس غنچہ دہن کا شکوہ

فلکِ پیر کو گوشِ شنوا تو نہ دے
دی زبان مجکو کہ کر رنج و محن کا شکوہ

خفگی کیا ہے تحمل نہو جس کا مجکو
بات کی بات ہی اُس عہد شکن کا شکوہ

باغبان چاکِ قفس کو بھی گل اندود کرے
آنکھین پھوٹین جو کرون سیرِ چمن کا شکوہ

۱۶۱	واقعی فکرِ سخن ہو نہ سکی اے طاہر ہی بجا قدر شناسانِ سخن کا شکوہ	۱۱

نازک نہ دیکھے آج تک ایسے بشر کے ہاتھ
پھولون کے دستہ ہین بتِ نازک کمر کے ہاتھ

زار اسقدر خزان مین جوانانِ باغ ہین
بدتر ہین پشتِ خار سے شاخِ شجر کے ہاتھ

لکھا میرے نصیب کا خط غیر کو دیا
ہیہات کیون نہ ٹوٹ گئے نامہبر کے ہاتھ

ایسا نہو کہ جنسِ محبت خراب ہو
بک جاؤن یا خدا صنمِ سیمبر کے ہاتھ

روشن نہو چراغ تو ظلمتکدہ ہے گھر
دل کا فقط فروغ ہی داغ جگر کے ہاتھ

دامانِ یار چھوڑ کے صدمہ اوٹھائیگا
میری نگاہ مین نہ چڑھے گا اُتر کے ہاتھ

دیدون جو دل کو مُفت زرِ قلب جان کر
بیٹے کا مال آئے بتِ بیمبر کے ہاتھ

آنکھون سے چُوم لون خطِ دلبر یہ قصد تھا
گھبرا گیا تو چوم لیے نامہ بر کے ہاتھ

امید ہی کہ ہدیۂ احقر قبول ہو
دل بھیجتا ہون یار کو مین نامہ بر کے ہاتھ

انگی ہے جب عاکہ ہو دیدارِ آخری
وہ ناتوان ہون کہ اُٹھائے ہین مر کے ہاتھ

۱۶۲ دستِ ہوس کو دخل ہو طاہر مجال کیا
مضمون تک تو آ نہین سکتے کمر کے ہاتھ ۱۶

گل رُخون سے ہی محبت کچھ نہ کچھ
زرد ہے چہرہ کی رنگت کچھ نہ کچھ

طالبِ نقدِ وفا ہین سیمتن
سچ ہی کام آتی ہی دولت کچھ نہ کچھ

جب ارادہ وصفِ قامت کا کیا
ہو گئی موزون طبیعت کچھ نہ کچھ

تشنہ کامِ وادیِ حرمان ہون مین
رحم کر اے ابرِ رحمت کچھ نہ کچھ

صاف عاشق سے نہین ہین مہ جبین
اِنکے دل مین ہی کدورت کچھ نہ کچھ

خود فراموشی کا جب لکھتا ہون حال
بھول جاتا ہون عبارت کچھ نہ کچھ

ہے یہ قبرِ شاہ و وہ گورِ فقیر
دیکھ لے اے چشمِ عبرت کچھ نہ کچھ

دھوپ مین کیا آئے میری قبر پر
سانولی ہی گوری رنگت کچھ نہ کچھ

دل جلے گا جب مرا مثلِ کباب
آئے گی بوئے محبت کچھ نہ کچھ

قبرین کھدتی ہین دیارِ عشق مین
بنتی جاتی ہے عمارت کچھ نہ کچھ

کھا رہے ہین غم نمکخوار آپ کے
کر رہے ہین شکرِ نعمت کچھ نہ کچھ

خفتگانِ قبر کو ٹھکرائیے ہوش پکڑیں اہلِ غفلت کچھ نہ کچھ
صاحبِ مہر و وفا کو چاہیے اپنے دشمن سے بھی اُلفت کچھ نہ کچھ
بادشاہوں کو بھی دیکھا بعدِ مرگ دلمیں رہ جاتی ہے حسرت کچھ نہ کچھ
شمع و گُل لاتے ہیں مرقد پر حسین گُل کھلاتی ہے محبت کچھ نہ کچھ

۱۶۳ طاہرا وتھو صبح پیری آگئی چاہیے اب فکرِ طاعت کچھ نہ کچھ ۱۷

آنکھوں سے لگائے جو قدم اور زیادہ سر چڑھ گئے عاشق کے صنم اور زیادہ
ہاتھوں سے اُلجھتی ہیں شبِ وصل جو زلفیں لیتے ہیں بلائیں تری ہم اور زیادہ
جب ہاتھ میں ساقی نے لیا جامِ جہاں بیں دُنیا میں ہوا رتبۂ جم اور زیادہ
برسات میں آنیکا ارادہ جو کرے تو احسان ہوا ابرِ کرم اور زیادہ
پیری میں جو ہے بارِ گنہ دوش پر اپنے ہے قامتِ خم گشتہ میں خم اور زیادہ
دانتوں کی چمک یاد دلاتی ہے جو بجلی جلتا ہوں میں اے ابرِ کرم اور زیادہ
دیوانۂ اُلفت کو جو سمجھائیں بھی ناصح سودا ہو ترے سر کی قسم اور زیادہ
جلتی ہے مری جان جو فرقت میں اجل پر گرماتی ہے مجکو تپِ غم اور زیادہ
دشنام تری سُنکی ہوئی زہر کی خواہش مل جائے تو کھا جاؤں میں سم اور زیادہ
ہیں سیکڑوں مشتاقِ اجل بوسہ کے طالب لوزات میں ملوائے سم اور زیادہ
حیران ہوں میں عشقِ بُتاں اور میرا دل اللہ تری شان یہ غم اور زیادہ
دل روٹھ کے تیرا جو طرفدار ہوا ہے کرتے ہیں خوشامد تری ہم اور زیادہ
میں گھر میں نہیں قبر میں ہوں فاتحہ پڑھ جاؤ آئے ہو تو لازم ہے کرم اور زیادہ

قاتل نے گران جانون سے کیا پھیرلین انکھین
منھ موڑ گئی تیغ دو دم اور زیادہ

ثروت مین بھی پایا ہی انھین شاخ ثمردار
جھک جھک گئے ہین اہل کرم اور زیادہ

ہم تیرے سوا اور بھی چاہینگے کسیکو
دل کی یہ خوشی ہی کہ ہو غم اور زیادہ

۱۶۴ طاہر کی دعا ہے کہ زمانہ مین ہو ممتاز
مدّاح شہنشاہ اُمم اور زیادہ ۱۴

جلاّد نے مقتل مین جو بڑھ بڑھ کے جڑے ہاتھ
سو ہاتھ مین دو چار بھی اوچھے نہ پڑے ہاتھ

واماندِ اثر وقتِ دُعا چھوٹ نہ جاتا
اللہ جو دیتا تری زلفون سے بڑے ہاتھ

نشہ کبھی رندون کو کم و بیش نہو گا
ساقی کے ترازو سے زیادہ ہین تڑے ہاتھ

کیا غم ہی جو طفلی مین سلامت رہے دامن
جیتے ہین تو ہو جائینگے چھوٹے سے بڑے ہاتھ

تصویر بھی دیوانہ وحشت کی جو کھینچی
بیساختہ دامن کی طرف پھیل پڑے ہاتھ

باہین ہین گلے مین کبھی لیتا ہون بلائین
وہ بیٹھ گئے پاس تو پہلو مین پڑے ہاتھ

واماندِ قیامت کی بھی اب خیر نہین ہے
سُنتا ہون کہ مرقد مین مرے ساتھ گڑے ہاتھ

اے رشکِ پری ہمتو ہین مشتاقِ سلاسل
کیا ہمکو دکھاتے ہین چھڑی پانون کڑی ہاتھ

وحشت مین وہی جامہ دری دشت نوردی
گردش مین ہے پاون مصیبت مین پڑے ہاتھ

لین حلقۂ گیسو کی بلائین تو وہ بولے
اِس بھول بھلیان مین کہان بھول پڑے ہاتھ

کیا بجز مین اعضاے بدن بھی ہین مخالف
یہ ہاتھ ملے مینے کہ آپسمین لڑے ہاتھ

لے لین قمرہ یار کی مقتل مین بلائین
اللہ رے جیوٹ کہ کٹار سے لڑے ہاتھ

کیا عرض کرون بارِ غمِ عشق اُٹھا کر
شل ہو گئے طاہر کہ مصیبت مین پڑے ہاتھ

کیون پاے طلب توڑ کے مایوس ہون طاہر

	وہ سینے پر اگر آئے تو ہیں اُسکے بڑے ہاتھ

۱۶۵	ردیف یای تحتانی	۲۰

ہم نہ بھٹکے نہ کسی اور کے در تک پہونچے
رہبری شوق نے کی یار کے در تک پہونچے

میری فریاد سینوں کے نہ در تک پہونچے
کچھ بھی ہمت ہو تو مرمٹ کے اثر تک پہونچے

تیری پلکون نے دیا ناوکِ دلدوز کا ساتھ
چٹکیان لینے کو نشتر بھی جگر تک پہونچے

فلکِ پیر کو حسرت ہی کہ خاکِ درِ یار
سرمہ آنکھون کا بنے چشمِ قمر تک پہونچے

اس قیامت کی چلے چال تہ اللہ اللہ
کہ قدم چومنے کو فتنہ و شر تک پہونچے

پھانسنا جال مین غمزہ کا ہی منظور انھین
ہاتھ بھر اور بڑھے زلف کمر تک پہونچے

ترکِ وفا ہے محبت کی کوئی وجہ بھی ہے
سر بسر نفع ہو مجکو جو ضرر تک پہونچے

تو وہ خاک تکدر نے بنا رکھا ہے
ناوکِ یار کہین قلب و جگر تک پہونچے

نالۂ نیمشبی کے لیے منزل ہی کڑی
جلد پہونچی ترے در پر تو سحر تک پہونچے

جاون مین خواب مین بھی وادیِ وحشت کو اگر
ہر مژہ خار بنے پائے نظر تک پہونچے

دیکھین کس روز پہونچتے ہین عدم کو عاشق
رفتہ رفتہ ترے گیسو تو کمر تک پہونچے

مجھسے کہتے ہین وہ تیغِ دو زبان چمکا کر
دیکھ شکوہ نہ لبِ زخمِ جگر تک پہونچے

کیا ملے زخمیِ اُلفت کا دماغ ای قاتل
جب عیادت کے لیے تیرِ جگر تک پہونچے

بات رہ جائے دعا کی شبِ غم مین یارب
ہاتھ پھیلاون تو دامانِ اثر تک پہونچے

دیکھین وہ باغ مین چل کر یہ ہمارا زمہ
اُنکے پہونچی کو جو شاخِ گلِ تر تک پہونچے

زندگی کی تپِ ہجران مین نہ تھی ہمکو اُمید
گھر سے اللہ کے پھر کرتے در تک پہونچے

ہم نہ کہتے تھے تغافل کا نتیجہ ہے بُرا
نالے کرتے ہوئے فریادا ثر تک پہونچے

نقدِ جان کی یہ تمنّا یہ طلب یہ خواہش
ہاتھ پھیلا کے ترے تیرِ جگر تک پہونچے

تھک گئے پائے طلب راہ مین بیٹھے ہین فقیر
اَب دعا ہی کہ صدا یار کے در تک پہونچے

۱۶۶
جنکی تقدیر نے کی راہبری اے طاہر
سر کے بھل وہ شہِ کونین کے در تک پہونچے
۱۱

جنکو نظارے رُخِ روشن کے حاصل ہوگئے
اے پری نقشِ جمالی کے وہ عامل ہوگئے

خالِ مشکین و لربائی مین یہ کامل ہوگئے
جسکی آنکھو نمین سمائے آنکھ کے تل ہوگئے

ہم نہ زلفون پر فدا اے حضرتِ دل ہوگئے
تُم تھے دیوانے جو پابندِ سلاسل ہوگئے

اُنکے جانبازون کو ابرو تیغ قاتل ہوگئے
چار آنکھین جب ہوئین دو چار بسمل ہوگئے

دل نے چاہا تھا کہ ہو بے واسطہ دیدارِ یار
بیچ مین آنکھونکے پردے اور حائل ہوگئے

غیر سے فرماتے ہین تیرِ نگہ کو جوڑ کر
دیکھنا وہ طالبِ دیدار بسمل ہوگئے

پست ہوتے ہوتے تمشادِ چمن اے خوش خرام
پائے کبکِ قار کی ٹھوکر کے قابل ہوگئے

یار سے گستاخ ہین اسد رجہ میرے دستِ شوق
چھُٹ گیا دامن تو گردن مین حمائل ہوگئے

فصلِ گُل آتے ہی پیراہن کا پردہ کھُل گیا
جیبِ دامن دھجیان لینے کے قابل ہوگئے

چھیڑ کر کیا پوچھتے ہو اشکباری کا سبب
اسکو روتے ہین کہ ہم ہنسنے کے قابل ہوگئے

۱۶۷
ہوگیا طاہر اشارہ کسکی چشمِ فیض کا
جو مطالب میرے دل کے تھے وہ حاصل ہوگئے
۲۲

خموش کون رہے کوچۂ بتان کے لیے
وہ زبان کے لیے ہے زبان فغان کے لیے

یہ کیا کہا کہ تڑپتے ہو تم کہان کے لیے
تری گلی کے لیے تیرے آستان کے لیے

سمجھ لیا ہی چلے آو امتحان کے لیے
گلا چھری کے لیے ہی جگر سنان کے لیے

جو میرے نالونکے ناقوس نے اوڑائے ڈھنگ
کہا بتون نے کہ منھ چاہئے فغان کے لیے

خدنگِ آہ کو اپنے سنبھال لین ہم بھی
سپر بنے ہین مہ و مہر آسمان کے لیے

زمین کوچۂ جانان سے جھک کے ملتا ہی
عروج کیون نہو دنیا مین آسمان کے لیے

ہمارے دل سی کوئی پوچھے رنگِ زرد کی قدر
بہار کھوئی ہی ہمنے اسی خزان کے لیے

ابھی سے ڈر گئے نالون سی واہ حضرتِ دل
بس اتنی بات کہ فشتر بنے زبان کے لیے

دعا ہی چپ کی ملے داد عشق مین یارب
زبان تو دی ہی خموشی بھی دے زبان کے لیے

جو پوچھتے کہ ہی بوسہ کی چاٹ زہر کسے
وہی زبان سے کہتا مری زبان کے لیے

اسی بہانہ سے دہراؤن حرفِ مطلب کو
کہ رعبِ حسن سے لغزش ہوئی زبان کے لیے

یہ تم سے کون کہے کون گالیان کھائے
کہ عیب و عن خلافی بھی ہی زبان کے لیے

کسیکے چوم لیے ہونٹھ گالیان کھائین
نبات زہر کی پڑیا ہوئی زبان کے لیے

وہ آنکھ اشارونمین کیا ساری باتین کہدیگی
خدا کے واسطے رہنے دے کچھ زبان کے لیے

وہ دل کو چھین کے کہتا ہی مجھسے غارت گر
اسی کو سینت کے رکھا تھا قدردان کے لیے

بتون کے عشق مین اللہ دے اثر کہ نہ دے
دعا تو مانگ لون دل کھولکر فغان کے لیے

غبارِ دل مین تعلّی کے ساتھ رکھتا ہون
نئی زمین بناتا ہون آسمان کے لیے

ملا جو گھورنے کا اذن روزنِ در سے
سلام کرکے قدم مینے پاسبان کے لیے

جفا تمام زمانہ کی اُن کا حصہ ہے
جو بچ رہے وہ غنیمت ہی آسمان کے لیے

ہجومِ غم سے نکل کر لبون تک آئی ہی
جگہ نہ تھی دلِ ناشاد مین فغان کے لیے

بتون کے کوچہ مین ای بیخودی نہین معلوم
کہ ہم فقیر ہوئے تھے کس آستان کے لیے

۱۶۸	جب اِس زمانہ مین قدر ہنر نہین طاہر تو پھر سکوت ہی بہتر ہی خوش بیان کے لیے	۱۷

خدا کرے کہ نہو داغ سے جگر خالی
وہ بدنما ہی جو پھولون سے ہو سپر خالی

تمھارے دانتون کو دیکھا جو اے پری خوبی
دل و جگر سے ہوئے سینہ گہر خالی

اُسی طرف سے سواری کسی کی نکلیگی
مرے غبار سے ہوگی جو رہگزر خالی

لپٹ لپٹ کے نہ سویا کسی پری وسے
جگھہ رہی مرے پہلو مین رات بھر خالی

نہ جام مُی مرے پہلو مین ہی نہ ساقی ہے
ہزار حیف جگھ ہے اِدھر اُدھر خالی

نصیب کھلتے ہین ہر سال دشتِ وحشت کے
بہار آتی ہی ہوتے ہین گھر کے گھر خالی

یہ شوقِ قتل ہی اللہ میرے قاتل کو
قرولیون سے نہ دیکھی کبھی کمر خالی

نہ جائین میکدہ سے رند بیٹھہ جائین ذرا
شگونِ بد ہی سبو دیکھے اگر خالی

نہ آئے وہ بُتِ گل پیرہن قیامت ہی
یہ سیج پھولون کی رہ جائے رات بھر خالی

خیال یار جو رہتا ہے خانۂ دل مین
بھرا بھرا نظر آتا ہے مجکو گھر خالی

وہ ناتوان ہون کہ غیرون مین چھپکے بیٹھہ رہون
جگھہ ملے جو ترے دل مین بال بھر خالی

وفورِ گریہ سے کیا آنکھہ مین رہین آنسو
برس برس کے ہوا ہی یہ ابر تر خالی

ذرا بلند تھا عرشِ برین سے قصرِ صنم
کہان پہونچ کے پھری آہِ بے اثر خالی

وہ غیر بیٹھے ہین جنکو ہوس ہی جینے کی
یہان نہ آؤ جو ہو تیغ سے کمر خالی

نہ ہی ثواب کا توشہ نہ زادِ راہِ عمل
ہم ایسے وقت چلے ہین کہ ہی کمر خالی

اِسی کو کہتے ہو وعدہ نہ آئے آج بھی تم
یہ رات بھی گئی اے غیرتِ قمر خالی

مثال عارضِ تابان سے دیجیے طاہر

۱۶۹	عیوب سے ہو اگر مطلعِ سحر خالی	۲۲

برسون کی مصیبت ہی اُٹھائی نہین جاتی
آتی ہی تو پھر شامِ جُدائی نہین جاتی

وہ یوسفِ ثانی ہی خریدار تو کیا ہے
قیمت دلِ شیدا کی اُٹھائی نہین جاتی

ہو خیر نزاکت کی وہ کیا قتل کرینگے
ہاتھون سے سرِ وہی تک اُٹھائی نہین جاتی

یون غش مین مجھے دیکھکے گھبرانے سے حاصل
بوئے نفسِ عنبر کی سُنگھائی نہین جاتی

شل ہو گئے ہر شاخ کے کیا ہاتھ خزان مین
اَب غنچون سے چٹکی بھی بجائی نہین جاتی

عارض کو کہون برقِ درخشان تو بجا ہی
اے مہ لقا آنکھ لڑائی نہین جاتی

مین آپ کے کوچہ مین عبث دفن ہوا تھا
ٹھوکر کبھی چل پھر کے لگائی نہین جاتی

اغیار کو محفل سے اُٹھاتا نہین وہ بُت
اللہ رے نقاہت ترے بیمارِ وفا کی

اے سروِ روان ہی تری تقلید بھی مشکل
طاؤس سے رفتار اُڑائی نہین جاتی

آہون سے دو بالا ہو کیون آتشِ فُرقت
آندھی کی ہی یہ آگ بُجھائی نہین جاتی

اے جان ہمین زہرِ ہلاہل ہی گوارا
گالی تو نہین ہی کہ جو کھائی نہین جاتی

تنگ آکے شبِ ہجر مین کہدیتی ہین نالے
سوتی ہوئی تقدیر جگائی نہین جاتی

دستِ خرہ یار بھی ہین مجھسے مخالف
چہرہ کی نقاب اِنسے اُٹھائی نہین جاتی

کب قتل مین عاشق کے تکلف نہین ہوتا
کب زہر سے تلوار بجھائی نہین جاتی

فرہاد کو ہو بارِ غمِ عشق مبارک
ہم سے تو یہ اُفتاد اُٹھائی نہین جاتی

بیساختہ کہدیتی ہے وہ چشمِ سخن گو
جو بات اشارہ سے بتائی نہین جاتی

بیمار کو بوسہ نہ دوا اکسیر سمجھ کر
کیا خاک کی چٹکی بھی اُٹھائی نہین جاتی

دم دیکھے وہ کیا سوزِ درون دور کرینگے
یہ آگ تو چھینٹون سے بجھائی نہین جاتی

میرے دلِ حیران سے حجاب اُنکو عبث ہی
آئینہ سے کیا آنکھ لڑائی نہین جاتی

وہ تیغ ہون جسکے کبھی جوہر نہین مٹتے
وہ آئنہ ہون جس سے صفائی نہین جاتی

۱۷۰ طاہر کو طلب کیجیے یا شاہِ دو عالم
اَب ہند مین تکلیف اُٹھائی نہین جاتی ۱۳

کیا شکایت اے دلِ بیمار چشمِ یار کی
کب عیادت کی کسی بیمار نے بیمار کی

کون آنکھون سے کریگا پیشوائی یار کی
نرگسِ بیمار مین طاقت نہین رفتار کی

مجکو رُلوائینگی کب تک حسرتین دیدار کی
اب تو دے ڈالو تم آنکھین روزنِ دیوار کی

درد بھی آرام کا باعث ہی اے جوشِ جنون
آبلون کے واسطے راحت ہی ایذا خار کی

رحم اے عیسیٰ نفس چھپتا نہین آزارِ عشق
درد سے خالی نہین آواز تک بیمار کی

ٹوٹنا اِسکا بُرا اے ساقیِ پیمان شکن
دل ہمارا ہی کوئی تو بہ نہین مینخوار کی

اِسکی عُریانی پر اے جوشِ جنون آتا ہی رحم
اپنے دامن سے کرونگا پردہ پوشی خار کی

فتنۂ محشر جہان سوتا ہی بان اے مستِ ناز
اُس طرف بھی ایک ٹھوکر پائے کجرفتار کی

اے صنم سالک درِ دندان جوزاہد دیکھتے
رات دن تسبیح پڑھتے گوہرِ شہوار کی

لینے نقدِ دل کے دینے مین کبھی حجت نہ کی
تونے بوسہ کے لیے اے قند لب تکرار کی

کوئی آفت ہونگی تیری چھاتیان اے نونہال
اِن شگوفون مین ابھی سے سرکشی ہی خار کی

دیکھیے کیا کیا دکھاتا ہی فلک لیل ونہار
اب تو منظورِ نظر گردش ہی چشمِ یار کی

۱۷۱ طاہر اپنے جرم وعصیان کا مجھے کچھ غم نہین
حشر مین ہوگی شفاعت احمدِ مختار کی ۱۸

مطلع ہون ہجر مین حالِ دلِ غمناک سے
روز ملتی ہی خبر اشکِ روان کی ڈاک سے

مال و دولت سے ہین مستغنی تری در کے فقیر
کیمیا ہاتھ آئی ہی نقشِ قدم کی خاک سے

مجکو حیرت ہی کہ یہ زلفِ سیہ ہی گردِ رخ
یا دھوان اُٹھا ہی شمعِ روے آتشناک سے

کوی جانان سے اُڑا کر کُو بکو برباد کی
کیا صبا کو بھی کدورت تہی ہماری خاک سے

خلق نالان ہی تری بیداد سے ای شاہِ حُسن
دونون زلفین کم نہین ہین افعی ضحاک سے

شوق لایا تھا ہمین ہم کس خوشی سی آے تھے
ہاے دل کتے چلے کوی بُتِ سفاک سے

صورتِ خورشید ہو جای سراسر زرد دُشمن
جسکو اُلفت ہو تمہارے روے آتشناک سے

جل نہ جای آسمان یہ رنگِ عشرت دیکھکر
ہنس رہے ہین گُل چمن مین بلبلِ غمناک سے

اہلِ بینش کے مکانمین شمع روشن ہو نہو
دل منوّر ہو فروغِ شعلۂ ادراک سے

ایک تیری سادگی مین ہین ہزارون خوبیان
خوشنما گُل ہی فقط نیرنگیِ پوشاک سے

زخمِ دامندار کھائے ہین جو ہاتھون سے ترے
چاکِ سینہ ہی مشابہ آستین کے چاک سے

بزم مین اسواسطے رکھتے ہین مُنھ پر نقاب
شمع جلتی ہی فروغِ روے آتشناک سے

محتسب دُرّے لگائے بھی تو کیفیت کے ساتھ
باندھ دے ہم میکشونکو دار لیست تاک سے

ناتوانی کا اثر باقی ہی بعدِ مرگ بھی
بیٹھ جاتا ہی بگولا اُٹھ کے میری خاک سے

یون تو ہین لاکھون ترے نخچیر ای صیّادِ خلق
اُنکی قسمت کھُل گئی جو بندہ گئی فتراک سے

خاکساری سے کرے حاصل علوِ مرتبت
اِسلیے انسان کو پیدا کیا ہی خاک سے

حضرتِ موسیٰ بہت نازان ہین شمعِ طور پر
ہان ذرا گھونگھٹ اُٹھانا روے آتشناک سے

۱۷۲	بخشدیگا جرم اُسکے روزِ حشر آمرزگار ہ ہی محبت جسکو ای طاہر شہِ لولاک سے	۱۴

اوٹھے جو رندِ میکدہ کو چھوڑ چھوڑ کے
شیشہ شہید ہو گئے سر پھوڑ پھوڑ کے

اے ابر میری اشک فشانی کو دیکھنا
یوں رونے والے روتے ہین جی چھوڑ چھوڑ کے

بازار مین یہ کسکی سواری کی دھوم ہے
آئینہ نکلے آتے ہین گھر چھوڑ چھوڑ کے

دھوکا جو یار کو دلِ عُشاق کا ہوا
آئینے پھینک پھینک دیے توڑ توڑ کے

یہ شمع بنکے کام نہ آئے مزار مین
رکھے تھے مینے داغِ جگر جوڑ جوڑ کے

یہ ساری باتین دل سے بناتا ہی نامہ بر
فقرے سُنا رہا ہی مجھے جوڑ جوڑ کے

جوہر ہمارے دیکھے ہین دربانِ یار نے
پتھر کو لعل کرتے ہین سر پھوڑ پھوڑ کے

اللہ سمجھے رشتۂ امیدِ وصل سے
تھک تھک گئے ہین ہاتھ میرے جوڑ جوڑ کے

یہ تازہ داغ اور دیا عندلیب کو
گلچین نے پھول پھینک دیے توڑ توڑ کے

صحنِ چمن مین محفلِ عشرت کی دھوم ہے
اطفالِ غنچہ بیٹھے ہین سر جوڑ جوڑ کے

مین عرصۂ جہان مین وہ افتادہ دست ہون
کرتا ہون چین پائے طلب توڑ توڑ کے

مانی بھی دنگ ہو یہ سراپا جو دیکھ لے
لکھے ہین مینے وصف ترے جوڑ جوڑ کے

اللہ رے سخت جانیِ عاشق کہ وقتِ قتل
خنجر جواب دے گئے مُنھ موڑ موڑ کے

۱۷۳ | طاہر غضب کیا گلِ عارض کی یاد نے
کانٹے جگر مین رہنے دیے توڑ توڑ کے | ۱۲

گُل نے جو کی برابری اُس نونہال کی
نہرین رواں ہوئین عرقِ انفعال کی

بازارِ زہد سرد رہے کیا مضائقہ
سرما مین گرم چاہیے بھٹی کلال کی

خورشید دن کو شب ہی مہتاب مستنیر
دن رات روشنی ہی رُخِ بیمثال کی

آنسو تھمے ہین ہجر مین اے رشکِ آفتاب
اب نکلو گھر سے فصل گئی برشگال کی

غرہ بتا کے شامِ جوانی چلی گئی
قدِ خمیدہ مین ہوئی صورت ہلال کی

خورشیدِ نیمروز کو چشمک ہی آپ سے
ای مہربان یہی تو ہی صورت ہلال کی

یادِ کمر ہے دل مین غمِ دو جہان نہین
ہی سارے آئنہ مین مگھہ ایک بال کی

لَو روز مین نہ دیر کر اے پیرِ میکدہ
بوتل اُٹھا دے جلد مَی پُرتگال کی

مجکو بتا کے راہ سدھارے وہ اپنے گھر
قمری کے ساتھ سرو گلستان نے چال کی

مشتاق ماہِ عید ہے ابرو دکھا بھی دو
طرکی ہی اس غریب نے راہ ایک سال کی

افسوس محوِ گیسوے پُرخم کو ہو نصیب
وہ قید جس مین قید نہو ماہ و سال کی

۱۷۴
طاہر جو زندگی ہے رہیگا یہ مشغلہ
لکھا کرینگے مدح پیمبر کے آل کی
۱۰

تیغِ ابرو کی صفت ای یارِ جانی یاد ہے
صاحب جوہر ہوئین شمشیر خانی یاد ہے

اپنے اپنے ڈھب کی بات ای یارِ جانی یاد ہے
جانستانی تمکو مجکو جانفشانی یاد ہے

سُنتے سُنتے پاؤن سو جائین مقدر کیطرح
شامِ غربت کی مجھے ایسی کہانی یاد ہے

ابرو سے پیوستہ اُنکے عقربِ جرارہ ہین
دشمنِ جان ہین انھین ایذا رسانی یاد ہے

تیرے گیسوے عرق آگین کی اُلفت مین مجھے
ابرِ نیسان کی طرح گوہر فشانی یاد ہے

غیر دین محفل مین شاید میرے شکوہ کا جواب
ای صنم تجکو تو عذرِ بیدہانی یاد ہے

وہ بھی کیا دن تھے کہ دل دیوانۂ گیسو نہ تھا
یون نہ آتی تھی بلاے ناگہانی یاد ہے

کیا کریگی مجھے بلبلِ باغ مین بحثِ فغان
میرے ہر نالہ کو دیوانِ فغانی یاد ہے

رعشۂ پیری نہین غصہ مین کانپ اُٹھتا ہون مین
بیوفائی تیری ای عہدِ جوانی یاد ہے

۰
رو رہا ہون طاہر اُس ابرِ کرم کی یاد مین

۱۷۵	دیدۂ گریان کو دریا کی روانی یاد ہے	۲۴
کعبہ مین ہی کہ بتکدۂ برہمن مین ہے		دل جسکو ڈھونڈھتا ہی وہ کس انجمن مین ہے
کیا انقلابِ دور سپہرِ کہن مین ہے		مین کوئی یار مین ہون نہ بلبلِ چمن مین ہے
کیا حالِ دل کہین وہ سکوت انجمن مین ہے		گویا زبان لال ہمارے دہن مین ہے
رخسارِ یار زلفِ شکن در شکن مین ہے		یا دن کی رات ہوگئی سورج گہن مین ہے
پہلو مین غیر بیٹھے ہین تو انجمن مین ہے		اندھیر ہے کہ چاند کا ٹکڑا گہن مین ہے
ناقص کو غم ہو کیا بجز اہلِ کمال کے		مینے سُنا نہین کہ مہِ نو گہن مین ہے
بالا ہی بامِ غیر وں کا جھرمٹ ہی صبح سے		دن ہی مگر وہ چاند کا ٹکڑا گہن مین ہے
تیرا ہی دم بھرینگے ہم اے غیرتِ مسیح		جب تک یہ جانِ زار ہمارے بدن مین ہے
او بجھا رہا جو دل تو کہا شانہ پھینک کر		کیسی گرہ یہ زلفِ شکن در شکن مین ہے
دل کیون نہ ٹوٹے شوخیِ تحریرِ یار سے		جو حرفِ مدعا ہی وہ خط کی شکن مین ہے
بیٹھے ہین پاؤن توڑ کے ہم کوئی یا و مین		فرہاد بیستون کیطرف قیس بن مین ہے
بلبل پہ اوس پڑگئی آئے خزان کے دن		وہ چہچہے کہان ہین او وہ اسی چمن مین ہے
داغِ جگر کی قبر مین پھیلی ہے روشنی		جلوہ اس آفتاب کا صبحِ کفن مین ہے
جاتے ہین دھوپ مین قدِ جانان کے شیفتہ		قمری کی قبر سایۂ سروِ چمن مین ہے
ملتا نہین ہی یوسفِ دل کا پتہ کہین		ناحق کنوئین جھکاتے ہو چاہِ ذقن مین ہے
کس کسکو تیرے قد نے دئے داغِ آتشین		شمشاد ہی کہ سروِ چراغانِ چمن مین ہے
غصہ مین تم نشانۂ دل کیا اوڑاؤگے		تیرِ نگاہ ٹیڑھے ہین بل بانکپن مین ہے
عیبِ جنون تو چھپ سکا تھا تمامِ عمر		اب شکر ہے کہ جسم کا پردہ کفن مین ہے

تازے خزان مین بھی گلِ داغِ جنون رہے
شاید سدا گلاب ہمارے چمن مین ہے

رنجش کمان بناؤ کیا جب سے یار نے
دل کی گرہ بھی زلفِ شکن در شکن مین ہے

دم بھر کو خارِ دشت قدم چھوڑتے نہین
کیون جائین ہم یہ قدر ہماری وطن مین ہے

ای حور پہنی ہے کفنی تیرے عشق مین
یا حلۂ بہشت ہمارے بدن مین ہے

یون تو سبھی سے دوست ہین سب سے ہے رسم و راہ
جس سے نہین ہے میل وہ غربت وطن مین ہے

۱۷۶ دعوے بے دلیل کرے کوئی کس لیے ۸
طاہر مزہ زبان کا اپنے سخن مین ہے

تُمنے صورت جو دکھائی دمِ زینت اپنی
آئنہ بھول گیا صاف حقیقت اپنی

نامۂ شوق جو لکھا ہے بُتِ مکتوب کو
ملگئی ہے خطِ ساغر سے عبارت اپنی

اِسطرح طالبِ نقدِ دل و جان ہوتے ہو
مانگتا ہے کوئی جسطرح امانت اپنی

محو اغیار نہ تھے جب تو یہی نقشہ تھا
آئنہ لیکے ذرا دیکھیے صورت اپنی

آج سویا ہے بُتِ ماہ جبین پہلو مین
وصل کی رات ہے بیدار ہے قسمت اپنی

چشمِ مشتاق کو ہے کحلِ جواہر کی تلاش
آپ دے ڈالئے خاکِ درِ دولت اپنی

سوزِ پروانے جو آآکے پڑھا کرتے ہین
رات بھر روتی ہے شمعِ سرِ تُربت اپنی

۱۷۷ شاعری ورثہ مین اللہ نے دی ہے طاہر ۱۷
یہی جاگیر ہے اپنی یہی دولت اپنی

تیرِ افگنو نہین شہری ہین ابرو کی شان کے
اوتری ہوتے نظر سے ہین چلّے کمان کے

آنکھو نہین گھر کرین کہ وہ ہون دلمین جلوہ گر
اب دیکھیے نصیب کھلین کس مکان کے

کی اسطرف نگاہ پڑے ابرو و نین بَل
چلّہ کھچا تو ملگئے گوشے کمان کے

ہوتا ہی خون تشنۂ دیدار کا ترے
نشتر کا کام کرتے ہین کانٹے زبان کے

نالون کے ساتھ آہو نکالتا نہین مزاج
ہین آج کل ہوا مین پھر ہرے نشان کے

تحفہ رقیب لائے تو ہین جل مرینگے ہم
بجلی گرائینگے یہ کرن پھول کان کے

تلوونکو خار دشت نے چلنی بنا دیا
آئے ہین کوی یار مین ہم خاک چھان کے

بوسہ لبونکا دیکے وہ کہتے ہین صاف صاف
کھاتے ہین گالیان بھی چٹوری زبان کے

اپنی بھی آرزو ہی کہ سر تن سے ہو جدا
قاتل کو حوصلے نہین امتحان کے

اعدا کے قرب سے نکرے خوف آدمی
بتیس دانت منھ مین ہین دشمن زبان کے

کیا کم ہین چھالے ہونٹونکے اے آہ آتشین
باز آئین نوک جھونک سے کانٹے زبان کے

جنگل کی دھوپ ہوتی ہی دن کو لباس تن
سوتا ہون شب کو چادر مہتاب تان کے

وعدہ کی شب قریب ہی لاکھے کی خیر ہو
ہونٹون پر انکے دانت ہین میری زبان کے

بیمار غم سے چشم سخنگو حضور کی
روداد دلکی کہتی ہی ہمدرد جان کے

سمجھا رہا ہی دلکو یہ کہکے شوق وصل
پچتائیگا ناصحون کی بات مان کے

روز ازل عطا ہوے غیرون کو وصل عیش
خالق نے غم دیا مجھے غم دوست جان کے

۱۷۸ طاہر خدا کے فضل سے جب معرکہ ہوا
مانند تیغ کھل گئے جوہر زبان کے ۱۶

بلاے جان ہی شب انتظار کیا میری
سحر تک آنکھ جھپکتی نہین ذرا میری

نگاہ بد سے مین کیا دیکھون دختر رز کو
وہ رند ہون کہ طبیعت ہی پارسا میری

بہار آنے دے اے باغبان ابھی کیا ہی
اسی چمن مین بندھیگی کبھی ہوا میری

زمین بھی ترے کوچہ مین سنگلاخ ملی
نمود خاک ہوا مانند نقش پا میری

صفائی اب نہین ہونیکی سادہ رووں سے
وہ آئنہ ہون کہ ممکن نہین جلا میری

جلاکے سوزِ غمِ ہجر خاک کردے گا
یہ ہڈیان نہین رہنے کی اے ہما میری

جو آج یار سے خالی رہے میرا پہلو
اثر کو منھ نہ دکھائے کبھی دعا میری

نہ دونگا قیس کو ہرگز لباسِ عُریانی
کسی غریب کے کام آئیگی قبا میری

نہ دیجیے مجھے بوسہ اگر نہو توفیق
فقیرِ حسن ہون سُن لیجیے صدا میری

گلونکے جسم توانا ہین پیرہن بھی ہین
بدن مین کانٹونکے ٹھیک آئیگی قبا میری

وہ رنج دوست ہون جسکو خوشی سے نفرت ہے
وہ غنچہ ہون کہ مسکتی نہین قبا میری

فغان کا کوی صنم مین جو مل گیا موقع
نچل کے بیٹھ گئی اور بھی صدا میری

بڑا یہ ڈر ہے مجھے ابتدائے الفت مین
کہ وقت پر کہین دھوکا نہ دے قضا میری

اثر سے جسکو تعلق نہین لگاؤ نہین
وہ ایک دل ہے ترا دوسری دعا میری

وہ اپنے کوچہ سے اُٹھوائین فرش کانٹونکا
کہ جانِ زار چلی ہے برہنہ پا میری

۱۷۹
یقین ہے مجھے طاہر کہ دین و دنیا مین
مدد کرینگے شہنشاہِ لافتا میری
۱۴

یون ضیا بخشِ دو عالم اُسکی یکتائی ہوئی
جیسے دو آنکھونکو کافی ایک بینائی ہوئی

جب انھین منظور خلوت مین خود آرائی ہوئی
آرسی منھ دیکھکر چشمِ تماشائی ہوئی

کوئی خوش رو مجکو قسم کہکر جلا سکتا نہین
ختم تیری ہی لبون پر کیا مسیحائی ہوئی

عشق مین اے جوششِ گریہ لٹے بیٹھے ہین ہم
آبرو باقی تھی وہ بھی نذرِ رسوائی ہوئی

حضرتِ زاہد تم آئے آستانِ یار پر
پیر و مرشد بندگی فکرِ جبین سائی ہوئی

چھوڑنا تنہا مریضِ عشق کو اچھا نہین
کیون نہین آتا ہے غش رخصت توانائی ہوئی

کل کی باتین وصل کی بھولے نہین وہ آج تک
اُنکی تیکھی چتونین اب تک ہین شرمائی ہوئی

وہ سیحا دیکھنے آیا ہے مجکو نزع مین
اب تو اولٹے پاون پھر جائے اجل آئی ہوئی

رکھدیا سینے دلِ روشن جو پیشِ آئنہ
عکس کو اُسنے سوا فکرِ خود آرائی ہوئی

یار اپنے گھر مرے دلمین تصور یار کا
تفرقہ باہم رہا کہنے کو یکجائی ہوئی

کوچۂ جانان مین بھی ہے سخت رنجِ انتظار
روزنِ در کی طرح آنکھین ہین پتھرائی ہوئی

ہاتھ ملتا ہون تمھارے در پر آیا کیلیے
سر پٹکتا ہون کہ کیون فکرِ جبین سائی ہوئی

رات پہلی وصل کی ہے دلبری مدِ نظر
شوخیان باتونمین ہین آنکھین ہین شرمائی ہوئی

۱۸۰	ہین میرے اشعار اے طاہر زبانِ خلق پر نعتِ احمد کی بدولت قدر افزائی ہوئی	۱۷

آشنا دریاے غم سے کیون دلِ غمخوار ہے
کشتیِ مے ہاتھ آئی ہے بیڑا پار ہے

بر ہمی آپسمین کیسی اے فراقِ یار ہے
دل سے مین بیزار ہون دل جان سے بیزار ہے

بحرِ خون سے کیا ڈرے پر اک تیغ یار ہے
ایک دو ہاتھونمین یہ بیڑا اُس پار ہے

اے شبِ غم عمر بھر سوتے تو کچھ کھٹکا نہین
پاسبانِ بختِ خفتہ دیدۂ بیدار ہے

دیکھ سینہ سے نہ کر پہلو تہی اے داغِ عشق
باغ سے جو پھول نکلا ہے گلے کا ہار ہے

خار بنکر کیون نہ اوجھے نشترِ مژگانِ یار
اے رگِ جان میری دلمین زخم دامنگیر ہے

یہ ہمارے سر چڑھانیکا سبب ہے اے پری
عرشِ اعلیٰ پر دماغ سایۂ دیوار ہے

میرے تلوون کا بیاہی خون اتنا دشت مین
لعل مچھلی کا ہے کانٹا جو زبانِ خار ہے

یہ نہ کہیے دینگے بوسہ ہم لبِ جان بخش کا
دیجیے دم اُسکو جسکو زندگی درکار ہے

ظلم کرنیکا بتون کو ہے بہت کچھ حوصلہ
یا الٰہی صبر تھوڑا سا مجھے درکار ہے

گرد بنکر زشتیِ اعمال چھائی ہو تو کیا
ایک چھینٹا ابرِ رحمت کا مجھے درکار ہے

ایک تجھسے درگزر کی ہو تو ایدل خوش نہو
رُخ کیا جب تیرِ مژگان نے جگر کے پار ہے

دھوپ سے اوٹھون تو کوی یار مین کہتا ہی ضعف
تھک نہ جانا کالے کوسون سایہ دیوار ہے

ایک ہی جلوہ سے دل سیراب ہو ممکن نہین
دیکھہ آئنہ کو ہر دم تشنۂ دیدار ہے

ہم رقیب آئنہ کو سمجھین کہ مہر و ماہ کو
جسکی آنکھین ہین تمھارا طالبِ دیدار ہے

کیا سبب ہے آرزوے قتل رہ آتی نہین
سنگدل تو ہی کہ آہن دل تری تلوار ہے

۱۸۱ | آبروے چشمِ تر طاہر ہوی کیا عشق مین
ہر لڑی اشکِ تلکی سلکِ گوہر شاہوار ہے | ۱۵

بوالہوس کون ہین مقتل مین ٹھہرنے والے
جان ہم دینگے بڑی آسے یہ مرنے والے

جائین وہ غیر کے گھر ہم بھی ہین مرنے والے
ماتمی پہننگے پوشاک نکھرنے والے

آج زلفون کی بلا کرتے ہین مجھپر نازل
اپنے سایہ سے جو کل ڈرتے تھے ڈرنے والے

بھیڑ ایسی ہو کہ میلا سا لگا ہے سرِ قبر
آج بھی کیا نہین آئینگے نکھرنے والے

آہوے چشمِ غضبناک یہ کیا ہین اُنکے
شیر تک ہمنے تو دیکھے ہین بپھرنے والے

آئنہ سامنے رکھدے مہ کامل اپنا
چاندنی رات مین نکھرینگے نکھرنے والے

سر اوتارو تو ہون آزاد اسیرِ غمِ عشق
یون نہین طوقِ گلوگیر اوترنے والے

آج معلوم ہوا ہجر مین جانبازون کو
کبھی بے موت بھی مرجاتے ہین مرنے والے

دل کے ہین سخت پر یزاد عمل کون پڑھے
ایسے پتھر نہین شیشہ مین اوترنے والے

اپنے بیمارون کو کیا تمنے دکھائین آنکھین
چشمِ بد دور ہرن ہوگئے مرنے والے

گیسوے تنگ تو بڑھین پاؤن کی زنجیر نہین
خود گرفتار ہون آزاد نہ کرنے والے

سمجھے ہین آئینۂ صبح کو بھی دل میرا
سُوکے اوتھے ہین تو بگڑے ہین سنورنے والے

تجھسے اے شامِ جُدائی ہو کسیطرح نجات
باندھ لین تجکو بھی جوڑے مین سنورنے والے

جانتے ہین کہ ترے ناز اُٹھائیگا کون
اِسلیے موت کو دم دیتے ہین مرنے والے

۱۸۳
اپنے احباب سے جی بھر کے ملین کیا طاہر
چار دن بھی نہین کمبو مین ٹھہرنے والے
۱۷

خانہ آباد چلے جی سے گزرنے والے
خاک چھانین ترے کوچہ کی ٹھہرنے والے

تجھسے کرتے ہین وصیت یہی مرنے والے
یاد رکھنا ہمین اور یاد نہ کرنے والے

ڈر گئے دیکھکے جانباز ونکو ڈرنے والے
یہ سبب تھا کہ نہین دیکھے تھے مرنے والے

دلِ صد چاک کا شانہ تو بنا لو پہلے
یون نہین گیسوے پُرپیچ سنورنے والے

رات تھوڑی رہی لفین ابھی بنتی ہین وہان
دیر کرتے ہین کہ اندھیر نکھرنے والے

خونِ ناحق بُتِ کم سن جو کیا کرتے ہین
کیا خدا سے بھی نہین ڈرتے ہین ڈرنے والے

کشتۂ دل جو سلامت ہو تو انشا اللہ
بال باندھے چلے آئینگے نکھرنے والے

قلزمِ عشق مین ساحل کی نہ دیکھی صورت
ڈوبے منجھدھار ہی مین پار اوترنے والے

کوے قاتل ہو گزرگاہ ٹھہرنا کیسا
پاون پھیلاتے ہین کسواسطے مرنے والے

اِن پریزادون کے کیا ناز اُٹھائے جمنے
اور سر چڑھ گئے شیشہ مین اوترنے والے

ہمکو گردش نے بھی پیسا تو بنینگے سُرمہ
اور ہونگے تری نظرون سے اوترنے والے

منتون پر بھی وہی ایک نہین لاکھ نہین
واہ رے وصل کا اقرار نہ کرنے والے

موجزن خون ہو آبِ دمِ شمشیر بھی ہے
دیکھین کب گھاٹ اُترتے ہین اوترنے والے

زیرِ دیوار ہین عشاق خدا خیر کرے
کہین ٹھنڈے نہون سایہ مین ٹھہرنے والے

جاتے ہین غیر کے گھر راہ بتاتے ہین مجھے
کیسے اوڑتے ہین پری بنکے سنورنے والے
سخت جانی کا ہی باعث نہین اے غیرتِ عشق
حشر تک مُنھ نہ دکھائین اُنھین مرنے والے

۱۸۳
دوڑ کر راہِ محبت مین نہ چلنا طاہر
مُنھ کی کھاتے ہین کبھی حد سے گزرنے والے
۱۴

کیون ہوئی رفتہ رفتار کہ آفت آئی
کیسلیے ٹھوکرین کھانیکو قیامت آئی
پر تو یار سے چمکے بھی مہ و مہر تو کیا
تجھ مین کچھ روشنی اے کوکبِ قسمت آئی
دل جلاتے رہے بیمارِ وفا پر عیسے
مہرِ تابان کی طرح روز حرارت آئی
میری تسکین کو دمساز رہا ایک ایک
دلِ غمگین سے تمنا گئی حسرت آئی
تھا اثر ہونٹونکے بوسہ مین جو یا قوتی کا
اے مسیحا ترے بیمار مین طاقت آئی
ربط رکھتے ہو اُسی غیرِ بد اطوار سے تم
جس سے ملتے ہوئے غیرت کو بھی غیرت آئی
عشقِ رُخسار مین صورت متغیر جو ہوئی
آئینہ لیکے میرے سامنے حیرت آئی
اور کسکو ملے ایسے درمِ داغِ جنون
شکر ہے میرے ہی حصّہ مین یہ دولت آئی
دیکھنے کے لیے بیمارِ تپِ ہجران کے
تجھسے اے پیکِ اجل پہلے نقاہت آئی
تو شکم سیر ہوا نعمتِ دُنیا سے تو کیا
روح کم زور ہوئی جسم مین طاقت آئی
طالبِ نقدِ وفا جان کے دشمن ہی رہے
روز آفت اِسی دولت کی بدولت آئی
نالۂ نیم شبی تا لبِ بام آ پہونچے
جاگ اے فتنۂ دوران کہ قیامت آئی
تا یقین آے کہ گیسوی بُتان سے نہین میل
جامہ کعبہ کا پہنکر شبِ فرقت آئی

۱۸۴
منع کرتے تھے ہمین عشقِ بُتان سے طاہر
اَب تو سُنتے ہین کہ اُنکی بھی طبیعت آئی
۱۵

کوچۂ یار مین کیا جائین محبت والے
اُنگلیان اوٹھتی ہین وہ آئے مصیبت والے

زلفِ شبرنگ مین رخسار چھپا لیتے ہین
داغ دیتے ہین مجھے چاند سی صورت والے

یہ تمنّا ہے یہ حسرت ہے کہ پُتلی بنکر
میری آنکھونمین رہین سانولی صورت والے

اِن بُتون نے مجھے کیا زیر مین آنے دیا
راہ کعبہ مین بتاتے ہین شریعت والے

شمع و گُل کو رُخِ زیبا نہ دکھاؤ اپنا
ڈوبے جاتے ہین پسینے مین ندامت والے

فصلِ گل آئی ہے جس وزسے ہے پیرِ مُغان
اینڈتے پھرتے ہین باغونمین ترے متوالے

کیا شبِ غم بھی بسر ہوگی گرانجانی سے
جھیل جائینگے یہ آفت بھی مصیبت والے

رنج اگر ہو تو کہان تیغ بکف پھرتے ہین
ہاتھ مجھپر نہ کرین صاف کدورت والے

اے فلک شوق سے اب کوہِ الم ٹوٹ پڑے
سر جھکائے ہوے بیٹھے ہین مصیبت والے

رحم اے خوئے گلوگیر کہ دم رُکتا ہے
کہین گھُٹ گھُٹ کے نہ مرجائین مصیبت والے

آبرو کے لیے کرتے نہین دل کا کہنا
جان کو جان سمجھتے نہین غیرت والے

طعنے مجرنکو دیتے ہین گرانجانی کے
کیا چھڑکتے ہین نمک سانولی صورت والے

نقدِ جان کے ہو طلبگار تو لو بسم اللہ
دل کو کیا مال سمجھتے ہین محبت والے

دل سے جاتی ہے کہین کوئی بُتان کی اُلفت
مجکو بھکائین نہ للّٰلہ شریعت والے

۱۸۵	درمِ داغِ محبت کی بدولت طاہر ہم بھی مشہور زمانہ مین ہین ثروت والے	۱۵

آج تو دل کے کرای تیغ نظر دو ٹکڑے
دیکھین لوہے کی بھی ہوتی ہے سپر دو ٹکڑے

آنکھ غصّہ کی جو رندونکو دکھادے ساقی
ہاتھ سے گرکے ہو جام مُترد دو ٹکڑے

وصل کی شب تری آواز جُھکی بنتی ہے
ہلکے ہوجاتے ہین اے مُرغِ سحر دو ٹکڑے

سخت محجوب ہونمین اپنی گرانجانی سے
چار ہاتھونمین ہوئی تیغ دوسر دو ٹکڑے

اُنسے کہدو کہ ہین دیدار کی بھوکی آنکھین
دو فقیر آئے ہین ای رشکِ قمر دو ٹکڑے

رحم ای قاتلِ بیدرد یہ ایذا کب تک
نیمجان چھوڑ چلا ہی مجھے کر دو ٹکڑے

کیون لڑے مرتے ہین میرے جگر و دل دونون
اِس کشاکش مین نہو تیرِ نظر دو ٹکڑے

قتل کرتا تو ہی وہ تُرک گرانجانون کو
کیا تماشا ہو جو ہو تیغ دوسر دو ٹکڑے

دیکھتے کیا ہو اُنھین اور رُخِ روشن کو
کسی آئینہ کے ہین شمس و قمر دو ٹکڑے

دونون رخسارونمین بنبی کا اشارہ یہ ہے
دیکھہ لے جسنے نہ دیکھا ہو قمر دو ٹکڑے

بیٹھ جائیگا کسی سمت خدنگِ قاتل
دونون پہلو مین رہے ہو کے جگر دو ٹکڑے

مژدہ ای حضرتِ دل فصلِ بہار آپہونچی
دیکھتے کیا ہو گریبان کے کر دو ٹکڑے

دونون رخسار و نگار رہتا ہی تصوّر دل مین
میری جھولی مین ہین ہین اے رشکِ قمر دو ٹکڑے

ابر گیسو مین کہان چھپ گئے رخسار ترے
مہ کامل کے ہین ای یار کدھر دو ٹکڑے

۱۸۶
مین ہون اُسکے درِ دولت کا فقیرِ طاہر
ہوگیا جسکے اشارہ سے قمر دو ٹکڑے
۱۵

بال بکھرے ہین رُخِ پُرنور کیونکر دیکھیے
زلفِ مشکین رنج دیتی ہی سراسر دیکھیے

جان دیتا ہی تڑپ کر کوئی کیونکر دیکھیے
آیئے سرکار دروازہ کے باہر دیکھیے

حضرتِ دل خاک کوئی یار ملتی ہی کسے
ملگیا ہی قسمتون سے مجکو ابتر دیکھیے

ابر باران ہی ہوا پر اور قلزم جوش زن
پانی کس پر پھیرتے ہین دیدۂ تر دیکھیے

الحذر تیری درازی ای شبِ ہجرِ فراق
جلوہ گر ہوتی ہی کب تک صبح محشر دیکھیے

رو رہا ہون کیا عجب ہے وصلِ جانان ہو نصیب
اشکِ تر دھوتے ہین تحریرِ مقدر دیکھیے

غیر کی آنکھونمین گھر ہی کیون نہو محرم ہم
سات پردونمین وہ رہتے ہون تو کیونکر دیکھئے

میری جانب سے غبار اچھا نہین اچھا نہین
آئنہ دل کا نہو جاے مکدر دیکھئے

ختم ہونگے کسطرح اوصاف خالِ مشکبو
ایک نقطہ کا ہوا ہی ایک دفتر دیکھئے

وصل مین ہوتی ہین باتین رنج کی یا صلح کی
آپ لڑتے ہین کہ لڑتا ہی مقدر دیکھئے

نیند ہی آتی نہین جب سے شبِ فراق
خواب مین اُس یوسفِ ثانی کو کیونکر دیکھئے

آپ آئے رشکِ قامت نے قیامت کی بپا
باغ سے لپٹے ہوئے سرو صنوبر دیکھئے

بزم مین اُنکا اشارہ ہی رہے نیچی نگاہ
شوق کہتا ہی کہ آنکھون سے برابر دیکھئے

مین وہ لاغر ہون کہ مجھپر آتی ہی ہنسی
قہقہہ دیوار ہے ہر تارِ بستر دیکھئے

۱۸۷ حشر مین طاہر وسیلہ اپنی بخشش کا ہوا
کام آئی مدحتِ آلِ پیمبر دیکھئے ۱۸

واہ کیا برگشتہ قسمت ہوگئی
نقشِ حب لکھا عداوت ہوگئی

ناتوان ہوکر اوٹھائین کسکے ناز
نازک اپنی بھی طبیعت ہوگئی

یار رو یا آکے میری قبر پر
چشمِ گریان ابرِ رحمت ہوگئی

ہم ہوئے کیا یار کے در کے فقیر
اور شاہانہ طبیعت ہوگئی

گو چھپائی رنجشِ دل یار نے
لیکن آئینہ کدورت ہوگئی

کھینچے وہی بہزاد نے تصویرِ یار
کچھ دنون جینے کی صورت ہوگئی

شکر ہے مینے نہ دیکھی صبحِ وصل
جانِ محزون پہلے رخصت ہوگئی

دم نہ ٹوٹا ناتوانِ عشق کا
جان کنی کو ایک مدت ہوگئی

شمع سان کہتا نہین مین دل کا حال
مجکو خاموشی کی عادت ہوگئی

بل جو پایا ابرو ے خمدار کا
نیکھی چتون اور آفت ہوگئی

اُسنے دیکھا آئنہ مینے اُسے
مجکو سکتہ اُسکو حیرت ہوگئی

مٹ گئے ہم عشق مین اے سیمتن
مفلسی تیری بدولت ہوگئی

کیون نہین گھٹتی شب تا روز فراق
یہ بھی کیا میری مصیبت ہوگئی

وعدۂ فردا کا غم کشتون کو کیا
آنکھ جھپکائی قیامت ہوگئی

تلخیِ غم کا بُرا ہو یا خدا
زندگی تک بیحلاوت ہوگئی

ہم وہ تھے بدنام اے پردہ نشین
جسکو چاہا اُسکی شہرت ہوگئی

خاک مین مجکو ملاکر تھک گیا
آسمان کی پست ہمت ہوگئی

۱۸۸ | یہ بھی طاہر کو دعا دے اے بتو
بات کرنے کی لیاقت ہوگئی | ۱۱

جب وہ اٹھکھیلیون سے جانب گلزار چلے
سرو کیطرح تنے کبک کی رفتار چلے

بڑھ گئی شوق شہادت مین جو بیتابی دل
چال بسمل کی تمھارے جگر افگار چلے

زلف کچھ اور رہی بل کرنے لگی ہے ہم سے
رفتہ رفتہ کہین ناگن کی سی رفتار چلے

اے جنون قید محبت سے چھڑا دے مجکو
بیڑیان پاون کی کٹ جائین گنہگار چلے

شکر ہے ہو گئی آسان رہ ملک عدم
تیری تلوار کے سایہ مین گنہگار چلے

مفت مین لٹ گئے ہم واہ رے قسمت کی بدی
تجسے چوسر بھی نہ کھیلے تھے کہ دل ہار چلے

چھٹ رہے ہوالہوس آگے نہ بڑھے مقتل مین
جان دینے کو وفادار وفادار چلے

تجکو تقلید سے کیا بحث ہے اے سرو خرام
تیری جو تی بھی دھاوس کی رفتار چلے

لے لیا دیکے جو نقد دل و جان مینے انھین
ہاتھ ملتے ہوئے یوسف کے خریدار چلے

دردمندانِ محبت کی تمنا یہ ہے ؎		سر پر آرے کے بطرحِ یار کی تلوار چلے
۱۸۹	بیحسون کو بھی مرے مرنیکا غم ہی طاہر روتے ہین دیدۂ جوہر کہ وفادار چلے	۲۰

جو دیکھی بے نیازی انتہا کی — بتون سے پھر گئی خلقت خدا کی
یہ صورت ہی ہمارے خونبہا کی — کہ جیسے کچھ نہین قیمت حنا کی
ہوئی خلخالِ پا ہی دوست بدنام — قیامت میرے نالون نے بپا کی
تری دیوار کے سایہ مین آئے — سعادت ہو جو قسمت مین ہما کی
دلِ آشفتہ میرا کیسلیے ہی — پریشان ہو بلا زلفِ دوتا کی
الٰہی سبزۂ عارض کو اُنکے — تمنا ہی رہے نشو و نما کی
کبکا خط گرہ مین باندھ لون مین — کہین قسمت کھلے بندِ قبا کی
عبث ہی اُس سے امیدِ ترحم — قسم کھائی ہی ظالم نے وفا کی
عدو کا بھی رہا مین طالبِ خیر — دعا جب مجھسے کی مینے دعا کی
بدن پر ہے غبارِ دشتِ وحشت — کہ رنگِ رختِ عریانی ہی خاکی
وہ آنکھین ہین ہماری جنکے آگے — گھٹا ساون کی بھی پانی بھرا کی
دیئے بیمارِ غم کو داغ آخر — دوا کی میری جیسے نے تو کیا کی
دھواں بنکر رولائیگی کسیکو — یہ دودی جنس ہی بیمارِ وفا کی
بتون کو اس سے کیون محروم رکھا — کمی تھی یا الٰہی کیا وفا کی
نہ اوٹھین بے مٹے در سے تمہارے — کہان سے لائین قسمت نقشِ پا کی
بتادے گا عدم کا راستہ ناز — دکھادیگی ادا صورت قضا کی

وہ جلوہ مانعِ دیدار ٹھہرے — غش آجائے ہین قدرت خدا کی
اسی کے منتظر بیٹھے تھے میخوار — وہ بادل آگیا رحمت خدا کی
دمِ آخر سنا یا مژدۂ وصل — دعا کا وقت آیا جب دوا کی

۱۹۰ — وسیلہ اپنی آمرزش کا طاہر محبت ہی رسولِ کبریا کی — ۱۵

آنکھین جو لڑائی ہین بتِ صید فگن سے — دیوانون کو وحشت ہی غزالانِ ختن سے
مطلب نہ گلون سے نہ سروکار چمن سے — الفت دلِ شیدا کو ہی اُس غنچہ دہن سے
لے تیرے ہی کوچہ مین ڈھئی دیتے ہین ہم بھی — اے بیخودی عشق نکلتے ہین وطن سے
تیرے رُخِ رنگین کی جو یاد آگئی ہم کو — پھولون کے عوض لیکے چلے داغ چمن سے
صدشکر خفا دیکھ کے اُنکو دمِ تزئین — بُل چھین لیے زلف نے ماتھے کی شکن سے
ہونٹون کو ترے دیکھکے کہتے ہین مبصّر — یاقوت کے یہ نگ ہین کھرے لعلِ یمن سے
ہم پستیِ تقدیر کا شکوہ کرین کس سے — دل ڈوب کے نکلا نہ کبھی چاہِ ذقن سے
مدفن کے لیے کوچۂ جانان مین زمین دے — اِتنی بھی تو امید نہین چرخِ کہن سے
ہی جوشِ جنون کی جو یہی دست درازی — ہم ہاتھ اوٹھا بیٹھینگے دامانِ کفن سے
ہی کانِ جواہر دہنِ تنگ کسی کا — موتی کیطرح دانت ہین لب لعلِ یمن سے
وہ مہروش آئیگا تو ہوگی یہ ندامت — اوڑجائیگا شبنم کیطرح رنگ چمن سے
اس نازکی رفتار نصیب اُنکو کہان ہے — او بھجے تری پاپوش غزالانِ ختن سے
عاشق جو غمِ ہجر مین دم توڑ رہے ہین — کیا دلشکنی ہوگئی اُس عہد شکن سے
غیرون سے اشارون مین ہوا کرتی ہین باتین — یہ بات نئی سیکھی ہی آنکھون نے دہن سے

۱۹۱	اشعار میرے داد کے قابل ہون تو دین داد طاہر کی یہی عرض ہے اربابِ سخن سے	۹

سامانِ بزمِ عیش رہے جشنِ جم رہے — یون رہتے ہین جہانمین جسطرح ہم رہے
کہہ دین تمھارے کوچہ مین کسطرح ہم رہے — پامال ہو کے صورتِ نقشِ قدم رہے
مژگان کا عشق حضرتِ دل جان بوجھ کر — اچھا ہوا نشانۂ تیرِ ستم رہے
نامِ خدا جو ہاتھون مہندی لگائی ہے — خونِ شہیدِ ناز بھی زیبِ قدم رہے
چاندی ہی اُسکی جوتی کے کوچہ مین جان کے — اکسیر ہے وہ خاک جو زیرِ قدم رہے
دستِ نازنین کے طلبگار ہم نہین — آزاد ہین اِدھر بھی نگاہِ کرم رہے
رائج کسیطرح نہوئے مُلکِ حسن مین — یہ داغ ہی کہ داغ بھی کھوٹے درم رہے
کیا بحرِ فکر سے دُرِ مضمون نکالئے — جوہر شناسِ شعر زمانہ مین کم رہے

۱۹۲	فکرِ رسا نداد نشان از دہانِ یار طاہر نیافتیم بملکِ عدم رہے	۹

بیتاب ہجر مین یہ دلِ رنجدیدہ ہے — شرمندہ جسکے سامنے برقِ طپیدہ ہے
گریان وہ ہون کہ دیدۂ گریان کے سامنے — قُلزم بھی ایک قطرۂ اشکِ چکیدہ ہے
ہر شاخِ گل بنی ہی سنان ہجر یار مین — سولی مجھے صنوبرِ قامت کشیدہ ہے
خاموش ہین جو وہ میرے نامہ کو دیکھکر — گویا جوابِ خطِ سخنِ ناشنیدہ ہے
نادار ہون مگر وہ قناعت پسند ہون — گوہر مری نگاہ مین اشکِ چکیدہ ہے
وہ شام کو نہ آئے جو گلگشت کے لیے — ہر گل برنگِ صبح گریبان دریدہ ہے
پیدا ہوئے ہین غم کے لیے ہم جہان مین — دنیا کا غم ہمارے لیے آفریدہ ہے

ای چشم تر یہ تونے کیا کیا کہ الحفیظ		سارا جہان کشتیِ طوفان رسیدہ ہے

۱۹۳	طاہر طفیل احمدِ مختار حشر میں ؎ ہونگے گناہ عفو یہ اپنا عقیدہ ہے	۱۰

زمانہ سے تری ای رشکِ گل صورت نرالی ہے
وہن غنچہ ہی گل عارض ہین قد پھولونکی ڈالی ہی

صفت لکھی ہی قد کی شاخ باتونمین نکالی ہی
جو مصرع ہی میرے دیوان کا پھولونکی ڈالی ہی

شبِ فرقت مین رہتا ہی تصور شمع رویون کا
دلِ سوزان نہین پہلو مین فانوسِ خیالی ہی

نہ تمکو رحم آتا ہی نہ انکا کوئی پرسان ہی
مریضان محبت کا بتو اللہ والی ہے

دہن درج جواہر ہونٹھ ہین لعلِ بدخشانی
ترے دانتونکی سبتی ہی یا سلکِ لآلی ہی

دل و دلبر کی فرقت مین نہ تو بگیا ہو نمین
میرا سینہ بھی خالی ہی میرا پہلو بھی خالی ہی

خدا کی شان ای ساقی تری آنکھونکی ساغر مین
صراحیِ گلو کیا نور کے سانچے مین ڈھالی ہی

تصدق ہر قدم پر عاشقِ جانباز ہوتے ہین
ہلالِ نعل تو سن ہی کہ شمشیرِ بلالی ہے

فراقِ یار مین اژدر بنا ہے تار بستر کا
ہمارے واسطے شیرِ نیستان شیر قالی ہی

۱۹۴	نہین ہی میرے پہلو مین جو وہ ابرِ کرم طاہر سمومِ گرم سے بدتر ہوائے برشکالی ہے	۹

وہ دوڑ کر نہ چلین جسم زار باقی ہے
ابھی اوجھنے کو دامن سے خار باقی ہی

بچھی ہین راہ مین آنکھین مین کیا کرون سجدہ
کہین بھی نقشِ قدم ای نگار باقی ہی

بھڑک رہی ہی کہین آگ جل رہا ہی کوئی
جگر مین سوز ہی دل مین بخار باقی ہی

وہ آبلے کہ جو آنکھین بچھائین زیرِ قدم
اُنھین سے نوک کی لینے کو خار باقی ہی

اخیر دور بھی تھا خوب آگیا زاہد
ابھی سبو مین می خوشگوار باقی ہی

بڑھا چکے ہین میرے سوگ مین وہ سب یور
گلے مین اشکِ مسلسل کا ہار باقی ہے

فلک کو ایک ہی نالہ مین آگیا چکر
ابھی تو آہِ دلِ بیقرار باقی ہے

وہ زار ہون کہ نہ سمجھا مین وقتِ جامہ دری
یہ ہاتھ ہے کہ گریبان کا تار باقی ہے

۱۹۵

نہ کی کسی نے توجہ تو یاس کیا طاہر
ابھی عنایتِ پروردگار باقی ہے

۱۱

دل لیکے ستم کرتے ہو کچھ دھیان نہین ہے
یہ عہد یہ اقرار یہ پیمان نہین ہے

باقی ہین سب اعضاے بدن جان نہین ہے
پریان تو ہین موجود سلیمان نہین ہے

محفل مین حسینون کی یہ حیرت ہوئی طاری
دل کسکو دیا ہمنے یہ کچھ دھیان نہین ہے

اے قیس نہ رکھ پاے طلب دشتِ وفا مین
کچھ خیر ہے یہ نجد کا میدان نہین ہے

ظاہر مین ہو تقوی ابتِ پندار ہو دل مین
اے زاہد و بندہ کا یہ ایمان نہین ہے

کہتے ہین کسی دوست کسے کہتے ہین دشمن
دیوانہ ہون مجکو تو یہ پہچان نہین ہے

اے گل ترے دیوانون کی ہے وضع نرالی
ثابت ہے جو دامن تو گریبان نہین ہے

کیون محوِ رخِ یار نہین ہے دلِ زاہد
یہ آئنہ کیسا ہے کہ حیران نہین ہے

جسکے نہ اوڑین فصلِ بہاری مین بھی ٹکڑے
وہ ہار گلے کا ہے گریبان نہین ہے

ارباب صفا کو ہے تکلف سے غرض کیا
آئینہ کے گھر کا کوئی دربان نہین ہے

۱۹۶

طاہر یہ پریشانیِ خاطر کا سبب ہے
شاعر تو ہین لیکن کوئی دیوان نہین ہے

۱۰

در دِ زبان جو نعت رسولِ خدا کی ہے
احسنت کی ہے دھوم صدا مرحبا کی ہے

تعریف نظمِ خندۂ دندان نما کی ہے
شعر و نمین میرے آب دُرِ بے بہا کی ہے

چشمِ سیہ کو سُرمہ کا دنبالہ چاہیے
بیمار گو جوان ہو حاجت عصا کی ہے

کیا جل رہا ہون گرمیِ جورِ بتان سے مین
تو میرے دل مین آتشِ سنگِ جفا کی ہے

مینے تو دل چُرانے کا دعویٰ کیا نہ تھا
بندھوائے تیرے ہاتھ یہ شوخی حنا کی ہے

بندون کا بھی عروج ہی کیا کیا جہان مین
سب بے نیاز ہو گئے قدرت خدا کی ہے

اے بحرِ حسن جیتے ہین مُردے دمِ خرام
رفتار موج چشمۂ آبِ بقا کی ہے

اِسکا ملال کیا ہے کہ حسن و فا نہین
بے عیب ذات اے بُتِ نادان خدا کی ہے

باتون مین ٹالتے ہو بتو وعدۂ وصال
بندے کو فقرے دیتے ہو قدرت خدا کی ہے

۱۹۷
جب سے دیارِ عشق مین آئے علیل ہین
طاہر یہ نا موافقت آب و ہوا کی ہے
۱۵

ڈسنے کو بات بات مین تیار ہو گئے
رسّی کا سانپ گیسوے خمدار ہو گئے

زنجیرِ زلف چھو کے گنہگار ہو گئے
ہاتھ اپنے ہتھکڑی کے سزاوار ہو گئے

شمس و قمر بھی تابعِ سرکار ہو گئے
دونون کے دونون آئنہ بردار ہو گئے

مجھسے تو دشمنون کو بھی ہی فیض اے جنون
دیکھ آبلون کو تاجِ سرِ خار ہو گئے

بیمارِ غم کو دیکھکے سکتہ مین ہین طبیب
کیسا علاج آپ ہی بیمار ہو گئے

کھٹکے عدو کی آنکھ مین کیا کیا تمامِ عمر
سینہ کے داغ گُل نہوئے خار ہو گئے

تن عاشقون کے دایرۂ کائنات ہین
ایسے گھٹے کہ نقطۂ پرکار ہو گئے

جب کوئی حوصلہ نہ رہا جور و ظلم کا
قاتل میری وفا کے ستمگار ہو گئے

غیرون کے دلمین عارضِ روشن کا دھیان ہے
ظلمتکدے بھی مطلعِ انوار ہو گئے

بوسہ بھی دو لبون کا تو بیمارِ غم نہ لین
ایسے دوا کے نام سے بیزار ہو گئے

جن موتیون نے کی تری دانتون سے ہمسری — مثل دُرِ سرشک وہ بیکار ہو گئے
کسنے یہ شب کو جلوۂ عارض دکھا دیا — مہتاب سے چکور بھی بیزار ہو گئے
ہمکو یہ دُکھ ہے یار کی آنکھین ہین ناتوان — اپنی خبر نہین ہے کہ بیمار ہو گئے
ہم کیا ہین چال دیکھکے دل جنکے سنگ تھے — ایسے پسے کہ خاکِ رہِ یار ہو گئے

۱۹۸ — طاہر ہوئی جو دورِ جزا مجھسے باز پرس — میرے شفیع احمدِ مختار ہو گئے — ۶

دل عاشقِ شمعِ رُخِ جانانہ ہوا ہے — میرا خطِ قسمت پرِ پروانہ ہوا ہے
خط زینتِ رخسارۂ جانانہ ہوا ہے — کیا رونقِ گل سبزہ بیگانہ ہوا ہے
کب تک تری زلفونکو ہم آنکھو سے بنائین — شل پنجۂ مژگانکی صفت شانہ ہوا ہے
ہے دل مین تصور در دندانِ صنم کا — سینہ صدفِ گوہرِ یکدانہ ہوا ہے
سُن لی ہے میرے پیرِ مغان کی جو سخاوت — زاہد بھی گدائے درِ میخانہ ہوا ہے

۱۹۹ — طاہر ترے اشعار پسند آئینگے کسکو — کیون فکر کیا کرتا ہے دیوانہ ہوا ہے — ۱۲

دمِ نظارہ میری طرح جو بینا ہو جائے — آنکھین آئینہ کی کھل جائین تماشا ہو جائے
جلوہ گر ون کو جو وہ چاند کا ٹکڑا ہو جائے — مہرِ تابان ہمہ تن چشمِ تماشا ہو جائے
تیرے گیسو کا زمانہ کو جو سودا ہو جائے — طوق کا قحط ہو زنجیر کا توڑا ہو جائے
نوشدارو کا اثر رکھتے ہین بوسے جنکے — وہ مجھے زہر بھی دیدین تو گوارا ہو جائے
وہ ترے سامنے کیا جانے پلک جھپکانا — صورتِ آئنہ جو محوِ تماشا ہو جائے
بیخودی رہنے دے اپنے ہی درِ دولت پر — کہین دُنیا مین ہمارا بھی ٹھکانا ہو جائے

جلوۂ عشق جلا کر اُسے سُرمہ کر دے — اور آفت ہو جو پتھر دلِ شیدا ہو جاے
اَب یہ حسرت ہی کہ ارمان نکلنا معلوم — جان ہی تن سے نکل جاے تو اچھا ہو جاے
نہ پڑھا جاے خطِ غیر اُنہی اُن سے — میری تقدیر سے تقدیر کا لکھا ہو جاے
شوقِ دیدار ہی ایدل تو کہان کا فردا — نالے وہ کر کہ قیامت ابھی برپا ہو جاے
ہاتھ رکھتے نہین وہ میرے دلِ سوزان پر — کہ مبادا یہ ہتھیلی کا پھپولا ہو جاے

۲۰۰ — مین قدِ یار سے تشبیہ اگر دون طاہر — مرتبہ سروِ گلستان کا دوبالا ہو جاے — ۱۰

ای حضرتِ دل جب سے میری آنکھ لڑی ہے — کیا عرض کرون جان کس آفت مین پڑی ہے
کس طرح بسر ہو گی شبِ ہجر الٰہی — ایک ایک گھڑی جسکی قیامت کی گھڑی ہے
وہ بادشہِ حسن ہی مین بے سروسامان — اللہ کی قدرت ہی کہان آنکھ لڑی ہے
مین جب سے تری زلف کے پھندے مین پھنسا ہون — گردن مین رسن پاؤن مین زنجیر پڑی ہے
اللہ سے طالب نہین مین اور کسیکا — ملجاے وہ بُت جس سے میری آنکھ لڑی ہے
تم دیکھنے آتے ہو نہ موت آتی ہی مجکو — ایجان کس آفت مین میری جان پڑی ہے
بیمارِ محبّت نے ابھی یاد کیا تھا — خوب آگئی ای موت تری عمر بڑی ہے
یہ بھی میری تقدیر کہ پھر بھی وہ خفا ہین — ماتھے کی شکن بیچ مین مُدّت سے پڑی ہے
تلوار ذرا رُک کے چلے میرے گلے پر — جلّاد سے دم بھر کے لیے آنکھ لڑی ہے

۲۰۱ — طاہر کی خبر لیجیے یا حیدرِ کرار — صحت ہو اسے جلد کہ تکلیف بڑی ہے — ۱۱

صورت دکھائی دی صنمِ بیحجاب کی — اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی

اُس بحرِ حسن کا جو لبِ جُو نہین گذر ہے
روتی ہین پھوٹ پھوٹ کے آنکھین سحاب کی

لیجا کے میری خاکِ لحد کوے یار مین
کیسی ہوائے شوق نے مٹی خراب کی

ذوق اُسکو میکشی کا ہوا حضرتِ مسیح
اب خیر مانگئے قدحِ آفتاب کی

مین رو رہا ہون عارضِ رنگین کی یاد مین
نہرین رواں ہین صحنِ چمن مین گلاب کی

گھائل ہوئے ہین ہم تری ترچھی نگاہ سے
برچھی لگی ہے دل مین نگاہِ عتاب کی

سیلِ سرشک آنکھونسے جاری ہین ہجر مین
مٹی خراب ہے دلِ خانہ خراب کی

اب کی بہار مین تو کچھ ایسی ہوا چلے
زاہد کی بھی بغل مین ہو بوتل شراب کی

میرا فسانہ سُنکے ہوا دل تو بیقرار
کیا مشکل ہے بتائے آنکھو نمین خواب کی

تیرا یہ ہے دہن کہ کوئی ادھ کھلی کلی
یہ ہونٹ ہین کہ پنکھریان ہین گلاب کی

۲۰۲ طاہر ہوا ہے جب سے ہمین گلرخون کا عشق
وقفِ خزان بہار ہے باغِ شباب کی ۱۲

زندگی جان کی روگ اپنے سوا کسکی ہے
نام جسکا ہے ہلاہل وہ دوا کسکی ہے

یہ ہمین ہین کہ برائی نہ کبھی دل کی امید
بے اثر اور زمانہ مین دعا کسکی ہے

بلبلین آنکھین ملین کیون نہ تری تلوون سے
غیرتِ برگِ گلِ تر کفِ پا کسکی ہے

دشتِ پُرخار کی یون خاک کوئی چھانے گا
اے جنون دیکھ تو چلنی کفِ پا کسکی ہے

واہب الرحیم ہو نمین زلف کے دیوانون مین
جان اِس طرح گرفتارِ بلا کسکی ہے

دشتِ وحشت مین بگولے جو نظر آتے ہین
خاک چکر مین یہ اے بادِ صبا کسکی ہے

زار مجھسا بھی زمانہ مین نہ ہوگا کوئی
نادرِ گوش نہ پہونچی وہ صدا کسکی ہے

انکے ہاتھ آئے خزانہ تو نہ رکھین کوڑی
نہین معلوم فقیرون کو دعا کسکی ہے

عشوہ کہتا ہی کہ ہان کون ہی گردن زدنی
نازکا ہی یہ تقاضا کہ قضا کسکی ہے

مینے اُنسے جو یہ ازراہِ تجاہل پوچھا
جان وارفتۂ گیسوے دوتا کسکی ہے

سُنکے بولے تو ہوے درہم و برہم مجھسے
پھر کہا ہنسکے میری جانے بلا کسکی ہے

قطعہ

۲۰۳

کون ہے میری طرح عاشقِ ابرو طاہر
جان وقفِ دمِ شمشیرِ قضا کسکی ہے

۶

آنکھو نمین قدِ یار کی کیا جلوہ گری ہے
جو نخلِ جگر ہے وہ عقیقِ شجری ہے

گردش مین پسِ مرگ بھی رکھا ہی فلک نے
ہر شیشۂ ساعت مین میری خاک بھری ہے

ای سیم بدن ہاتھ سے تو جسکو اُٹھادے
اکسیر سے وہ خاک کی چٹکی بھی کھری ہے

اسدرجہ تو ہو خون مین ترناوکِ قاتل
دیوانے بھی دیکھین تو کہین لعل پری ہے

چھائی ہی حسینون پر اوداسی ترے آگے
جو شمع ہے محفل مین چراغِ سحری ہے

۲۰۴

ناصح اُسے سمجھائین جسے ہوش ہو طاہر
ہر وقت یہان بیخودی و بیخبری ہے

۱۷

عجیب شان سے وہ میری انجمن مین رہے
مقیمِ روحِ روان جس طرح بدن مین رہے

جسے جنون ہو سودا ہو محوِ گیسو ہو
بلا ہماری غم و حسرت و محن مین رہے

قرینِ چشم ہی اس طرح ابروے جانان
کہ جیسے تیغِ دودم دستِ راہزن مین رہے

رہے تلاش مین تیری ہم ایسے خود رفتہ
کہ جانتے نہین گھر مین رہے کہ بن مین رہے

کہان کہان نہ پھرے یار کی تلاش مین ہم
کبھی حرم مین کبھی دیرِ برہمن مین رہے

تم ایک پھول چڑھادو جو میری تربت پر
گلِ مراد مرے دامنِ کفن مین رہے

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
زہے نصیب کہ تو میری انجمن مین رہے

وہ سرو بلند رہے یا خدا زمانہ مین
چمن مین سرو سہی شمع انجمن مین رہے

یہ دود آہ سے روشن ہی نشیمنون کو
چراغ کشتہ کی صورت ہم انجمن مین رہے

تمھاری زلف کا چھونا بھی آفت جان تھا
ہم اپنے ہاتھ سے جھگڑے ہوے رسن مین رہے

دکھاد و جلوۂ عارض نکل کے پردہ سے
بہار ہو جو یہ گلدستہ انجمن مین رہے

ہماری آنکھون سے دیکھے جو روی روشن کو
تمام رات مہ چاردہ گہن مین رہے

خدا کے واسطے زلفین ہٹاؤ چہرہ سے
یہ آفتاب نہین ہی کہ جو گہن مین رہے

تمھاری زلف کی الفت سے قید بہتر ہی
بلا سے پاے طلب حلقۂ رسن مین رہے

وہ چار پانچ رفیقون مین بیٹھ جائین اگر
تو کچھ بھی فرق نہ اکبر کے نورتن مین رہے

عقیق لخت جگر ہین کہ جنکی قدر نہین
نگ ایک وہ بھی ہین جو اُنکے نورتن مین رہے

۲۰۵ قدم جو آے جناب صفیر کے طاہر
ہزار لطف سخن محفل سخن مین رہے ۱۴

جس دل مین تری جلوہ نمائی نہین ہوتی
وہ آئنہ ہی جس مین صفائی نہین ہوتی

اُس بزم مین عاشق کی رسائی نہین ہوتی
غیر ایسے ملے ہین کہ لڑائی نہین ہوتی

گریان ترے کوچہ مین رہا کرتے ہین عاشق
خالی کبھی شیرون سے ترائی نہین ہوتی

فریاد مین کرتا ہون گلا گھونٹ کے اپنا
کانون کو گران ہو وہ دہائی نہین ہوتی

مین یکہ و تنہا ہون اُدھر ہی صف مژگان
دشمن سے برابر کی لڑائی نہین ہوتی

کیا سرو کو حاصل ہو عروج قد جانان
بڑھ جانے سے قامت کے بڑائی نہین ہوتی

دل ناوک دلدوز کو رخصت نہین کرتا
مہمان کی منظور جدائی نہین ہوتی

جی چاہے تو بے مانگے وہ بوسہ مجھے دیدین
سائل ہون مگر مجھسے گدائی نہین ہوتی

دل لوٹ کے جب کوچۂ گیسو سے نہ آیا
نالون نے خبر دی کہ رسائی نہین ہوتی

غربت مین اگر ساتھ دیا ہی تو اسی نے
قدمون سے جُدا آبلہ پائی نہین ہوتی

اے بُت درِ دولت کے سوا دیر و حرم مین
اِس سر کی قسم ناصیہ سائی نہین ہوتی

پڑجاے اگر پاون مین زنجیرِ محبت
سرنذر ہو جب بھی تو رہائی نہین ہوتی

فرماتے ہین وہ خاک مین عاشق کو ملاکر
اَب کون کہے گا کہ صفائی نہین ہوتی

۲۰۶ | یا شیرِ خدا طاہرِ محزون ہی پریشان
کیا دیر ہی کیون عقدہ کُشائی نہین ہوتی | ۱۵

تمھارے عارضِ رنگین کے نظّارے اگر ہوتے
قبا ہی گُل کی کلیان سے گریباں نظر ہوتے

گلا خود کاٹ ڈالا بچ گئے احسانِ قاتل سے
جو سر ہوتا تو مقتل مین تہ تیغِ دو سر ہوتے

تمھین کہدو گرہ مین کسکی نقدِ جان و دل ہوتا
اگر دو چار بھی دنیا مین تمسے مفت بر ہوتے

نہوتا بُل جواے ابرو کمان اپنے مُقدر مین
تو فرگانکی طرح سیدھے تری تیرِ نظر ہوتے

جواب نامہ لاتے دو گھڑی مین لاکھ فقرون سے
اگر چلتے ہوئے پُرزے ہمارے نامہ بر ہوتے

سرِ میدان دکھا دیتے تماشا رقصِ بسمل کا
تمھارا دل پھڑک اوٹھتا جو ہمسے بیجگر ہوتے

کہان مٹی ہوئی برباد اپنی کُنجِ فرقت مین
پلٹتے تیرے دامن سے جو خاکِ رہگزر ہوتے

نہ تھے رتبہ مین کم دودِ فلک سے دامنِ قرگان
تعلّی کی ذرا لیتے تو یہ بھی ابر تر ہوتے

پڑی ہین بیڑیان سی پاؤن مین رفتار آفت ہی
نہین معلوم کیا ہوتا جو گیسو دوش پر ہوتے

غمِ الفت نے ہمسے خاک چھنوائی زمانہ مین
نہ تیرا دل مین گھر ہوتا نہ رسوا دربدر ہوتے

جو ہمسے اور اُنسے باتون باتون مین بگڑ جاتی
دلِ شیدا اُدھر ہوتا غم و حرمان اِدھر ہوتے

شرابِ بیخودی اتنی تو کیفیت دکھا دیتی
کہ ساتھ اپنے تمھین بھی بھول کر ہم بیخبر ہوتے

وہین صدمے اُٹھاتے دل جگر پامال ہو ہو کر
جو پتھر انکو ہونا تھا تمھارے سنگ در ہوتے

نہ نکلا کام دشتِ عشق مین ایذا پسندون کا
ذرا دل کے کڑے ہوتے تو کانٹے نیشتر ہوتے

۴۰۷
نہین اب کوئی سہلِ ممتنع کا قدردان طاہر
سخن کی داد ملتی نادر و جوہر اگر ہوتے
۴۴

دکھاے لطف حسینون نے ہر ادا کے مجھے
جفا بھی کی تو مزے آگئے وفا کے مجھے

سُنا نگا خبر یار کون آکے مجھے
چلی نسیم سحر بھی ہوا بتا کے مجھے

ستم ہین یاد حسینانِ بیوفا کے مجھے
اِنھین نے دی ہی دغا دوستی جتا کے مجھے

چلے کہان یہ حنا ہاتھ کی دکھا کے مجھے
ابھی تو آپ ہے دعوی ہین خونبہا کے مجھے

وہ دلمین کہتے ہین جب دیکھتے ہین آئینہ
پری کا روپ دیا آدمی بنا کے مجھے

دکھا بھی روئے روشن کہ محوِ حیرت ہون
ادا سے دیکھ بھی لو آئنہ بنا کے مجھے

مزہ تو جب ہی کہ یہ بھی خفیف ہو دل مین
رقیب کو بھی ذرا چھیڑئے بنا کے مجھے

جنھین رقیب کو چھیڑے بھی دے نہین آتے
وہ کیا نبھائینگے دلکی لگی جلا کے مجھے

جگھ ہی چشمِ حسینان مین مثلِ سُرمہ طور
یہ برقِ آہ نے رُتبہ دیا جلا کے مجھے

رقیب سے سرِ محفل یہ گرمیان کیون ہین
چراغ زلیست بجھا دوگے کیا جلا کے مجھے

ہین مثلِ شمع جو رویا تو بڑھ گیا غصہ
وہ اور آگ بگولا ہوے جلا کے مجھے

بنایا سروِ چراغان جگر کے داغون نے
بہار تمکو دکھائی مگر جلا کے مجھے

تمھاری ناشنوائی کی یہ عنایت ہے
کہ حوصلے نہ رہے عرضِ مدعا کے مجھے

بتون کو کیون متوجہ کرون خوشامد سے
ہزارون یاد ہین ڈھنگ عرضِ مدعا کے مجھے

محال ہے دلِ ناشاد شاد ہو میرا
ہنسی نہین ہی ہنسا دو جو گدگدا کے مجھے

کسی طرح تو رسائی ہو اُنکے قدمون تک
وہی سکھائین کہین ہتکھنڈی حنا کے مجھے

تمھارے ہاتھونکو دیکھا تو یہ شفق نے کہا
نصیب ہے سیر حنا کو ملین حنا کے مجھے

اگر یقین نہین میری جان نثاری کا
تو آج دیکھہ نہ لو تیغ آزما کے مجھے

اجل تو آ گئی اب انتظار محشر ہے
لحد کو بھی کوئی ٹھوکر لگا مٹا کے مجھے

ہزار شکر دم امتحان نہ کی فریاد
وفا کو مان گیا یار بھی مٹا کے مجھے

بتاؤ فاتحہ پڑھتے ہو میری تربت پر
کہ ہاتھہ اٹھاتے ہو بیداد سے مٹا کے مجھے

ہوا ہے غیر کو بھی حوصلہ محبت کا
قسم جفا کی نہ کھانا کہین مٹا کے مجھے

کرون مین شکر کا سجدہ کہ عید کا دن ہے
کیا ہے شاد کسی نے گلے لگا کے مجھے

تمھاری تیغ ادا مل کے جان لیتی ہے
حلال کرتی ہے ظالم گلے لگا کے مجھے

دھوئین اوڑھا دئے مئی کے بوسے لے لے کے
وہ اپنے دلمین نہ پچھتائین منھہ لگا کے مجھے

مین زندگی سے خفا ہون بگاڑ ہے تم سے
اجل کہان ہے وہی لیچلے منا کے مجھے

ڈر وفان سے تمھارا ابھی دل دکھائیگی
خطا معاف ہو پچھتاؤ گے بتا کے مجھے

ملال خواب عدم کا نہین ہے یہ تو کہو
نصیب کسکے جگاؤ گے تم سلا کے مجھے

ہوئی بگاڑ کی صورت جب آکے بیٹھہ گئے
چلے تو نقش قدم کیطرح مٹا کے مجھے

یہ کیکے سوئی ہے تقدیر میرے نالون سے
کہ صور حشر بھی تھک جائیگا جگا کے مجھے

مٹا دیا ذقن یار کی محبت نے
عدم کی راہ بتائی کنوین مین جھکا کے مجھے

ابھی تو خوب نبھے گی نئی محبت ہے
جفا کا شوق تمھین حوصلے وفا کے مجھے

کسی رقیب کے یہ توڑ جوڑ ہین شاید
گلے نہین تری سر کی قسم جفا کے مجھے

بنے گا ماہ دو ہفتہ کہ آفتاب بلند
عروج دیکھنے ہین تیرے نقش پا کے مجھے

بٹھا دیا ہے سرِ راہ خاکساری نے
مٹا نہ دی کوئی ٹھوکر مین نقشِ پا کے مجھے

جبھی نے یہ بھی اجازت ندی تصور مین
کہ دیکھتے وہ نظر سے نظر ملا کے مجھے

چلون مین پیکِ نظر سے بھی دو قدم آگے
نہ پوچھین تو وہ دیکھ لین بُلا کے مجھے

تری گلی نہ چھٹائین پسِ فنا احباب
یہ لے چلے ہین کہان ہاتھون ہاتھ اُٹھا کے مجھے

بنی ہی تیغِ قضا جسکی شرمگین چتون
خدا کرے وہ نشانہ سمجھ کے تاکے مجھے

یہ کیا ستم ہے کہ ہر بات مین رہا پردہ
کیا ہی قتل بھی ظالم نے مُنھ چھپا کے مجھے

دعای وصل ابھی مانگنی ہی مسجد مین
بُتون کے کوچہ مین جانا ہی پھیر کھا کے مجھے

تلاش کوچۂ جانان ہی نا تواں ہونمین
خدا کرے کہ صبا لیچلے اوڑا کے مجھے

پتہ نہین تری در پر بھی حضرتِ دل کا
بھٹک رہے ہین کہین راستہ بتا کے مجھے

کیا ہی کوچہ جانان کا قصد ای طاہر
قدم تو لینے دو آہِ شکستہ پا کے مجھے

۱۳ ۲۰۸

کیون نہین طلب نکلتے طالبِ دیدار کے
کیا یہ روزن دیکھنے ہی کے ہین قصرِ یار کے

ہم وہ دیوانے نہین ہین جنکو ہنر فرہاد کے
چھوڑ کر مری گلی تنکے چُنین گلزار کے

ٹھیر ہو کر رہ گئے اغیار کوی یار کے
ایک دیوار اور اوٹھی سامنے دیوار کے

گرد ہو کر پھر کر زمین کوچۂ دلدار کے
ہو گئے سیدھے مُقدر چرخِ کجرفتار کے

ہم وہ مےکش ہین نہوتے بزم مین بے تیر قدم
اوٹھ کھڑے ہون ساغر و مینا کو ٹھوکر مار کے

روزنِ دیوار سے ہم دیکھ لیتے ہین انھین
سر پڑے پٹکا کرین پردے در و دیوار کے

عید کا دن تھا اگر ای ترک لڑ جاتے نصیب
ہم بھی خوش ہو کر گلے ملتے تری تلوار کے

مین اجل کو دشمنِ جانی جو سمجھون ظلم ہے
یہ مجھے جوہر دکھائیگی تری تلوار کے

ابتو مژگان کی ہی کاوش سینۂ مجروح مین — خار دشمن ہو رہے ہین زخمِ دامنگیر کے
ای صنم تیری کمر کو دیکھکر حیران ہون — طائرِ عنقا بھی کیا پھندے مین ہی زنار کے
ہی گلِ باغِ تمنا کا یہ عالم صبحِ وصل — جیسے مرجھائے ہوئے ہون پھول باسی ہار کے
مین تجھے دیکھون بہا مین دیدۂ نرسیل اشک — دوست سے میرے ہون کہین دشمن تری دیوار کے

۲۰۹ | سچ ہے ای طاہر خداوندِ دو عالم کے ہوا — کون رہتے جانتا ہی احمدِ مختار کے | ۱۱

عداوت مجھسے ایدل اور چاہت یار پرفن کی — اری نادان کچھ پہچان بھی ہی دوست دشمن کی
جو یون برباد کی ٹھکرا کے مٹی میرے مدفن کی — یہ چالاکی تمھاری تھی کہ جولانی تھی توسن کی
ستم یہ ہی کہ اب میرے دلِ ناداں کے دھوکے سے — وہ بت سنتا نہین فریاد ناقوسِ برہمن کی
سحر کو تم جو نکلے بے نقاب اپنی شبستان سے — یہ جلوہ تھا کہ آنکھین کھل گئین خورشیدِ روشن کی
عبث اغیار دیوانے ہوے ہین تیری زلفون کے — کڑی اتنے سے نہ جھیلی جائیگی زنجیرِ آہن کی
اگر دل مین چھپاؤنگا شرارِ آہِ سوزان کو — بتان سخت دل پھبتی کہینگے سنگ و آہن کی
گلے مین رات دن باہین ہماری کب تلک ہین — مگر ہان آج کل چاندی ہی انکے طوقِ گردن کی
بتون کے دل ہوے ہین ایدل مین ہوا نادم — خدا جانے کہ تھی یہ آہِ سوزان کس جلے تن کی
ہمارا خون ای ساقی ہوا شیشہ کی گردن پر — اسی نے یاد دلوائی صراحی دار گردن کی
رقیبون سے تو کی ہی تمنے بنوانے کی فرمایش — کھٹائی مین نہ پڑ جائے کہین زنجیرِ گردن کی

۲۱۰ | سنا ہے امتحانِ تیغ ہے مدِ نظر اُن کو — کہے دیتے ہین طاہر خیر مانگو اپنی گردن کی | ۹

وہ آہِ گرم ای دلِ ناشاد چاہیے — گشتہ ہو ایک آنچ مین فولاد چاہیے

خط آگیا تلافی بیداد چاہیے
ابتو اسیر عشق ہون آزاد چاہیے

پتھر بنا دئے ہین جو شیرین لبون کے دل
اے آہ کار تیشۂ فرہاد چاہیے

مدت کے بعد آپ جو تشریف لائے ہین
وعدہ وصال کا بھی نہو یاد چاہیے

نالہ وہ ہو جو دلمین بتون کے اثر کرے
ہل جائے جس سے عرش وہ فریاد چاہیے

وہ کان رکھکے بات بھی سنتے نہین کبھی
کس سے کہون نتیجۂ فریاد چاہیے

مین اپنے جسم زار کی تصویر کھینچدون
خط لکھ رہا ہون خامۂ بہزاد چاہیے

پرچھائین دیکھ لین اگر اس آفتاب کی
سایہ کو سر چڑھائین پریزاد چاہیے

۲۱۱
طاہر کی آب دعا سحر و شام ہے یہی
مشکل مین یا علی مری امداد چاہیے
۷

مٹ بھی جائینگے تو کیا تجھسے جدا ہو جائینگے
پیس ڈالیگا فلک ہم خاک پا ہو جائینگے

ابتو لطف زندگانی دیکھ لین اے زاہدو
آئیگا جب عہد پیری پارسا ہو جائینگے

وصل مین بھی وا نہونگے واہ وا اے جامۂ زیب
کیا میرے دل کی گرہ بند قبا ہو جائینگے

ناتوان عشق ہونگے دفن کوئے یار مین
کیسی تبرین انکو کافی نقش پا ہو جائینگے

ترک دنیا کو کرینگے مثل زاہد اے صنم
ہم تری تسبیح پڑھ کر پارسا ہو جائینگے

ضبط گریہ جب کرونگا آبرو کے واسطے
گوہر اشک مسلسل بے بہا ہو جائینگے

۲۱۲
دیدیا دھوکے سے طاہر گیسوون والونکو دل
کیا خبر تھی ہم گرفتار بلا ہو جائینگے
۱۸

رات دن گرم فغان عاشق ناشاد رہے
سیر ہو کوچۂ قاتل اگر آباد رہے

طالب خیر ہین گو مورد بیداد رہے
جو ستائے ہمین وہ خوش ہمہ آباد رہے

دل کو حسرت ہی کہ وہ نوکِ مژہ یاد رہے
رگِ جان مین خلشِ نشترِ فولاد رہے

حشر مین حشر بپا ہی دلِ ناشاد رہے
ہان ذرا صور سے ملتی ہوئی فریاد رہے

جو گرفتار ہوئے سلسلۂ الفت مین
قیدِ ہفتاد و دو ملت سے وہ آزاد رہے

مکتبِ عشق کا دستور نرالا دیکھا
اُسے چھٹی نہ ملے جسکو سبق یاد رہے

عمر بھر ہم نہ ہوئے سرو قدون کے پابند
اپنے ماتھے پر الف کھینچ کے آزاد رہے

جذبِ دل نے جو دکھایا عملِ حُبِ کا اثر
سایہ کیطرح میرے ساتھ پریزاد رہے

بینواؤن سے وہ کہتے ہین دکھاکر زلفین
ہی وہ آزاد جو اس قید سے آزاد رہے

زاہدو اسلیے ہم محوِ بتان رہتے ہین
دیکھ کر حسنِ خداداد خدا یاد رہے

عرش پر پہونچے درِ گوشِ صنم تک نہ گئے
مجھسے بچھڑے تو کہان نالہ و فریاد رہے

ہو حقیقی کا کہین عشقِ مجازی رہبر
بُت بغل مین رہین بندے کو خدا یاد رہے

اُنکو منظور ہے رفتار سے محشر ہو بپا
کیا قیامت ہی کہان عالمِ ایجاد رہے

دیکھکر اُسکو لبِ زخم دُعا دیتے ہین
نیمجان چھوڑ گئے ہو یہ ستم یاد رہے

کیون گرہ بند مین دی وعدۂ فردا کرکے
شرط بد لیجیے مجھسے جو کبھی یاد رہے

طوقِ آہن ہی کہین طوقِ طلائی ہی کہین
ہم گرفتار سہی آپ کب آزاد رہے

عمر بھر پہلوے عاشق مین قیامت ڈھائی
دو دن اُنکی بھی بغل مین دلِ ناشاد رہے

۲۱۳ | تھے جو اُن آنکھون کے مضمون غزل مین طاہر
میرے ہر شعر پر استاد کے دو صاد رہے | ۱۹

دیکھکر رنگ حنا جان فنا ہوتی ہے
کیا حسینون ہی کے ہاتھون مین قضا ہوتی ہے

جانِ محزون تنِ عاشق سے جدا ہوتی ہے
آج اسی رشک پری دور بلا ہوتی ہے

پھر مجھے مدِّ نظر زلفِ دوتا ہوتی ہے
پھر میری جان گرفتارِ بلا ہوتی ہے

دلبرونمین نہین ہوتی ہی رسائی اپنی
ہاتھ ہم ملتے ہین پابوس حنا ہوتی ہے

سُنتے ہین آئنہ ہی اُسکا مصاحبِ ایدل
دیکھ یہ آبروے اہلِ صفا ہوتی ہے

میرے نالون سے تو ہوتی ہی قیامت برپا
کچھ تجھے بھی خبر ای ناشنوا ہوتی ہے

حورِ جنّت کی ہی کیا بات مگر ای واعظ
اِن بتون مین بھی قیامت کی ادا ہوتی ہے

وہ سفر کے لیے رخصت نہین ہوتے مجھسے
آج قالب سے میری روح جُدا ہوتی ہے

گیسوے یار کو برہم نہ کرا ے بادِ صبا
اِنمین جھونکون سے مری جان ہَوا ہوتی ہے

وصل کی مجکو دُعا مانگتے دیکھا تو کہا
آج درگاہ مین کیا یادِ خدا ہوتی ہے

بال زلفون کے نہا کر وہ نچوڑین تو سہی
پانی پانی ابھی ساون کی گھٹا ہوتی ہے

کھچ رہی ابتو نشانی بھی کسیکی ہم سے
یہ نئی بات ہی تصویرِ خفا ہوتی ہے

جلوۂ حُسن کسیکا نہین رہتا یکسان
چار دن چاندنی ای ماہِ لقا ہوتی ہے

کھلتے ہین بعدِ فنا اہلِ صفا کے جوہر
خاک سے آئنۂ دل کی جِلا ہوتی ہے

سر جُدا ہونیکا کیا غم ہے قلق ہے اِتنا
کہ تری تیغ گلے مِل کے جُدا ہوتی ہے

محوِ حیرت ہو نمین ایسا کہ نہین کچھ بھی خبر
تُم جُدا ہوتے ہو یا جان جُدا ہوتی ہے

خون بہا مینے حسینون سے کبھی مانگا تھا
لعل کس واسطے غصّہ مین حنا ہوتی ہے

جب علم ہوتی ہی شمشیرِ جفا مقتل مین
خم بیان گردنِ تسلیم و رضا ہوتی ہے

غفلت مین بسر ہوگی کہان تک طاہر
فکرِ طاعت بھی کچھ ای مردِ خدا ہوتی ہے

۲۱۴ | ۱۲

ہی غضب تو نہ سُنے میری دُہائی ایسی
یار کس کام کی ہے ناشنوائی ایسی

نہ دکھائی کبھی پھر سیمتنون نے صورت
لیکے نقدِ دل وجان آنکھ چرائی ایسی

قہقہو نہین میرے نالونکو اڑا دیتے ہو
سیکھ لے تم سے کوئی ناشنوائی ایسی

ہاتھ آجاے برہمن کو جو سنگِ درِ یار
بتکدہ مین نہ کرے ناصیہ سائی ایسی

تھا جو اللہ کو منظور ظہورِ قدرت
اپنے ہاتھون سے تری شکل بنائی ایسی

غیر بھی میری طرح آج تڑپتے ہوتے
نگہِ یار نے برچھی نہ لگائی ایسی

تیرے ہاتھون کے برابر ید بیضا کب ہے
اُنگلیان ایسی نہین ہین نہ کلائی ایسی

مین ہوا قتل تو مقتل مین نہ ٹھہرے اغیار
معرکہ جیت لیا جان لڑائی ایسی

بوسہ ہونٹونکا وہ دینگے تو سمجھکر لینگے
زہر آلود بھی ہوتی ہی مٹھائی ایسی

شبِ ہجراں سے سحر تک ہی زیادہ تو نہین
ہی یہان دن کو بھی قسمت مین جدائی ایسی

ای شہِ حسن ترے کوچہ کے رہنے والے
سلطنت چھوڑ کے کرتے ہین گدائی ایسی

۲۱۵ | تنِ بیجان مین میری آگئی روح ای طاہر
نغمہ یار نے تاثیر دکھائی ایسی | ۱۶

یون دن کو بھی بغل مین وہ زہرہ جبین رہے
ہالہ مین جیسے رات کو ماہِ مبین رہے

جسدن سے کوی یار مین ای ہنشین رہے
دنیا ہوئی اِدھر کی اُدھر ہم نہین رہے

دل مین مقیم عشقِ بتانِ حسین رہے
ہرگز نہین مکان رہے یا مکین رہے

کھچکر ہماری خاک سے ای شہسوارِ حسن
کب تک ہوا مین دیکھیے دامان زین رہے

اللہ رے خاکسار کی فریاد کا عروج
پہونچے جو عرش پر بھی تو کرسی نشین رہے

قاتل کمر سے باندھ لے دامن جو روزِ حشر
چٹکی مین میری خون بھری آستین رہے

ہوتی ہی اور سجدونکی تاکید اے بتو
دیکھو تو آستانہ کے پتھر نہین رہے

مین کوی یار سے نہ گیا ہون نہ جاون گا
زاہد رہین بہشت مین بندہ نہین رہے

اِتنی تو خاک اوڑاون ترے آستان پر
بامِ فلک سے ہاتھ بھر اونچی زمین رہے

دامن تک اپنے ہاتھ جو پہونچین تو قہر ہو
وہ کیا خفا ہون چین بہ جبین آستین رہے

کوچہ پر یار خون کا ہی دلچسپ اس قدر
ہم جائین بھی تو جان ہماری یہین رہے

تمکو دکھا کے پوچھتے ہین مثل کون ہے
افسوس ہی کہ حضرتِ یوسف نہین رہے

پتھر سمجھ کے ہمتو ہوئے دل ہی دست کش
اب یہ تمھارے نام کا ہو کر نگین رہے

مطلب یہ ہی جو شام کو آئے ہو بام پر
سورج کے ساتھ چاند بھی زیرِ زمین رہے

مجھسے نہوگی بے ادبی کوے یار مین
آنکھونکے ہوتے پاؤن کی نیچے زمین رہے

۲۱۶ لطفِ سخن کہان جو نہون ایسے قدردان
طاہر جنابِ نادر و جوہر نہین رہے ۱۵

نہ یون وحشت مین سوا یا آرائے العالمین ہوتے
گریبان چاک تھے جنکے وہ پیوندِ زمین ہوتے

ہوا تھا خون عاشق کا تو رہتا نام دنیا مین
عقیقِ دل کی ٹکڑے تیری خاتم کے نگین ہوتے

دیارِ بیخودی مین رہتے تھے یا شہرِ الفت مین
بلاتے وہ تو سر آنکھونسے جاتے ہم کہین ہوتے

غمِ الفت مٹا کر درد سر کھوتے حسینون کا
جو ہمکو خاک ہونا تھا تو صندل کی زمین ہوتے

جو ہم دیوانۂ الفت نہوتے حضرتِ ناصح
تو لطفِ زندگی کیا تھا غمِ دنیا و دین ہوتے

اگر افلاک کو مسجودِ خاص و عام ہونا تھا
تعلّی چھوڑ دیتے تیرے کوچہ کی زمین ہوتے

عبث دعوے ہی قیس و کوہکن کو میرے منصب کی
کہین مین جم کے بیٹھا تھا کہ میری جانشین ہوتے

جو در پردہ ہی مجکو قتل کرتے دھاک بندھ جاتی
چھپے رستم تری تیرِ نگاہِ شرمگین ہوتے

سرِ مدفن جو تم آتے تو بن آتی شہیدون کی
دماغ اِنکے فلک پر اور یہ زیرِ زمین ہوتے

نشانِ عشق جسمین دیکھا اُسکو مٹا دیتا
ملاتا خاک مین دل کو جو داغِ آتشین ہوتے

پریزاد آبرو کرتے دلِ عشاق کی یارب
انھین پتھر بنایا تھا تو خاتم کے نگین ہوتے

رہے تھے دن کو غیرونمین تو آتے میرے گھر شب کو
وہان سورج بنے تھے تم یہان ماہِ مبین ہوتے

نہ کرتے ہم یہان فریاد اُنکے ظلمِ بیحد کی
قیامت آنیوالی تھی یہ جھگڑے طے وہین ہوتے

ہوئی برباد مٹی کو ہی جانان مین غنیمت ہے
اگر مین دفن ہوتا پھر احسانِ زمین ہوتے

۲۱۷
بہت اچھے رہے طاہر نہ آیا دل حسینون پر
جو اِنکے دوست ہوتے دشمنِ جانِ حزین ہوتے
۱۰

دل کو چشمانِ غزالین سے حذر رہتا ہے
شیر ہین اِنکے بپھر جانے کا ڈر رہتا ہے

منزلِ عشق مع الخیر آگے طے ہو
نقدِ دل پاس ہی لُٹ جانیکا ڈر رہتا ہے

کسکو ہی سنگِ ملامت کا خیال اے واعظ
نشہ مین چور یہان کاسۂ سر رہتا ہے

خانۂ چشم مین رہتے نہین اطفالِ سرشک
ہر گھڑی انکو دو آبہ کا سفر رہتا ہے

غم نہین دلکو اگر عشق کی رسوائی کا
جان کا بھی تو محبت مین خطر رہتا ہے

دونون ہمجنس ہین تقدیر ہی اپنی اپنی
جوہر آئینہ مین پتھر مین شرر رہتا ہے

چاک کرکے میرے پہلو کو تو دیکھا ہوتا
دل تڑپتا ہے کہ بیتاب جگر رہتا ہے

جب سے آنکھونمین سمائی ہی نزاکت اُنکی
عوضِ تارِ نظر سوے کمر رہتا ہے

جلوۂ یار کی رہ جاتی ہی حسرت دل مین
شام سے اے شبِ خم چاند کدھر رہتا ہے

۲۱۸
میرے غمخوار میری پاس ہین اے طاہرِ زار
اِس طرف داغ اُدھر دردِ جگر رہتا ہے
۸

ابرو کا جواب اے بتِ عیار کہان ہے
اِس کاٹ کی اِس گھاٹ کی تلوار کہان ہے

دل آپ کے مانند مکدر نہین اپنا
اِس آئنہ مین دیکھئے زنگار کہان ہے

موہوم ہے مانندِ کمرِ عشقِ کمر مین
ڈھونڈھو تو ہمارا بدنِ زار کہان ہے

اے حضرتِ دل جس سے وہ ہو جاتے تھے بیتاب
اب وہ اثرِ آہِ شرر بار کہان ہے

ہم کیسے ہوا خواہ ہین بندون مین تمہارے
یہ تو نہ کہو کوئی وفادار کہان ہے

ابرو کا لیا نام تو جھنجھلا کے وہ بولے
لانا تو میرا خنجرِ خونخوار کہان ہے

اچھا دہنِ تنگ تو عنقا ہے نظر مین
اے دیدۂ بینا کمرِ یار کہان ہے

۲۱۹ بیفائدہ طاہر دُرِ مضمون کو نکالا
اِن موتیون کا کوئی خریدار کہان ہے ۷

یہ کہتے ہوئے دل سے خدنگِ نظر آئے
بدبخت وہ مہمان جو مفلس کے گھر آئے

پتھر کا دل اللہ نے اُس بُت کو دیا ہی
کیون رحم اُسے عاشقِ ناشاد پہ آئے

موت آئے اگر وصل میسر نہین ہوتا
حسرت ہی مجھے کوئی تو اُمید بر آئے

آمد جو سُنی شام کو اُس مہر لقا کی
شبنم کے قدم باغ مین پچھلے پہر آئے

بھولے سے گلہ تیغِ تغافل کا کیا تھا
کس مُنھ سے ترے سامنے زخمِ جگر آئے

تمنے لبِ شیرین کے جو گفتونکو کیا دفن
گویا دہنِ خاک کو شکّر سے بھر آئے

۲۲۰ طاہر تمھین یاد آگئی کس بحرِ کرم کی
مانندِ حباب آنکھونمین کیون اشک بھر آئے ۱۵

فروغِ بادہ سے لطفِ شبِ دیجور ہوتا ہے
بغل مین دُخترِ رز ہو تو دل مسرور ہوتا ہے

ستم ٹھوکر سے تیری اے بُتِ مغرور ہوتا ہے
میرا دل ٹوٹ جاتا ہی جو شیشہ چور ہوتا ہے

نمایان ہی رُخِ روشن تمھارا بکھری زلفونمین
خدا کی شان ہی ظلمت سے پیدا نور ہوتا ہے

فغان کا پھر ارادہ ہے دلِ بیتاب عاشق کو
قیامت ہے کہ پھر شورِ صدائے صور ہوتا ہے

جلا دیتی ہے ساقی کی جدائی دردمندوں کو
ہتھیلی کا چھپولا سا ساغرِ بلور ہوتا ہے

عبث بجلی کے گرنیکا ہے کھٹکا باغبانوں کو
ہمارا آشیاں صحنِ چمن سے دور ہوتا ہے

اِدھر دیکھو ذرا ایسے ہی شرماتے ہیں عاشق سے
نہ آنکھیں چار ہوتی ہیں نہ گھونگھٹ دور ہوتا ہے

کبھی ایسی بھی ہو جاتی ہے گردشِ بزمِ عالم میں
کہ کشکولِ گدائی کاسۂ فغفور ہوتا ہے

نہ ہو گا میں کبھی واقف تری چشمِ فسونگر سے
جو تل کی اوٹ ہوتا ہے وہ دل ہی دور ہوتا ہے

غرورِ حسن اگر ہو اُس صنم کو حق بجانب ہے
یہ دولت جسکو ملجاتی ہے وہ مغرور ہوتا ہے

شبِ غم یوں بسر ہوتی ہے یاد زلف و عارض میں
اندھیری رات ہوتی ہے جہاں چراغ طور ہوتا ہے

حیا کا کچھ تقاضا شوخیوں کی کچھ تمنا ہے
نگاہِ یار کو دیکھیں تو کیا منظور ہوتا ہے

حبابوں کی زبان میں کہدے بحرِ ہستی میں
ہوا میں جو اُبھرتا ہے سرِ مغرور ہوتا ہے

حقیقت میں وفا کا امتحاں مشکل ہی ہوتا ہے
کہ جس سے درد سر کیا دردِ دل تک دور ہوتا ہے

نہ ہو مایوس ہرگز رحمتِ اللہ سے طاہر
خوشی کا وقت آیا رنجِ دل سے دور ہوتا ہے

۱۶

خون عاشق کی حنا ہے کسکے دم کے واسطے
تیرے ہاتھوں کے لیے تیرے قدم کے واسطے

قتل کی ایذا اسیرِ رنج و غم کے واسطے
ایک ساعت کیلیے ہو ایک دم کے واسطے

اے خدنگِ یار یہ قلب و جگر کیا مال ہیں
جان تک حاضر ہے میری تیرِ دم کے واسطے

میں ہوں مشتاقِ شہادت اور مقتل ہے قریب
تیرِ قاتل نہ سہی تیغِ ستم کے واسطے

واہ ری قسمت کہ وہ بھی راہ میں ملتا نہیں
سر بچھاتا ہوں ترے نقشِ قدم کے واسطے

جب نہ تیری کشش بھی کارگر اے جذبِ دل
اُسکو دم دینے کے لانا ایک دم کے واسطے

کیسی راحت عیش کیسا گھر کہان جوگی ہوئے
ہمنے دنیا ترک کی بت الصنم کے واسطے

کیا مری قسمت کے ماتھے جائینگے تیوری کی بل
کچھ تو رکھو گیسوے پرپیچ و خم کے واسطے

اور کوئی اے اجل آرام کی صورت نہو
یہ شب ہجران تو ہی خواب عدم کے واسطے

ہاتھ اوٹھین میکدہ مین گریہ مینا کے ساتھ
مانگئے رو رو کر دعا ابر کرم کے واسطے

اب نہ کرنا کوتہی اے خامۂ شیوا زبان
دو زبانین ملگئی ہین شرح غم کے واسطے

اپنے ساقی سے تو ساغر مانگ لیتا ہون ضرور
ہاتھ پھیلاتا نہین ہون جام جم کے واسطے

مین جو روبا وہ مکدر تھے صفائی ہوگئی
ہوگیا کافی یہ چینٹا گرد غم کے واسطے

بہر تسکین وصل کا اقرار کیون کرتے نہین
سر سلامت ہے میرا جھوٹی قسم کے واسطے

وہ بت سفاک مجھسے اب نہوگا بدگمان
ہاتھ کھایا ہی جنبو کا قسم کے واسطے

عاشقونکو کیون ملین آنکھین یہ ہمسے پوچھیے
اشکباری کے لیے جھوٹی قسم کے واسطے

عاشق صادق تمہارے معحف عارض کا ہون
ہاتھ پر قرآن ہے ہی قسم کے واسطے

خاک ہوجائین لحد مین گو سب اعضاے بدن
آنکھین وہ جائین تری جھوٹی قسم کے واسطے

۲۲۳
کل ہمارا غم کریگے طاہر اہناے جہان
آج ہم روتے ہین یاران عدم کے واسطے
۹

وحشیان تیرا جو دم سیر چمن آتا ہے
کچھ کے دم آنکھو مین اے غنچہ دہن آتا ہے

جنے کچھ کھوکے نہ سیکھا ہو تری الفت مین
وہی فقر و غنا مین بھی اے سیم بدن آتا ہے

یار سے وعدے نازک بدلنے کو
شمع کا سانچے مین ڈھلنا ڈھل کے بدلنا آتا ہے

غافلو غفلت پیری سے خبردار رہو
زلزلہ ڈھانے کو دیوار کہن آتا ہے

محو فرگان نے کیا قصد گلستان کس دن
برچھی تانے ہوے کیون خار چمن آتا ہے

مین ابھی تک تنگیہ چشم ہون نرگس کی طرح	کون کہتا تھا کہ وہ عہد شکن آتا ہے
چوم لیتا ہون لبِ یار کا دھوکا کھا کر	آنکھ کے سامنے جب لعلِ یمن آتا ہے
داغِ الفت نے تو پیری مین کیا تھا رسوا	شکر ہے عیب چھپانے کو کفن آتا ہے

۲۲۳	مین جو لکھتا ہون سراپای تُبان ای طاہر بخدا غیب سے مضمونِ دہن آتا ہے	۱۰

بغل مین جب کوئی صاحب جمال ہوتا ہے	غم جہان مجھے خواب و خیال ہوتا ہے
جو بیچ مین چمن آرا خیال ہوتا ہے	نظر کے سامنے وہ نونہال ہوتا ہے
تمھارے گالون سے یہ انفعال ہوتا ہے	کہ گھٹ کے ماہِ درخشان ہلال ہوتا ہے
بہت دنون مین ہوا ہی یہ ربط باہم	کہ میرے رنج سے اُنکو ملال ہوتا ہے
فروغ ہی رُخِ انور کو رات دن یکسان	وہ مہر و ماہ ہین اُنکو زوال ہوتا ہے
پسند کیون نہ ہو شوقِ حرام نازِ انھین	سمجھ گئے ہین کوئی پائمال ہوتا ہے
وہ ہو تو سودۂ الماس دیجیے مجھکو	رقیب کو جو عنایت اوگال ہوتا ہے
غمِ فراق مین کچھ بات بن نہین پڑتی	غضب تو یہ ہے کہ مرنا محال ہوتا ہے
تمھارے ظلم سے ملتے ہین خاک مین عاشق	تمھاری چال سے دل پائمال ہوتا ہے

۲۲۴	محال عشق مین ممکن ہو کس طرح طاہر غضب تو یہ ہے کہ ممکن محال ہوتا ہے	۵

تھکے جب پاون وحشت مین تلاش کوئی دلبر سے	عدم کا راستہ گھبرا کے پوچھا مینے رہبر سے
تری قدمون سے اے آئینہ رو نسبت تعلق ہے	وہ ذرے کم نہین ہین کوکبِ بختِ سکندر سے
چراغِ جان اسی کے سامنے خاموش ہوتا ہی	خدا محفوظ رکھے افعیِ زلفِ معنبر سے

دلِ حیران کو ساقی دیکھکر کیون دنگ ہوتا ہی		وہ شیشہ ہی جو دو ٹکڑے ہوا ہی ایک پتھر سے
۲۲۵	جب اپنے جُرم و عصیان کا خیال آتا ہی اے طاہر لرز جاتا ہی دل کیا کیا عذابِ حشر کے ڈر سے	۲۱

کیا خبر تھی کہ محبت مین یہ سامان ہونگے
جنکو چاہینگے وہی جان کے خواہان ہونگے

پانی پانی جو حضورِ دُرِ دندان ہونگے
پھرتے سر سے گہر قطرۂ نیسان ہون گے

وحشتِ دل کے اگر ایسے ہی سامان ہونگے
بیدِ مجنون میری سایہ سے گریزان ہونگے

دم گھٹیگا جو وہ میکش نہ ہوا محفل مین
ہار شیشون کے گلے پڑکے گریبان ہونگے

قصرِ دل کو تو وہ ڈھاتے ہین بتاؤ کوئی
رونق افروزِ کہان حسرت و حرمان ہونگے

وحشتِ دل نے بگاڑا ہی مزاج اے ناصح
ایکدن تجھسے بھی ہم دست و گریبان ہونگے

قدرِ تسلیم و رضا تجکو نہین ہی اے دوست
کسی دشمن ہی ہم انصاف کے خواہان ہونگے

دشت مین مانگتے ہونگے میرے آنے کی دعا
اے جنون برہنہ سر خارِ بیابان ہونگے

آہین کرتا ہو نمین اسوقت کہان جائیگا
بال زلفونکے نہ آندھی ہین پریشان ہونگے

یون ہی ہونگے جو قلم شرحِ جُدائی کے نذر
ایک دن صفحۂ سادہ یہ نیستان ہونگے

فرض سمجھین گے ترے کعبۂ ابرو کا طواف
زاہد اے طفلِ برہمن جو مسلمان ہونگے

شوق اے دشت جنون جامہ دری کا تا چند
تنگ کب تک تری ہاتھون سے گریبان ہونگے

سُن چکے حال فرشتونکا ہم اے زہرہ وشو
تمکو بھولے سے نہ چاہینگے جو انسان ہونگے

قدر بڑھ جائیگی خط سے تری رخسارون کی
ہم قسم کھاکے کہے دیتے ہین قرآن ہونگے

گیسو و رُخ سے ترے جنکو نمو گی الفت
دہر مین ہونگے نہ ہندو نہ مسلمان ہونگے

صبر کو دیوانہ بنائین گے تمھارے زیور
دُھجگدی دیکھتے ہی چاک گریبان ہونگے

دانت ہی غیر کے بوسون کا ترے ہونٹون پر
کہین نیلم تو نہ یہ لعلِ بدخشان ہونگے

مین بتا دون کہ بہار آئیگی کب گلشن مین
جب گلے مل کے جدا مجھسے گریبان ہونگے

رحم اے پنجۂ وحشت مدد اے جوشِ جنون
طوق کہتا ہی کہ ہم اب کے گریبان ہونگے

یار کے وعدۂ فردا کی قسم سچ کہنا
کل ترے ٹھاٹھ کہان اے شبِ ہجران ہونگے

۲۲۶ | بھولتا ہی نہین طاہر وہ کتابی چہرہ
یہی صورت ہی تو ہم حافظِ قرآن ہونگے | ۱۳

وقتِ پیری قدِ خم گشتہ سے مجبور رہے
جھک کے ملتے ہین جوانی مین جو مغرور رہے

بیٹھے پہلو مین تو بیتاب ہی رکھا دل کو
میرے نزدیک تم اے راحتِ جان دور رہے

پیار کی آنکھ سے دیکھین نہ ترے دیوانے
شیشۂ دل مین پری بنکے اگر حور رہے

بوستہ زلف فقیرون کو ملا کرتا ہے
یا خدا گیسوؤن والونکی بلا دور رہے

پیرہن پھاڑ کے جنگل مین رمائی دھونی
بڑے آرام سے جاڑونمین ترے غور رہے

باغِ جنت سے غرض کشتۂ عارض کو نہین
صرف تربت کے سرہانے شجرِ طور رہے

شعلہ رو بیٹھ کے اوٹھ جائین میرے بستر سے
جی جلانے کو بغل مین دلِ رنجور رہے

ذقنِ یار کی الفت ہی دلِ نادان کو
یا الٰہی میرے یوسف سے کنوان دور رہے

عشقِ گیسو مین دل آوارہ ہی سمجھاون کسے
پاس آئے تو کہون مین یہ بلا دور رہے

درِ دولت نہ رہے شاہ و گدا سے خالی
کبھی بندہ رہے حاضر کبھی مغفور رہے

قیس و وید یکے دلِ زار نے آنکھون سے کہا
کور ہو جاے جو دیدار سے معذور رہے

عیبِ نخوت نہ چھپے گا کبھی خوش چشمون سے
اِنکے تیور کہے دیتے ہین کہ مغرور رہے

یہی اللہ سے ہر وقت دعا ہے طاہر

۲۲۷	دلِ ناشاد رہے شاد الم دور رہے	۱۲

دل سے سودائے سرِ زلفِ دوسر دور رہے
ناگہانی ہی بلا اس سے بشر دور رہے

میرے آغوش سے وہ رشکِ قمر دور رہے
یہ خیال اہی فلکِ شعبدہ گر دور رہے

زندگی چاہے تو قامت کی محبت کیسی
اہی پیر و ترے سایہ سے بشر دور رہے

اُنسے پوچھے کوئی حالِ شبِ ہجر و فراق
جنکی آنکھوں سے تم اہی رشکِ قمر دور رہے

دلِ اغیار ہی مین گردِ کدورت بن جائے
تیرے قدمون سے میری خاک اگر دور رہے

کنجِ فرقت مین میری پاس نہ آئے کوئی
مجھسے دل دور رہے دل سے جگر دور رہے

تم بلاؤ تو مہین وہ چال چلون مثلِ خیال
منزلون مجھسے میرا پیکِ نظر دور رہے

ہجرِ ساقی مین کسیکا نہین اخلاص پسند
جی جلائے نہ میرا آتشِ تر دور رہے

اِسی کمبخت نے برباد کیا ہے دل کو
چار آنکھین نہ کرے داغِ جگر دور رہے

شوق کہتا ہی کہ قاتل سے لڑائے آنکھین
موت دم دیتی ہی چہرہ سے سپر دور رہے

دانت پیسے ہین تو بوسہ لبِ شیرین کا نہ دو
آہین ہیرے کی کنی ہی یہ شکر دور رہے

۲۲۸	کیون نہو آنکھونمین تاریک جہان اہی طاہر رات بھر مجھسے جو وہ رشکِ قمر دور رہے	۱۰

کوچہ کی زیارت ترے مشکل تو نہین ہے
کعبہ ہی مگر سیکڑون منزل تو نہین ہے

دیدار سے ہوتی ہی بصارت کو ترقی
وہ چاند کا ٹکڑا مہِ کامل تو نہین ہے

اہی قیس تجھے دیکھنے زندان مین نہ آئی
لیلی بھی گرفتارِ سلاسل تو نہین ہے

حل مجھسے معما ے دہن ہو نہین سکتا
تم ہو کہ کہے جاتے ہو مشکل تو نہین ہے

سیپارۂ دل ابتو ہوا ہار گلے کا
تم پڑھ کے بتا دو یہ حمائل تو نہین ہے

مٹ جاتے ہین کیون راہروِ جادۂ الفت
ای خضر یہی گور کی منزل تو نہین ہے

بدلا ہی دلِ قیس نے کیا روپ مزہ کا
لیلی کو بھی دھوکا ہی کہ محمل تو نہین ہے

معلوم ہے ای زہرہ جبین حال ذقن کا
اندھا ہون جو کہدون چہ بابل تو نہین ہے

کیون محوِ تجلی دلِ حیران ہے ہمارا
یہ آئنہ گھر سے کہین فاضل تو نہین ہے

۲۲۹ تکمیلِ فنِ شعر کی دشوار ہے طاہر
کہدینے کو کہدیجیے مشکل تو نہین ہے ۱۴

کیا بُرے حال جُدائی مین ہمارے ہونگے
تُم تو گھر جاوگے ہم گور کنارے ہونگے

کس کو اُمیدِ وفا ہے اجی لاحول ولا
آپ اغیار کے ہونگے کہ ہمارے ہونگے

خوش ہوا دل کہ کُھلا ہی درِ چاکِ سینہ
یار پہلو مین ہی بے لاگ نظارے ہونگے

ملک الموت کو سُنتے ہین کہ رحم آیا ہے
آج آزاد گرفتار تمھارے ہونگے

صبح کا دھیان شبِ وصل جب آیا ہوگا
تارون کی چھانون بیہوش سہارے ہونگے

آنکھین خونریز بھی ہوجائینگی غصہ مین کبھی
ایک دن شیرِ نیستان یہ چکارے ہونگے

ہم نہ سمجھے تھے کہ جب تُم سے بگڑ جائیگی
حضرتِ دل بھی طرفدار تمھارے ہونگے

دل دیا تھا میری خالق نے محبت کے لیے
آنکھ اسواسطے دی تھی کہ نظارے ہونگے

میرے سر پر تو اجل کھیلتی ہی فرقت مین
تم سمجھتے ہو کہ پریون کے حوارے ہونگے

باغ مین سرو وصنوبر کو نہ پوچھ ای خوش قد
خاک اوڑاتے کہین دریا کے کنارے ہونگے

اسلیے غیر ولاتے ہین ترے کوچہ مین
اسکی آنکھین نہ رہینگے نہ اشارے ہونگے

ایک کو ایک سے ہی رشک تری محفل مین
دل کو حسرت ہی کہ آنکھون سے نظارے ہونگے

قتل ہوکر بھی گرانبار رہین گے عاشق
سر نہونگے مگر احسان تمھارے ہونگے

۲۳۰	خالِ عارض کی جو لکھینگے صفت اے طاہر فلک العرش سے تارے تکا و تارے ہونگے	۲۰

ضد سے پھر غیر مجھے وہ بُتِ نادان سمجھے
کافرِ عشق بھی ٹھہرون تو مسلمان سمجھے

کیا کہین زیست کو کیا اے شبِ ہجران سمجھے
آنکھ جس دن سے لگی خوابِ پریشان سمجھے

قدر مجموعۂ دل طفلِ دبستان سمجھے
یا خدا اُسکی بغل مین رہے قرآن سمجھے

رُتبۂ اہلِ وفا خاک وہ نادان سمجھے
دل جلاؤن تو مجھے سروِ چراغان سمجھے

آج تک کوئی نکالا بھی ہی مطلب دل کا
اے صنم تو مجھے کیون بندۂ احسان سمجھے

جان نکلی جو ہوا دل مین ہجوم غمِ عشق
جب پہ بستی ہوئی آباد تو ویران سمجھے

غصہ مین جامہ سے باہر ہوئی تیغِ قاتل
دامنِ زخم چھپالے اسے عُریان سمجھے

مین جو فریاد کرون یادِ قدِ جانان مین
ذکرِ قُمری اُسے ہر سروِ گلستان سمجھے

نکیا خاک مین مل کر تری دامن سے گلہ
اِسکی گردش کو بھی ہم گردشِ دوران سمجھے

مجھسے روٹھا ہی پہلو مین نہین رہنے کا
آپ سمجھائین تو شاید دلِ نادان سمجھے

ہم نہ سمجھے کبھی وحشت مین کسی کی ہستی
رشتۂ عمر کو بھی تارِ گریبان سمجھے

رہنے دے دل جو ترے تیر کا پیکان رہ جاے
حسرتین لاکھون ہین ایک اسکو بھی ارمان سمجھے

جان بیوقت عدو بھی نہین لے سکتا ہی
اپنی ہی موت کو انسان نگہبان سمجھے

قدر چھالونکی وطن سی ہوئی غربت مین سوا
اپنا سر تاج انھین خارِ بیابان سمجھے

لاکھ مین عرض کرون مطلبِ دل دُہرا کر
ایسے بھولے ہین کہ کہتے ہی نہین ہان سمجھے

سر تمنّاے شہادت مین جھکا ہے اے ترک
ہم گنہگار نہین تو جو پشیمان سمجھے

دھوکے سے چوم لیا روے کتابی ہمنے
لو خفا ہو تو قسم کھاتے ہین قرآن سمجھے

مجھسے ہمت میری کہتی ہی کہ کیون اوٹھہ نہ سکا
اپنے نقشہ کی نہ کچھہ پوچھہ حقیقت ہمسے

نازِ معشوق بھی کیا غیر کا احسان سمجھے
اہلِ جنم سیدھے مسلمان تھے قرآن سمجھے

۲۳۱
کیا تعجب ہے کہ دیوانہ گیسو طاہر
چار دیوارِ عناصر کو بھی زندان سمجھے
۱۵

تمھاری بزم مین اغیار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے
بڑی گستاخ تھے سو بار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

وہ تار اشکو کا باندھین مری آنکھین عین بالعین
کہ قصرِ چرخِ کجرفتار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

تمھارے دل جلے دیکھین اگر یہ جنبشِ مژگان
جگر مین آبلہ سو بار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

نہانے کو جو تم آؤ تو پانی مین یہ ہلچل ہو
حبابِ آب جو سو بار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

ابھی کب سے نکلے تھے کہ میخانہ مین آپہونچے
تمھارے طالبِ دیدار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

اگر ہو جائے جانے کی اجازت اشکبارون کو
غبارِ کوچۂ دلدار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

درِ میخانہ سے چل کر گرے پایِ خمِ مے پر
غضب بہکا کیے میخوار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

ہوئی ہی واعظون کے گھر تلک آبِ مے کی طغیانی
اٹھی گنبدِ دستار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

ستایا دردِ غم نے جب تمھارے اشکبارونکو
کلیجا تھام کر ہر بار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

قرار اہلِ جہان کو کب ہی بازیگاہِ عالم مین
برنگِ نردِ سو سو بار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

کہو ساقی سے چھینٹا دے شرابِ ارغوانی کا
کہ گردِ خاطرِ میخوار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

اگر منظور ہو تعمیر میرے خانۂ دل کی
بنے ریگِ روان دیوار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

ہوائے شوق اوڑائے میری مٹی کو جو صحرا مین
بگولا بنکے سو سو بار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

یہ آفت زلزلہ کی ہی کہ دل کی بیقراری ہی
میرے گھر کے در و دیوار ادھر اوٹھے اُدھر بیٹھے

پریشانی رہی طاہر حریصونکو زمانہ مین

۲۳۲	مگس کیطرح دُنیا دار اِدھر اُدھر بیٹھے	۱۸
کیون محبت مین ہون بدنام ضرورت کیا ہی	اپنے قابو مین نہو وہ بھی طبیعت کیا ہے	
کیا کہین یار سے رنجش ہی تو صورت کیا ہے	زنگ ہی آئینۂ دل مین کدورت کیا ہے	
دل فقط یار کا بیگانۂ الفت کیا ہے	جانتی ہی نہین آنکھین کہ مروّت کیا ہے	
قتل کرکے مجھے گردن نہ جھکا صورتِ تیغ	جُرمِ الفت کی سزا دی ہی ندامت کیا ہے	
عمر بھر ساتھ ہمارا نہ دیا ہو جسنے	وہ الم کیا ہی وہ غم کیا ہی وہ حسرت کیا ہے	
جب سے بیمارِ وفا خونِ جگر کھانے لگے	تندرستی کو بھی کہتے ہین کہ نعمت کیا ہے	
محوِ قامت ہین ہمین حشر سے انکار نہین	دہریے ہون تو کہین ہم بھی قیامت کیا ہے	
کہتے ہین دیکھ میرے دیکھکے جلوہ اپنا	سارے قرآن مین یہ ایک ہی سورت کیا ہے	
نارِ دوزخ سے نہ رندونکو ڈرا اے واعظ	تیرے ہی حصّہ مین اللہ کی رحمت کیا ہے	
خانۂ دل مین غمِ یار کی خاطر کیسی	بے بُلائے ہوئے مہمان کی وقعت کیا ہے	
حبِّ زر دشمنِ ایمان ہے عیاذاً باللہ	اُنکی چاندی ہی جو سمجھے ہین کہ دولت کیا ہے	
نہ کُھلے آنکھ تم آغوشِ تصوّر مین رہو	ہوشیاری اِسے کہتے ہین یہ غفلت کیا ہے	
موم کر سکتے ہین فولاد کو میرے نالے	یہ تو پتھر کے ہین بُت انکی حقیقت کیا ہے	
محوِ رفتار رہون ای صور مجھے دھونس نہ دے	حشر مین دیکھ چکا ہون یہ قیامت کیا ہے	
خوبرویون کو ہی دھوکے پہ پریزاد ہین ہم	آدمیت نہ رہی ایسی بھی نخوت کیا ہے	
آئی ہی شہرِ خموشان سے صدا ای قاتل	نہ بنے جو ترے کوچہ مین وہ تُربت کیا ہے	
پاؤن پر پڑکے منایا ہے اب اُنکو ہمنے	راہ پر آنے مین تقدیر کے منّت کیا ہے	

دم دئے دیتے ہین دیدار کے بھوکے طاہر

۲۳۳	نہین معلوم غمِ عشق مین لذت کیا ہے	۱۳

مدِ غیر سے انکار رہا کرتا ہے — ورد یا سیّدِ ابرار رہا کرتا ہے
سینہ داغون سے جو گلزار رہا کرتا ہے — اُنکو اسبات کا بھی خار رہا کرتا ہے
دولتِ وصل مُیسّر نہین ہوتی افسوس — کس تمنّا سے سروکار رہا کرتا ہے
یار سے آنکھونکو اور آنکھون سے ہیرے دلکو — شکوۂ حسرتِ دیدار رہا کرتا ہے
چالِ مستانہ وہ پازیب پہنکر نہ چلین — خوفِ محشر دمِ رفتار رہا کرتا ہے
کیا بُری جھک ہے مجھے یار سُنی یا نہ سُنی — عرضِ مطلب سے سروکار رہا کرتا ہے
محو ایسے ہین کہ ہم دھوپ سے اوٹھتے ہی نہین — سامنے سایۂ دیوار رہا کرتا ہے
کوچۂ عشق مین ہم خاک ہوئے ہین جب سے — تیری قدمون سے سروکار رہا کرتا ہے
قصرِ جانان کی طرف لاتی ہی گردش جسکو — ڈھیر ہوکر پسِ دیوار رہا کرتا ہے
کوئی دم بھر کا ہی مہمان مریضِ غمِ عشق — یہ سنبھالا ہی جو ہُشیار رہا کرتا ہے
تیری دیدار کی ملکین بھی قسم کھاتی ہین — ہاتھ پر مصحفِ رخسار رہا کرتا ہے
لاکھ دردِ غمِ الفت کو چھپاے عاشق — آنکھین کہدینگی کہ بیمار رہا کرتا ہے

۲۳۴	اُس سے چھپ سکتے نہین اے طاہرِ گنہ گار دل	۱۹
	راز دل سے جو خبردار رہا کرتا ہے	

پوجیے پاون تیغِ قاتل کے — سر جُدا کر دیا گلے مِل کے
جم کے بیٹھے جو تیر قاتل کے — پہلو آباد ہو گئے دل کے
مال کیا مال ہی کہان کا زر — آپ مختار جان کے دل کے
آرزوون مین کمی نہین ہوتی — کیا یہ ارمان ہین میرے دل کے

ورطۂ غم سے کیا نجات ملے
کہیں کو سون پتے ہین ساحل کے

ہی لگاوٹ بھی دلبرونکی غضب
راہزن کرتے ہین دغا مل کے

دم نکلتا ہے اُنکے تیر کے ساتھ
کیا ارادے ہین حسرت دل کے

سر مین سودا ہے تیری زلفون کا
پاون مشتاق ہین سلاسل کے

اُنکے رُخ پر یہ ہے ہجوم نگاہ
کہ نہین رکھنے کو جگہہ تل کے

تُمنے الفت گھٹائی کیا ہم سے
بڑھ گئے اور ولولے دل کے

تخلیے مین ہمارے اُنکے سوا
حوصلے تک نہین رہے دل کے

اُنگلیان ہین کہ تیر دستی ہین
نیمچے ہین کہ ہاتھہ قاتل کے

ہم نہون دفن کوی جانان مین
باغ مین پھول ہون عنادل کے

میرے رونے پر اُنکی شوخی پر
ہنس رہے ہین چراغ محفل کے

ہم بھی آئے سنبھل کے مقتل مین
سیدھے ہوجائین تیر قاتل کے

خاکساری نمود کا ہے سبب
دانے اوگتے ہین خاک مین مل کے

ہاتھہ میرے نہ پہونچے دامن تک
خون کیا سر چڑھے گا قاتل کے

ہوگی کیونکر عدم مین گنجایش
ساتھہ ہین میری حوصلے دل کے

زخم بگڑے ہین بیڈھب ای طاہر
منھہ نہ آجائین تیغ قاتل کے

۲۳۵ | ۱۶

کس رجہ نازکی صنم سیمبر مین ہے
ہیکل گلے مین سونکی ہر بل کمر مین ہے

میری ہی عقل گم ہی کہ یہ کیا کمر مین ہے
پٹکا ہے یا گرہ کوئی تار نظر مین ہے

ہم ایسے کیا ہین ضبط کی بھی کھوئین آبرو
فریاد کیون کرین جو تکلف اثر مین ہے

مانا کہ غیر کو ہی میری طرح نازِ عشق
کچھ امتیاز تجھکو بھی عیب و ہنر مین ہے

سب خوبیان کہان قدِ جانان کی سرو مین
ہان ایک اسی شجرِ بے ثمر مین ہے

دستِ ہوس بھی دنگ ہین پنکے کو دیکھکر
ایسے کھلے نصیب کہ تیری کمر مین ہے

فرگان کے ہوتے نازہی فتاد کو بسط
دیوانہ بد یہ نیک کسی نیشتر مین ہے

آوارہ ہو گئے تری سب صورت آشنا
کوئی بھی آئنہ کے سوا اپنے گھر مین ہے

فرخ خوشی سے پاون ٹکین کیا زمین پہ
قاصد ہوا مین ہی خطِ جانان کمر مین ہے

یہ کیسی آفتابِ قیامت کی دھوم تھی
ایسا تو داغ عشق ہمارے جگر مین ہے

اے رنجِ ہجر جان کے دشمن بتا تو دے
راحت کی بھی کوئی گھڑی آٹھون پہر مین ہے

زلفِ رسا نے کیا کوئی لٹکا سکھا دیا
قایل ہی ساری بھی وہ جادو نظر مین ہے

سینہ ہی چاک دیکھکے پیکان نکال لو
محبت عبث کہ دل مین نہین ہی جگر مین ہے

آیا وہ ترک قتل کی ساعت کب آئیگی
دیکھون گھڑی کے ساتھ چھری بھی کمر مین ہے

چھپ چھپکے غیر کیا تھین تاکینگے بزم مین
ایک ایک کی نگاہ ہماری نظر مین ہے

۲۳۶

طاہر صفائی قلب سے سینہ ہے آئنہ
کیونکر چھپے جو داغ محبت جگر مین ہے

۲۱

دور ایسا کوئی اے گردشِ دوران ہو جائے
پھر وہی مین ہون وہی کوچۂ جانان ہو جائے

بوریئے پر متوکل اگر انسان ہو جائے
خاکساری وہ شرف ہی کہ سلیمان ہو جائے

اے صنم خط سے جو زیبِ رخِ تابان ہو جائے
خوب ہو میرے قسم کھانے کو قرآن ہو جائے

سرخ ہو جائے اگر خونِ دلِ عاشق سے
لبِ معشوق ترے تیر کا پیکان ہو جائے

تو بھی ثابت نہ رہے خیر سے اے دامنِ یار
تجھ مین شامل جو مرا تارِ گریبان ہو جائے

ہاتھ تھک جائین جو ای رشکِ قمر وحشت مین
خود بخود مثلِ گریبان چاک گریبان ہو جائے

تو لگاؤن جو بتون سے تو خدا مل جائے
دل ہو رو شن تو چراغِ رہِ عرفان ہو جائے

کوئی قاتل سی دیت کا بھی طلبگار نہو
خون میرا شفقِ شامِ غریبان ہو جائے

خلق مین دولتِ دیدار بڑی نعمت ہے
بھیک مانگے تو گدائے درِ جانان ہو جائے

اور جو چاہے ستالے ترے بیمارونکو
دردِ فرقت بھی شریکِ تپِ ہجران ہو جائے

نظمِ حالِ دلِ بیتاب کیا ہے مین نے
اسمین اصلاح کچھ ای طفلِ دبستان ہو جائے

نقدِ دل ہم اُسے ای یوسفِ ثانی دینگے
عمر بھر کے لیے جو بندۂ احسان ہو جائے

زخم کھانے کا مزہ کچھ تو دمِ قتل ملے
کسی چہرہ کی ملاحت نمکِ افشان ہو جائے

یہ اثر جذبِ محبت کو خدا دے تو ملے
دل جسے پیار کرے تابعِ فرمان ہو جائے

چھلّے ہاتھونمین پریزادونے پہنے ہین بہت
جو نشانی ہمین دیدے وہ سلیمان ہو جائے

دستِ مشاطہ ہو یا شانہ ہو یا بادِ صبا
جو تری زلف کو چھیڑے وہ پریشان ہو جائے

کوچۂ زلف مین فریاد رسی ہو کہ نہ ہو
یہ فغان کسکی ہے اتنا کوئی پرسان ہو جائے

دل ہو سرسبز جو داغونکی نشانی دیدو
بیٹھو پہلو مین تو پہلو چمنستان ہو جائے

دانۂ الفت کو پریزاد سمجھتے کیا ہین
یہ نشانی جسے ملجائے سلیمان ہو جائے

تو تکلف نہ کرو ہاتھ سے شانہ رکھدو
زلف کا حسن یہی ہے کہ پریشان ہو جائے

۲۳۷	یہی اللہ سے ہر وقت دعا ہے طاہر دور ہو رنج خوشی کا سر و سامان ہو جائے	۱۶

پیشِ ابرو وہ دلِ اہلِ صفا رکھا ہے
تم جسے ڈھونڈھتے ہو طاق مین کیا رکھا ہے

مینے کس کسکو سنایا نہین افسانۂ غم
گل بہت ہنستے تھے اُنکو بھی رولا رکھا ہے

اے جنون کب خبرِ موسمِ گل آئیگی
نذر کرنے کو گریبانِ قبا رکھا ہے

ہے تمھارے لبِ شیریں کا تصور دل مین
یہ وہ شیشہ ہے کہ شربت سے بھرا رکھا ہے

داغ سینہ مین بہت زخم جگر مین لاکھون
مین نے بھی نامِ خدا باغ لگا رکھا ہے

وعدہ کی شب کو اے شام سے نیند آئی تھی
چھینٹے دیدے کے مقدر کو جگا رکھا ہے

افرداغِ جنون شمعِ لحد سے ہے عیان
خاک نے خاک میرا عیب چھپا رکھا ہے

دل تو پامال خرامِ بتِ طنّاز ہوا
نقشِ ہستی بھی کسی روز مٹا رکھا ہے

حبِ زر پاؤن کی زنجیر نہ ہو جائے کہین
ہمنے ہاتھ اسلیے دنیا سے اٹھا رکھا ہے

مہر لڑی اشک کی ہے ہجر مین سہے کی لڑی
مجکو دولھا میری انکھون نے بنا رکھا ہے

گالیان دے کے مجھے دل لیا ہے تمنے
زہر کھلوا کے نمکخوار بنا رکھا ہے

دل لگی کی ہے تری تیغ دوسرنے مجھسے
ایک تسمہ میری گردن مین لگا رکھا ہے

زاہد و خیر تو ہے دوڑ کے جاتے ہو کہان
بت صنم خانہ مین ہین کعبہ مین کیا رکھا ہے

ایکدم بھر کی جدائی نے یہ کی ہے آفت
سو برس کا مجھے بیمار بنا رکھا ہے

یہ دمِ نزع گنا ہونگے نہین پشتارے
کوچ کا وقت ہے اسباب بندھا رکھا ہے

۲۳۸ | فکرِ انجام اسے کچھ بھی نہین اے طاہر
دل حسینونکی محبت مین لگا رکھا ہے | ۱۳

شریکِ بزمِ جانان کیا عدو ہے
شرابِ زعفرانی زرد رو ہے

کتابِ دل جو تیرے روبرو ہے
اسی کا نام شرحِ آرزو ہے

ہمین کافی ہے یہ سامانِ عشرت
پیالہ ہے صراحی ہے سبو ہے

خدا سے ہے طلب نقد البدل کی
دلِ بے آرزو کی آرزو ہے

نکلتی کیون نہین ہو جان مجھ زون — آہی یہ بھی کوئی آرزو ہے
ستایا ہے تو شکوے بھی سنوگے — خموشی مین ہمین اب گفتگو ہے
کہین جاتے نہین ہین تیرے در سے — مگر چرچا ہمارا کو بکو ہے
نہین سیدھے ہوے اب تک مقدر — وہی ترچھی نگاہ جنگجو ہے
ہوئین قاتل سبھی آنکھین چار کر کے — اجل سر پر تہ خنجر گلو ہے
بُرا ہے یا بھلا آئینہ دل — کہو نہین کیا تمھارے روبرو ہے
عدو نے جی چُرایا قتلگہ مین — آہی شکر بندہ روبرو ہے
فلک کو خوب سمجھا ہونگا ہی بت — جفاکاری مین تیرا بھی گرو ہے

۲۳۹ — دلِ وارفتہ کا غم کیا ہے طاہر / وہی ملجائے جسکی جستجو ہے — ۱۵

دلکو جواب دینے دو حجت اسی سے ہے — قصے گلہ نہین ہی شکایت اسی سے ہے
نامہ یہ غیر کا ہی کدورت اسی سے ہے — خطِ غبار صاف عبارت اسی سے ہے
آنکھون مین کی جو خاکِ در یار نے جگہ — روشن ہوا کہ نورِ بصارت اسی سے ہے
دم قلزمِ جہان نہ نسیمت ہے عشق کا — مثلِ حباب زیست کی صورت اسی سے ہے
ہر داغ دلکو دیکھکے کہتے ہین اہلِ حشر — شرمندہ آفتابِ قیامت اسی سے ہے
کیا دور ہے جو دستِ سبو دستگیر ہو — ای پیرِ میکدہ مجھے بیعت اسی سے ہے
ایسا دہن ملا ہے تو شکرِ خدا کرو — عنقا کیطرح خلق مین شہرت اسی سے ہے
مژگان کی پھانس دلمین کھٹکنے دین چارہ گر — ایذا پسند ہون مجھے راحت اسی سے ہے
تمکو دکھا کے شوخ مین کہان لاکہ مین کہون — الفت اسی سی ہی مجھے الفت اسی سے ہے

رونق دیارِ عشق کی ہی میری قبر سے
اِس شہر مین نمودِ عمارت اسی سے ہے

صبحِ شبِ فراق سے سرکار پوچھ لین
اختر شماریون کی صداقت اسی سے ہے

حیرت فزا ہی اشکِ ندامت کی آبرو
کیا ہمکنار قلزمِ رحمت اسی سے ہے

مین جان کیون نہ دون لبِ شیرینِ یار پر
دُنیا مین زندگی کی حلاوت اسی سے ہے

دیدارِ یار دیکھ کے کہتے ہین اہلِ حشر
کیا تاب ہی فروغِ قیامت اسی سے ہے

۲۴۰ طاہر مجھے عزیز فنِ شعر کیون نہو
میری نمود اسی سے ہی شہرت اسی سے ہے ۱۰

جو دل سے دلکی زمانہ مین راہ ہو جائے
تمھین بھی چاہنے والون کی چاہ ہو جائے

جو وعدہ شام کا ای رشکِ ماہ ہو جائے
دن ایک سال گھڑی ایک ماہ ہو جائے

مین کیون خوشامدِ رضوان کرون غرض کیا ہے
خدا کرے ترے دربان سے راہ ہو جائے

نہو جو قامتِ رعنا ہے یار پیشِ نظر
ہر ایک نخلِ چمن سروِ آہ ہو جائے

ہون سرد و گرم جہان سے حضور بھی واقف
ذرا ملاحظہ اشک و آہ ہو جائے

پناہ ترکِ فلک مانگتا ہے او قاتل
خدا کے واسطے نیچی نگاہ ہو جائے

خفا وہ کیون ہون کہ رنجش نہین ملال نہین
جو دل مین بل ہو تو ترچھی نگاہ ہو جائے

فغان کے ساتھ نکلتی ہی یہ صدا دل سے
فقیر کی جو سُنے بادشاہ ہو جائے

نہ خانقاہ سے مطلب مجھے نہ زاہد سے
بُتون سے میل برہمن سے راہ ہو جائے

۲۴۱ بُتون کی چاہ ہوئی ہی نئی نئی طاہر
خدا کرے کہین اِنسے نباہ ہو جائے ۱۲

موج زن ہو مثلِ دریا خونِ بسمل چاہیے
لال مچھلی بن کے پیرے تیغِ قاتل چاہیے

پھر مجھے ایک اور دل دیدے خداوندِ کریم
پھر گلے مین ڈالکر باہین کہو دل چاہیئے

ہر جگہ نقشے جما سکتا نہین ہی داغِ عشق
یہ وہ دھبا ہی کہ جسکو دامنِ دل چاہیئے

تاب گویائی نہین اور آخری دید آرہے
شکر کرنے کو زبانِ تیغِ قاتل چاہیئے

اسکو بے مانگے مین دیدون ورنہ پھر کیا لطف ہے
ہاتھ پھیلاکر کہین دلبر ہین دل چاہیئے

یہ تمھارا ہو کے تمکو بھی دغا دیگا ضرور
کیا سمجھکر مجھسے کہتے ہو ہمین دل چاہیئے

قافِ لفظِ طوق کافی ہی کہ مین ہون ناتوان
بوجھ اِی جوشِ جنون گردن کے قابل چاہیئے

آج میری گھر مین وہ آئینگے ہان ہوجا قرش
اِسطرف پلکین اِدھر آنکھین بیان دل چاہیئے

دلکو حسرت ہے کہ پہونچون اوڑکے کوئے یار مین
پاؤن تھک کر کہتے ہین منزل منزل چاہیئے

خلق مین پیدا جو ننگِ خاندانِ عشق ہو
اُسکو گھٹی کے عوض زہرِ ہلاہل چاہیئے

میری جان بخشی کرے جو تیغِ رنجِ ہجر مین
کھنچ رہین اُس تیغ سے ابروے قاتل چاہیئے

۲۴۲ | مہربان ہوجاے اِی طاہر خود وہ بحرِ کرم کشتیِ اُمید پہونچے تا بساحل چاہیئے | ۱۹

وہ جب کہدین کہ اوٹھو آستان سے
اُنہی تو اُٹھا لینا جہان سے

اگر بگڑی نہین زلفِ بتان سے
تو پھر دل مین یہ بل آیا کہان سے

تعلّی کی نہ لے دو دِ فغان سے
کہ نیچا ہی فلک اِس آسمان سے

یہ ظاہر ہوگیا دو دِ فغان سے
کہ دل جلنے لگا سوزِ نہان سے

چلے آؤ چمن مین دو گھڑی کو
دُعا سن جاؤ غنچونکی زبان سے

عجب سرکش ہین سُنتے ہی نہین ہین
بھڑے جاتے ہین نالے آسمان سے

بہت باتین بنائین اپنے ڈھب کی
میری مطلب کی بھی کہدو زبان سے

صفت زلفِ پُرافشاں کی وہ لکھے — جو تارے توڑ لاے آسمان سے
خرامِ ناز کی تقلید کر کے — گری پڑتی ہی بجلی آسمان سے
خموشی کی الٰہی بات رہ جاے — نہ نکلے حرفِ مطلب تک زبان سے
نہ کرتا چاک پہلو کو جو قاتل — نکلتین حسرتین دل کی کہان سے
مناسب ہے کب اسکو تاجِ خورشید — یہ ٹوپی تم بدل لو آسمان سے
صنم چُپ ہو گئے فریاد سُنکر — دہن ہوتا تو کُچھ کہتے زبان سے
جوابِ تلخ دو اور گالیان دو — تمھین چھیڑا ہی کُچھ کہدو زبان سے
تقاضا کرنے آئے وہ لحد پر — الٰہی نقدِ جان لاؤن کہان سے
فشارِ قبر ہے طرفہ مصیبت — زمین کُچھ بڑھ کے نکلی آسمان سے
وہ اپنی مانگ کا سمجھین جو ہمسر — ابھی ہو جائین ٹیڑھے کہکشان سے
مٹا دی میری تُربت یہ سمجھ کر — رہے گا نام باقی اِس نشان سے

۲۴۳ — نہین ہوتی غزل کی فکر طاہر — خجل ہون مین رحیمِ خوش بیان سے — ۱۷

چمن مین سنبلِ تر ہی خُتن مین نافِ آہو ہے — مگر ان سب سے بہتر زلف کی نکھری ہوئی بُو ہے
فسُون کیا چیز ہی سچی محبت ای پریرو ہی — اثر باتو نمین ہو پیدا اسی کا نام جادو ہے
یہ کیسی دوہری دوہری قیدِ زینت ای پریرو ہے — گلے مین ایک توڑا دوسری زنجیرِ گیسو ہے
تلے بیٹھے ہین ای بت صدمۂ فرقت اُٹھانے کو — دلِ ناشاد پتھر ہی مگر سنگِ ترازو ہے
دلیلِ نُخبہ کاری ہی جو دل فرقت مین ہو پانی — ہنوز اے چشمِ گریان اشکِ تر مین خون کی بو ہے
دلِ شیدا کہے یا کوئی بلبل مین نہ مانون گا — کہ معشوقونمین الفت ہی گُلِ تصویر مین بو ہے

ارادہ ڈوب مرنیکا کیا ہی یار قامت مین — جُدا صحنِ چمن سے اسلیے سرو لب جو ہے
چمن مین ذکرِ قامت سے ہوا ہے وجد کا عالم — اِدھر ہُو حق ہماری ہی اُدھر قمری کی کُو کُو ہے
وہ آغوشِ تصوّر مین نہون راحت ملے مجکو — بتا دے بیقراری دل کی ایسا کوئی پہلو ہے
رولایا ہی یہانتک ہمسر فلکو شاخِ قامت نے — کہ جو بوٹا ہی صحنِ باغ کا سرو لب جو ہے
وفا سے ہاتھ اُٹھانا خاصّہ ہی خوبرویون کا — جفا پر صبر کرنا عاشقِ ناشاد کی خو ہے
گلونکے سامنے صیاد کیکا دم نکالے گا — قفس مین روحِ بلبل رہگئی پُتلی مین بازو ہے
حسینونکی خوشامد بھی سبب ہے سرفرازی کا — قدم پر سر جو رکھا ہی یہی معراجِ گیسو ہے
کمر کے عکس نے ثابت کیا ہے بال کا پڑنا — وگرنہ آئنہ سے بھی زیادہ صاف پہلو ہے
ہمین کیا ایک الفت ہی زمانہ ہی ترا عاشق — جگہ تیری ہمارے دل مین ہی جانِ جہان تو ہے
بڑا دھوکا دیا تیری نزاکت نے ملاحت نے — کمر دیکھی تو مین سمجھا کہ یہ بھی تارِ گیسو ہے

۲۴۴ — نہ پوچھو ماجرائے زلف و خالِ عنبرین طاہر — ۱۲
ہمارے دونون دشمن ہین وہ ناگن ہی یہ بچھو ہے

دل یوسفِ ثانی سرِ بازار نہ لین گے — یہ جنس بکتی ہی خریدار نہ لین گے
احسان تری یاد کا زنہار نہ لین گے — مرجائینگے ہچکی مگر اے یار نہ لین گے
یہ پنجۂ مژگان جو سلامت ہین ہمارے — ہاتھون سے بلائین تری زنہار نہ لین گے
اِن سنگدلون کی ہی عبث جلوہ فروشی — سونے کے بھی بُت ہونگے تو زنہار نہ لین گے
زلفین تری سُلجھائین یہ سودا نہین ہمکو — شانہ کی بلا اپنے سر اے یار نہ لین گے
عُریان ہی رہینگے صفتِ نکہتِ گُل ہم — غنچہ سے قبا لالہ سے دستار نہ لین گے
جس سمت سے دل دل مین خیالِ لبِ جانبخش — کروٹ بھی اُدھر کی تری بیمار نہ لین گے

جان آنکھونمین ای جان ہی دیدار دکھادے
آخر تو سنبھالا ترے بیمار نہ لین گے

نشتر ہین زمانہ کے لیے نالۂ عاشق
چٹکی ترے دل مین مگر ای یار نہ لین گے

ناکام ہمیشہ رہینگے اے لبِ ساغر
تیری جو دعا رندِ قدح خوار نہ لین گے

ایسی ہی نحوست ہے تو پھر صبح کہانکی
ہم شام کو بھی نامِ شبِ تار نہ لین گے

۲۴۵ | مین تیرے لیے یوسفِ ثمنا رہون طاہر
کیا میری خبر سید و سردار نہ لین گے | ۹

نظرِ یار سے گر کر کوئی پھر کیا اوٹھے
خاک ہوجاے تو مشکل سے بگولا اوٹھے

دم نکل جاے پھڑک کر سرِ محفل اپنا
غیر کے ساتھ جو وہ انجمن آرا اوٹھے

تم عیادت کو جو آجاؤ مریضِ غم کی
درد تعظیم کو ای رشکِ مسیحا اوٹھے

صور سے کمدو قیامت ہی ہے فرقت مین
میری آواز جو بیٹھے تو یہ چلّا اوٹھے

غیر نے بزم مین کیا جانئے کیا پھونک دیا
بیٹھتے بیٹھتے وہ آگ بگولا اوٹھے

دیکھکر ہم صفِ مژگان کو ہوئے سینہ سپر
سامنا کرنے کو دو لاکھ سے تنہا اوٹھے

داغِ دل سے مہِ کامل جو کرے چار آنکھین
مہرِ تابان کیطرح خوف سے تھرا اوٹھے

دشت مین خاک ملے پاے طلب کو راحت
آبلہ بیٹھے تو دکھ دینے کو کانٹا اوٹھے

۲۴۶ | اِتنی ہمت تو خدا ہمکو بھی دے ای طاہر
قدم اپنا طرفِ یثرب و بطحا اوٹھے | ۱۰

آوارگی کا بعدِ فنا بھی نشان ملے
تھوڑی سی میری خاک مین یکبارگی وان ملے

قاتل کا شکر فرض ہوا بات بات مین
مانگون خدا سے مین جو زبانِ سنان ملے

قیمت نہ پوچھئے دلِ شیدا کی بار بار
ہم مفت دیتے ہین جو کوئی مہربان ملے

کیون کشمکش مین رہتی ہی سیدھی تو بات ہی
تیرِ نگاہِ یار سے جھک کر کمان ملے

دشمن تو میرے خارِ بیابان تھے اے جنون
ذرّے بھی ریگِ گرم کے نامہربان ملے

اے آہ تو چلی ہی اثر کی تلاش مین
دونون جہان سے ڈھونڈھ کے لانا جہان ملے

گم ہو گئے تھے حضرتِ دل مجھسے راہ مین
اے زلف سچ بتا کہ یہ تجکو کہان ملے

ہر شی کو اپنی اصل کی جانب ہی بازگشت
خوش ہو کے کیون نہ آہ سے برقِ تپان ملے

تھک جاے بیخودی بھی مجھے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
داخل جو شش جہت مین نہو وہ مکان ملے

۲۴۷ | اب کوئی آرزو نہین طاہر جہان مین
سب کچھ مجھے ملے جو وہ آرامِ جان ملے | ۱۴

خجل ہی سادگی اُس گلبدن سے
کہ رنگت پھوٹ نکلی پیرہن سے

کہین کیون بے نشان ہو کے سائل
جو اصل صاف ملتا ہے دہن سے

ہوئی ضبطِ فغان کی دل کی سازش
خموشی نے لگاوٹ کی دہن سے

قبا کو پھاڑ کر بہم فصلِ گل مین
ہوے ہین منفعل خارِ چمن سے

خدا نالون کو رکھے اور اثر کو
سمجھ لینگے کبھی چرخِ کہن سے

رہے گا عمر بھر پاسِ محبت
یہ وعدہ ہی کسی پیمانِ شکن سے

نہو چہرہ سے ظاہر رازِ اُلفت
چھپا لون اسکو دامانِ کفن سے

بہت باتین بنائیگا جو سنبل
بگڑ جائیگی زلفِ پرشکن سے

چھپائینگے وہ شب بھر وصل مین منھ
سحر کو چاند نکلے گا گہن سے

وہان زخمِ قاتل پر نہ ہنستے
جو سیدھا تا کوئی تارِ کفن سے

نزاکت کو ترقی ہو یہان تک
کہ دل ٹوٹے نہ اُس پیمانِ شکن سے

نہ رہنے پائینگے بلبل کے پر تک ہوا حصہ جبین پر غضب کا
اوڑا لیجائیگی صرصر چمن سے جو بل نکلا ابھی زلفِ پرشکن سے

۲۴۸	یہی بخشش کا ہے طاہر وسیلہ محبت ہے شہنشاہِ زمن سے	۱۲

ناتوانی کی یہ صورت ہو اگر دل آئے آہ بھی آئے لبون تک تو بمشکل آئے
شبِ فرقت اگر آتی ہی سیہ خانہ مین ہاتھ مین لیکے چراغِ مہِ کامل آئے
لٹ گئی کوچۂ گیسو مین جو دولت دل کی سر ٹکتے ہوئے پابندِ سلاسل آئے
شمع فانوس مین چھپتی ہی تو وہ کہتے ہین ہو جسے حسن کا دعوے سرِ محفل آئے
رونے والونکا تقاضا ہی یہی آنکھون سے دل بھی اشک جگر آلود کے شامل آئے
نجد مین مجکو جو دیکھا تو کہا مجنون نے خیر مقدم کدھر اے رہبرِ کامل آئے
یہی مانگی ہی دعا مینے خدا سے دن بھر شام سے آج وہ رشکِ مہِ کامل آئے
یہی کہتے ہوئے جانباز عدم کو پہونچے آج ہم خنجرِ قاتل سے گلے مل آئے
جان جلتی ہی تو ناصح سے یہی کہتا ہون تم بھی عاشق ہو تمھارا بھی کہین دل آئے
کوی جانان مین ملا کیا کہ گرہ کا کھویا دیکے دل دولتِ دیدار کے سائل آئے
نہ جسے پاسِ محبت نہ جسے خوفِ خدا دام مین اُس بتِ کافر کے ہمارا دل آئے

۲۴۹	ہو توجہ جو شہِ عقدہ گشا کی طاہر کیون نہ آسان ہو جو سامنے مشکل آئے	۹

نگاہِ مہر ہی مطلوب چشمِ یارِ پرفن سے تماشا ہی کہ مین انصاف کا خواہان ہون رہزن سے
جدا کرتا اگر قاتل سرِ شوریدہ کو تن سے تڑپنے کے بہانہ مین لپٹتا اُسکے دامن سے

میرے نالون نے اے بُت بیحسونکو بھی کیا نالان
صدائے الامان پیدا ہی نا قوسِ برہمن سے

نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا بتون کے آستانہ کو
نہ اوٹھونگا نہ اوٹھونگا دردِ دیرِ برہمن سے

کیا ہی اسقدر دیوانہ مجکو جامہ زیبون نے
کہ چھپ سکتا نہین عیبِ جنون تک میرے دامن سے

کیا جب پاسبان سے حسرتِ دیدار کا شکوہ
تری دیوار نے آنکھین دکھائین مجکو روزن سے

کیے نالے جو مینے جستجوے کوی جانان مین
زمین و آسمان ہل ہل گئے فریاد و شیون سے

سبکدوشی ہوئی کس دن مجھے شوقِ شہادت مین
تری تیغِ دوسر نے کب اُتارا بوجھ گردن سے

۲۵۰ | اوٹھاتا ہی ہزارون صدمۂ غم اُف نہین کرتا
ہمارا دل بھی طاہر کم نہین ہے سنگ و آہن سے | ۱۲

مشتاق دلِ اہلِ صفا کا نہین کوئی
اِس آئینہ کا دیکھنے والا نہین کوئی

اے دل نہین جاتا جو خیالِ شبِ گیسو
کیا خواب پریشان ابھی دیکھا نہین کوئی

فریاد کرے کس سے فغانِ دلِ عاشق
وہ کیا نہین سنتے ہین کہ سنتا نہین کوئی

کیا تاج بنایا سرِ افلاک نے سب کو
رستہ مین تری نقشِ کفِ پا نہین کوئی

افسوس کرے کون کہ دل لے گئے دلبر
خوش ہونیکا موقع ہی تمنا نہین کوئی

وہ کون ہی جو دشت نوردی کا ہو مانع
کانٹا بھی تو دامن سے اوجھتا نہین کوئی

معدوم کمر آنکھون سے پنہان دہنِ تنگ
فرمائیے کیونکر کہون غنچا نہین کوئی

دردِ جگری ہو کہ تپِ سوزِ محبت
دونون مرض الموت ہین اچھا نہین کوئی

دل لینے کی گھاتین تری آنکھونکی اشارے
مین خوب سمجھتا ہون سمجھتا نہین کوئی

بیتابیِ دل دیکھنے آئے ہین غم و درد
کیون بھیڑ لگائی ہی تماشا نہین کوئی

شبنم سے عروسانِ چمن کیون نہ بگڑ جائین
شادی کی جہان دھوم ہو ایسا نہین کوئی

۲۵۱	حاصل ہو کہین جلد مدینہ کی زیارت طاہر مجھے اب اور تمنا نہین کوئی	۷

افسوس ہے فراق مین ماہ آفتاب کے — جاڑون کیطرح جلد گئے دن شباب کے
جلوہ ہین بام پر صنم بیحجاب کے — دن پھیرے ہین خدا نے شب ماہتاب کے
مجھسے گناہگار کی بخشش ضرور ہے — یارب عذاب مین ہین فرشتے عذاب کے
تیرے فروغ عارض تابان کے روبرو — نقشے بگڑ رہے ہین مہ و آفتاب کے
اے شاہ حسن زر کے طلبگار ہم نہین — سائل ہین بوسہ دہن لاجواب کے
پڑ جائیگا غضب مین کسی روز دیکھنا — کچھمن خراب ہین دل خانہ خراب کے

۲۵۲	کہتے ہین جنکو زخم جگر داغہاے دل طاہر وہ پھول ہین میری باغ شباب کے	۱۰

اے اہل درد رنج والم اور چاہیے — یہ غم ہی کس حساب مین غم اور چاہیے
کوچ جبین کو خاک قدم اور چاہیے — صندل تمھارے سر کی قسم اور چاہیے
تصویر کھینچنی جو تمھارے دہن کی ہے — بہزاد کو زبان قلم اور چاہیے
نوروز مین تکلف سامان ضرور ہے — ساقی گمان ہی ساغر جم اور چاہیے
پھر یار مجکو چشم عنایت سے دیکھ لے — مین پھر کہون نگاہ کرم اور چاہیے
بیتوری مین بل پڑے ہین جو ای ترک کینہ جو — ابرو کی بھی کمان مین خم اور چاہیے
ناصح کو عقل و عشق کے جھگڑے سے کیا غرض — دل کا معاملہ ہے حکم اور چاہیے
دی ہین جو گالیان تو مجھے سنکھیا بھی دو — تھوڑا سا اسم خدا کی قسم اور چاہیے
آئے ہین آپ نزع مین موقع ہی دید کا — قالب مین جان آنکھو مین دم اور چاہیے

۲۵۳	پیری مین فکر طاعتِ حق کی ضرور ہے طاہر کو زادِ راہِ عدم اور چاہئے	۱۳

جلوۂ رخسارِ محبوبِ خدا آنکھون مین ہے
باغِ جنت کی فضا صلِّ علیٰ آنکھون مین ہے

پاؤن پڑتا ہون نہ پوچھین آپ کیا آنکھون مین ہے
کھل گئی آنکھون کی قسمت خاکِ پا آنکھون مین ہے

چشمِ جانان کی حقیقت کوئی ہمسے پوچھ لے
کوٹ کر موتی بھرے ہین اور کیا آنکھون مین ہے

پنجۂ مژگانِ نکو زینت میرے رونے سے ہوئی
اشکِ خون آلود سے رنگِ حنا آنکھون مین ہے

دیکھتے ہین لوگ خوش ہوکر مرقعِ دہر کا
مین وہ حیران ہون کہ تصویرِ قضا آنکھون مین ہے

خالِ عارض ہوگئے ہین جب سے منظورِ نظر
دن کو تارے دیکھتا ہون وہ ضیا آنکھون مین ہے

کیا تماشا ہے جھکے پڑتے ہین ابرو کسلیے
نور کی دو پتلیان ہین اور کیا آنکھون مین ہے

کنجِ مرقد مین مزہ سے پاؤن پھیلائے ہوے
سو رہا ہون مین خیالِ دلربا آنکھون مین ہے

حسن سے کچھ کم نہین ہے انکا لطفِ دلبری
جتنی آنکھین ہین بڑی اتنی حیا آنکھون مین ہے

اہلِ جوہر کی نظر جبتک نہو جوہر شناس
پھر اگر کُحل جواہر ہے تو کیا آنکھون مین ہے

جسکا طالب ہون وہ الفت ہے سرشتِ یار مین
جسکو آنکھین ڈھونڈھتی ہین وہ حیا آنکھون مین ہے

قیدِ رخسار و کفِ پائے نگارین کی نہین
تلِ کہین کا ہو جگہ ای دلربا آنکھون مین ہے

۲۵۴	ابرِ غم چھایا ہے اے طاہر فراقِ یار مین جوشِ گریہ آج کل بے انتہا آنکھون مین ہے	۱۹

عاشقِ چشم جو گھر سے کبھی باہر نکلے
میکدہ ہوتے ہوئے یار کے در پر نکلے

کیا مقابل ترے عارض کے چمک کر نکلے
اُوس پڑ جاے اگر مہرِ منوّر نکلے

مجھسے وہ ترک جو ملجاے لڑائی بن جاے
فوجِ اغیار ہلاتی ہوئی چادر نکلے

غیر کے دل مین تصور ہو ترے دانتون کا
ایسے ویرانہ مین گنجینۂ گوہر نکلے

زلفِ پُر پیچ سے کیونکر ہو جُدا طائرِ دل
دامِ صیّاد سے کس طرح کبوتر نکلے

تیرے دانتونکی جو تعریف سُنی کانون سے
عرقِ شرم مین ڈوبے ہوئے گوہر نکلے

نہ بہار آئی نہ سامان رہائی کا ہوا
نہ کھلین باغ مین کلیان نہ میرے پَر نکلے

سُنکے فریاد بُتون نے بھی نہ پوچھا ہمکو
جنکو انسان سمجھتے تھے وہ پتھر نکلے

کیسی گلگشتِ چمن اور بھی آفت آئی
توڑے صیّاد نے بازو جو میرے پَر نکلے

تو اگر مُنھ نہ لگائے تو یقین ہے مجکو
چشمِ تر لیکے تری بزم سے ساغر نکلے

قد کشی قامتِ موزون کے مقابل کیسی
سرو سے کہدو ابھی باغ کے باہر نکلے

شام سے آج تو ہو دورِ شراب اے ساقی
چاند کے ساتھ ہلالِ لبِ ساغر نکلے

کب سے مشتاقِ اجل بیٹھے ہین ہم مقتل مین
دیر کیا ہے کہ مری یار سے خنجر نکلے

عاشقِ زار مٹے حُسن تمھارا نہ رہا
خط کا آغاز ہوا چیونٹیون کے پَر نکلے

قصد بازار کا گلشن سے کیا تھا کس دن
تیری بو باس جو پائی تو گُلِ تر نکلے

مُردنی چھائی جو مجھپر تو اداسی اِس پر
اے شبِ غم یہ ستارے بھی بد اختر نکلے

پچھلے حشر مین بیگارِ گُنہ کی گٹھری
قبر سے بوجھ اوٹھائے ہوئے سر پر نکلے

کارگر آفتِ مژگان مین ہو کیا ناخنِ فکر
پھانس ڈوبی ہوئی دل مین ہو تو کیونکر نکلے

۲۵۵	حُسن کی اپنے وہ خیرات اگر دین طاہر لیکے کشکولِ گدائی شہ خاور نکلے	۱۲

پہیلی بُوجھ لی اونکے دہن کی
کلی ہے نا شگفتہ یاسمن کی

بدن پر کھائیگا میری طرح گُل
یہی صورت ہے طاؤسِ چمن کی

نہ آنا تھا نہ آئی جانِ فتہ — ہوئی مٹی خراب آخر بدن کی
دلِ پُر داغ دیکھو باغ کیسا — ہوا کھا باکرو ایسے چمن کی
نہین سُنتا کوئی فریادِ بُلبُل — دُوہائی ہے جوانانِ چمن کی
جو عاشق نقشِ پا بنکر مٹے ہین — اُنھین حاجت نہین گور و کفن کی
محبّت ہے عناصر مین ہمارے — ادا کی ناز کی جھپ کی پھپن کی
اگر تھا آبرو کا پاس اے دل — تو پھر کیون اُلفتِ چاہ و ذقن کی
گلون کا تذکرہ اُس گُل کے آگے — قضا آئی ہے مُرغانِ چمن کی
جفا پر بھی وفا کرتے ہین عاشق — یہ خاطر ہے بُتِ خاطر شکن کی
وہی آفت ہمارے سر پر آئی — گئی تھی جان جس مین کوہکن کی

۲۵۶ — تمنّا ہے ہمارے دل کو طاہر / طوافِ تُربتِ شاہِ زمن کی — ۱۵

اگر دل بچ رہا تیغِ نظر کے زخم کھانے سے — تو سمجھینگے کسی دن تیر قُربان اس نشانے سے
خدا لایا ہی قسمت نے رسائی کی ہی مُدّت مین — وہ کافر ہو جواب اٹھے بُتون کے آستانے سے
شبِ وعدہ جو تُم آتے تو میرا خون کیون ہوتا — یہ گل اے غیرتِ گلشن کھلا مہندی لگانے سے
یہین نے اہد کرین سجدہ یہین بنجائیگا کعبہ — ابھی لاتا ہون مین پتھر بُتون کے آستانے سے
سُناتے شاد ہو کر کیون خبر غیر کے مرنے کی — ہمین صدمہ نہوتا یار کے آنسو بہانے سے
جفا و جور کے صدمے یہانتک ہم اوٹھائینگے — کہ تُم خود باز آؤ گے محبّت آزمانے سے
یہ مُنھ دیکھے کی ہی تعریف اے قاتل تڑپنے دے — اذیّت جانکنی کی کم نہوگی دل بڑھانے سے
غضب ہے شمع آثارِ سحر ہین وصل کی شب مین — دلِ مضطر لرز جاتا ہے تیرے جھلملانے سے

چراغِ خانہ گل کرکے زمانہ شب کو سوتا ہے
تم اندیشہ نکرنا شمعِ روشن کے بجھانے سے

جو میرے قتل سے خوش ہو تو کیا صدمہ نہ پہونچیگا
تمھارے ہاتھ دکھ جائینگے میری نعش اُٹھانے سے

نظر تیچھی ہاکرتی ہی قاتل کی سبب کیا ہے
سروہی کاٹ کم کرتی ہی کیا سیدھی لگانے سے

فقط عاشق ہی اونکے ہاتھ سے ہون قتل کیا کہنا
نہو گا سادگی کا خون کیا مہندی لگانے سے

جواب نامہ لانے کی ابھی سے تحتین کیسی
پلٹنا بھی تو پہلے نامہ بر سیکھے زمانے سے

جو انکون نے دئے چھینٹے دھوین نے اور دم گھونٹا
اُٹھایا دوسرا صدمہ لگی دلکی بجھانے سے

۲۵۷

وہ برہم ہوتے ہین شکوہ عبث کرتے ہو اے طاہر
اب اُن خاموش ہو کیا فائدہ قصہ بڑھانے سے ۸

کیا غرض شیفتہ زلف کے سمجھانے سے
اُنکو سودا ہے اوبجھتے ہین جو دیوانے سے

نہین چھپتی ہی چھپانے سے محبت دل کی
یہ مئے تیز اوبل پڑتی ہے پیمانے سے

واہ کیا چال ہی میخوارون کی اے ابرِ بہار
جھومتے چلتے ہین جب اوٹھتے ہین میخانے سے

قہر کی آنکھ بھی دیکھی تو نیا ہی الفت
ہم نہ بدلے تری تیور کے بدل جانے سے

خاک ہو جاؤن تو کچھ غم نہین اے سوزِ فراق
دل تو ٹھنڈا ہو کسیکا میرے جل جانے سے

دیکھتا تھا نظرِ بد سے فلک مستون کو
یہ بھی کھٹکا زہا ابر کے گھر جانے سے

مین وہ ہون رند گدا اونکے جو کرتا ہون سوال
برکت ہو کی صدا آتی ہے میخانے سے

۲۵۸

ڈھونڈھتے تھے جسے طاہر اُسے پایا دل مین
اب غرض ہی ہمین کعبے نہ بتخانے سے ۱۱

یاد مجکو جو حسینون کی ملاحت ہوگی
شورشِ حسن نمکپاشِ جراحت ہوگی

یادِ عاشق کا نشان اور تمھارے دل مین
صاف تو یہ ہی جو ہوگی تو کدورت ہوگی

ہو کے دیدار طلب دیکھ نہ لے آئینہ
آج یہ شکل ہو کل اور ہی صورت ہوگی

لوٹنے کو مجھے آئیگا جو وہ غارت گر
جان منجملۂ اسباب غنیمت ہوگی

دیکھ لینگے وہ کن انکھیون ہی سے محفل مین مجھے
انکی آنکھون مین جو تل بھر بھی مروت ہوگی

حشر کا دن ہی سلجھنا ہی بتون سے یارب
فیصلہ آج نہو گا تو قیامت ہوگی

انکے جانباز ہین کثرت سے یہان حسرتِ مرگ
دیکھئے کب ملک الموت کو فرصت ہوگی

دیکھ لیگی جو قضا میری ادائے قاتل
وہ بھی سو جان سے مشتاقِ شہادت ہوگی

صور کا دم تو سرافیل بہت بھرتے ہین
نالۂ دل جو سنین گے تو قیامت ہوگی

داورِ حشر سے فریاد نہ کرنا اے دل
ورنہ قاتل سے سوا مجکو ندامت ہوگی

۲۵۹
شعلہ رویون کے جو ہو جائینگے عاشق طاہر
اور بھی گرمیِ بازارِ محبت ہوگی
۳۰

یہ بھی ہی کیا خوب تاثیرِ بیانِ بیخودی
کہتے کہتے بھولتا ہون داستانِ بیخودی

لامکان کہتے ہین جسکو ہی مکانِ بیخودی
ای فلک دنیا ہے تجھسے آستانِ بیخودی

کون ہوگا واقفِ رازِ نہانِ بیخودی
دل ہی دل مین کہہ رہا ہون داستانِ بیخودی

کہنے والے کہہ نہین سکتے بیانِ بیخودی
گو مگو کا ماجرا ہے داستانِ بیخودی

میرے مٹتے ہی مٹا نام و نشانِ بیخودی
رہ گئی دنیا مین باقی داستانِ بیخودی

کون ہی کس سے کہون سرِ نہانِ بیخودی
ایک خاموشی ہوئی ہی رازدانِ بیخودی

ہو جو ہر موے بدن میرا زبانِ بیخودی
چپکے چپکے غم سے کہدون داستانِ بیخودی

ہوش آئینگے جو بنکر دشمنانِ بیخودی
اُنکو بالسیف کہدیگی زبانِ بیخودی

کیا برائے نام باقی ہے نشانِ بیخودی
میری مٹی ہی کہ گردِ کاروانِ بیخودی

شکر کرتا ہون ملی فکرِ دو عالم سے نجات
سر ہی میرا اور سنگِ آستانِ بیخودی

شکر ہے یہ تو کہا سنکر دلِ حیران کا حال
اِسکا کیا کہنا ہی یہ ہے داستانِ بیخودی

سر سلامت ہے تو سر ہو جائیگا میدانِ عشق
مثلِ رستم طرح کرونگا ہفتخوانِ بیخودی

عشقِ عالمگیر کی یہ شان و شوکت دیکھنا
آگے آگے فوجِ غم کے ہے نشانِ بیخودی

ناتوانِ عشق حیران ہین الٰہی کیا کرین
سے ٹالین کس طرح کوہِ گرانِ بیخودی

بس بس اے ناصح خدا کے واسطے مجکو نہ چھیڑ
ہر نصیحت ہے تری سوہانِ جانِ بیخودی

ہر طرف ہر سو نظر آتا ہے جلوہ عشق کا
آنکھ کے تل مین سمایا ہے جہانِ بیخودی

حسنِ نمارنگر سے ہوگا ایکدن برباد عشق
لوٹ لینگے لوٹنے والے دکانِ بیخودی

اِسکا رتبہ محوِ حیرت کے سوا سمجھے گا کون
داغِ حسرت ہے چراغِ دودمانِ بیخودی

یہ نفیر خواب اے شامِ شبِ فرقت نہین
سوتے سوتے کہہ رہا ہون داستانِ بیخودی

کون رہبر ہے یہان تو ہی بتا اے خضرِ عشق
میرے سجدے ڈھونڈھتے ہین آستانِ بیخودی

مین ہوا محوِ تجلی ڈٹ گئے رنج و ملال
آگئے غش سے بھی پہلے پیروانِ بیخودی

آج کل ہم تازہ وارد ہین دیارِ عشق مین
رہتے رہتے سیکھ جائینگے زبانِ بیخودی

اے نقاہت وہ کہین آئین تو وقتِ احتضار
مین اشارون مین کہون سب داستانِ بیخودی

ماجرائے رنجِ فرقت تمنے پوچھا بھی نہ تھا
خود بخود کہنے لگا مین داستانِ بیخودی

عشق کا دم بھی عجب دم ہی خدا رکھے اسے
دوستدارِ بیکسی ہے مہربانِ بیخودی

کیون نہین عقل و خرد آماجگاہِ تیرِ عشق
آج کل اوتری ہوئی ہی کیا کمانِ بیخودی

ناتوان ہون اے جنون ہاتھون مین در آنے تو دے
کھینچ لونگا ایک چلے مین کمانِ بیخودی

محوِ حیرت ہون یہی خواہش دلِ حیران کی ہی
بند ہون آنکھین کرون سیرِ جہانِ بیخودی

جب یارِ عشق مین پہونچے تو آنکھین کھل گئین | دوسرا عالم نظر آیا جہانِ بیخودی

۲۶۰ | سنکے طاہر ماجرا ے ہجر اُس بت نے کہا / واہ مجذوبون کی بڑھی داستان بیخودی | ۲۱

ہوس کیا کرین دولت وجاہ کی | کہ ہستی نہین عمر کوتاہ کی
ترے دل سے اے بت اگر راہ کی | تو پھر کیا ہی معراج ہے آہ کی
جُدا کیون کرون دل ہی مین داغِ عشق | نشانی ہی کس غیرتِ ماہ کی
کریگا فلک اور بھی سرکشی | اگر چوٹ خالی گئی آہ کی
دیا حسن تمکو محبت ہمین | اِسے دین کہتے ہین اللہ کی
اوٹھائین اَب اغیار کیفیتین | نئی دوستی کی نئی چاہ کی
غرض دل سے کیا منزلِ عشق مین | کرے پیروی کون گمراہ کی
رسائی ہوئی یار کے دل مین کیا | ہَوا بندھ گئی نالہ و آہ کی
عذابِ جہنم ہوا سوزِ غم کم | سزا جیتے جی مِل گئی چاہ کی
جو پوچھے اثر کسکی پرسش مین | دَمِ سرد بھر کر کہون آہ کی
خطائین اگر اپنی ہین بیشمار | تو بیحد ہے رحمت بھی اللہ کی
جو بچھواو تم چاندنی مین پلنگ | چمک جائے قسمت شبِ ماہ کی
کرین ذکرِ کوی صنم کیسی پند | کوئی بات ناصح کہین راہ کی
اُلٰہی بتون کو خبر تک نہو | جہان مین دُہائی پھرے آہ کی
فقیری مین بھی ہین قناعت پسند | طمع کس کو ہی دولت وجاہ کی
ذرا میری آنکھون سے دیکھے تو شیخ | وہ بت ہی کہ قدرت ہی اللہ کی

عیادت کو آئے وہ رشکِ مسیح
یہی ہی دوا دردِ جانکاہ کی

تری ٹھوکرین ہین میرا جسمِ زار
خرابی ہی خارِ سرِ راہ کی

بتون کے یہ طعنے یہ کہنا غضب
کہ جاؤ کرو یاد اللہ کی

صلہ مین جو دے ہمکو خلدِ برین
کرین مدح ایسے شہنشاہ کی

ہوئی عمر غفلت مین طاہر بسر
کرو بندگی ابتو اللہ کی

مخمسات

ح حق تو یہ ہے نہ ہوا تجھسا کوئی اور نبی
خاکسار و نکو ہی ظاہر تری عالی نسبی

آستان بوس ہی عالم پے مقصد طلبی
مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ب بخدا حسن ترا دیکھکے حیرت مین ہین ہم
ہم تو کیا دیکھین جو یوسف تو وہین لیکے قدم

قدم آنکھون سے لگا مین کہین یا شاہِ امم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال ست بدین بوالعجبی

ی یہ لطافت رخِ رنگین مین ہی خالق کی قسم
خار کھاتے ہین جسے دیکھکے گلہائے ارم

دیکھے خورشیدِ قیامت تو کہے یہ ہردم
من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم

اللہ اللہ چہ جمال ست بدین بوالعجبی

ب بس اگر ہی تو یہی فکر ہے ہمکو دن رات
دیکھین کب ملتی ہی سوزِ غمِ عصیان سے نجات

چشمہ فیض و کرم خلق مین ہی تیری ذات
ماہمہ تشنہ لبانیم و تو ئی آبِ حیات

لطف فرما کہ زحد مے گزرد تشنہ لبی

خ خلق جب تفتہ جگر حشر مین ہوگی پیہات — لب کوثر تجھے دیکھیگی تو ای بحر صفات
العطش کہکے بصد یاس کہیگی یہ بات — ماہمہ تشنہ لبانیم و تو ئی آب حیات

لطف فرما کہ زحد مے گزرد تشنہ لبی

داور ہر دو سرا مورد حکم مولا — مطلع مہر و کرم مصدر اکرام و عطا
حامد اللہ ہوا صلی علی صل علی — نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را

برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

آب و تاب رخ و کاکل سے ترے صبح و شام — رہتے ہین ترگل و سنبل چمنستان مین مدام
تیرے مداح کا اب ہی یہی دن رات کلام — نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدن شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

واہ اے بحر سخا ابر کرم خیر انام — تیری توصیف مین مداح رہے شیرین کام
اب بھی اس فیض رسانی مین کسی کو ہے کلام — نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام

زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

رنج و غم سے ہی میرا حال نہایت ابتر — تا کجا درد و مصیبت مین رہون مین مضطر
رحم کر رحم کر اب تو مری بیتابی پر — چشم رحمت بگشا سوے من زار نگر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

سر بسر ہے غم عصیان سے میرا حال ابتر — ہوتی ہے حرص و طمع مین میری اوقات بسر
آرزو ہے کہ ادھر بھی ہو عنایت کی نظر — چشم رحمت بگشا سوے من زار نگر

اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

وہ ترا مرتبہ خالق نے کیا ہے برتر
کہ ترے حکم مین سب ہین ملک و جن و بشر
مین بھی آیا ہون گدا بنکے درِ دولت پر
چشمِ رحمت بکشا سوی منِ زار نگر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

للہ الحمد ہے تو شافعِ روزِ محشر
مجھسے جب پرسشِ اعمال ہو پیشِ داور
دست بستہ مین کہون گر کے ترے قدمونپر
چشمِ رحمت بکشا سوی منِ زار نگر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

کرتے کیونکر فصحا اپنی فصاحت کا غرور
جب کہ فرقان ہوا ناسخِ توریت و زبور
یہ بھی اک معجزۂ پاک تھا یا شاہِ غیور
ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور
زان سبب آمد قران بزبانِ عربی

رنج ہے اپنے گناہونکا خطاؤن کا الم
خرد و ہوش رہین خاک بجا و اے ستم
عفو کرنا میری تقصیر کو یا شاہِ امم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگِ کوی تو شد بے ادبی

یا نبی تیری ہی قبضہ مین ہی خلدِ ہشت
قابِ قوسین کی طے تو نے کیے ہین وہ دشت
عقلِ کل کی بھی جہان طاق ہوئی طاقِ گشت
قبِ معراجِ عروجِ تو ز افلاک گزشت
بمقامے کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

مرتبون سے ترے ہر شخص کو ہی آگاہی
دھوم بیمارون مین ہی تیری مسیحائی کی
دیکھکر طاہرِ دلخستہ کا یہ حالِ ردی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمد پیشِ تو قدسی پئے درمان طلبی

خمسہ بر غزل خواجہ حیدر علی آتش مرحوم

عمرِ دو روزہ میری گزری نہ کیون محن مین — کانٹے چبھو رہا ہی ہر موے تن بدن مین
جکڑا ہون سر بسر مین زنجیر مین رسن مین — الجھا ہی دل بتون کے گیسوے پرشکن مین
اوگتی ہی جاے سبزہ کنگھی میرے چمن مین

شیرنگ ساز الفت یکتا ہی اپنے فن مین — تمیز بلبل و گل کرتا نہین چمن مین
پروانہ شمع یکسان ہین اسکی انجمن مین — شیرین زبان ہوئی ہی فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

ہستی کا رنگ جسنے ناپایدار دیکھا — جبتک ہی موسم گل بلبل ہے نغمہ پیرا
کیا بد دماغ گل ہین جو ہنس رہے ہین بیجا — دو روز ہی یہ لطف و عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہی پیرہن مین

گو حال دل کا مینے اسکو سنا دیا ہی — انداز عرض مطلب سب کچھ بتا دیا ہے
رعب جمال جانان بیحد و انتہا ہے — ذکر فقیر آگے اس بت کے بھولتا ہے
ابکی گرہ مین دون گا زنار برہمن مین

دیدار کی جو دولت عاشق کو ہو میسر — اسکا تو پوچھنا کیا بیشک وہ ہی سکندر
اونی ترے دعا گو ہو ہو گئے تونگر — حاصل کیا ہی تیرے صدقہ مین اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین زنار برہمن مین

اقرار وصل کرکے کیا سوچھی گھات اوتارا — جاینگے کدھر کو اب ہم کسکا کرین سہارا
مانند ابر ہمکو روتا وہ چھوڑ سدھارا — میدان کیا گرا کر اشکون نے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آنکھین بچھا رہا ہون ساماں جشن اب ہی — چہرہ بحال دل خوش کیا عیش کیا طرب ہے

اے ہمنشین بتاؤن شادی کا کیا سبب ہے | دلمین خیال حسنِ محبوب روز و شب ہے
اوترا ہوا ہی یوسف مہمانسرائے تن مین

خیبر پہلے مین ہون یہ قصد ایک کا تھا | سبقت ہوا سمین مجکو یہ دوسرے نے چاہا
اچھے لڑائے مینڈھے کھیلا شکار اچھا | اسکو دکھا کے تو نے اوسپر جو تیر جوڑا
پہرون رہی لڑائی شیر اور گرگدن مین

خوبی ماہِ کنعان کچھ بھی نہین سنا کر | رسوا ہوئی زلیخا اسرار دل جتا کر
ہے امتحان منظور اتنا میرا کہا کر | بازارِ مصر مین چل یوسف کا سنا مناکر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

دشت مین فصلِ گل نے گھر سے مجھے نکالا | مین نجد مین جو پہونچا مجنون کا قول یہ تھا
اُستاد مینے دیکھا دُنیا کا رنگ کیا کیا | بُغض و حسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا
کیا کیا جلا ہے ساکھو پھولا جو ڈھاک بن مین

دل سوز رنج و غم سے مجبور ہو تو آتش | جل جل کے خاک جسم محرور ہو تو آتش
طاہر کی طرح مرزا منظور ہو تو آتش | کوئی نہین ہے تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھا جو رہ دستِ غسال و گور کن مین

خمسہ بر غزل امیرزا کلب حسین خان صاحب بہادر مرحوم نادر تخلص

کیسے کم بین ہو جو کہتے ہو کہ یہ کیا دل ہے | خذفِ را ہگزر ریزۂ مینا دل ہے
حق اگر پوچھو تو بیمثل ہے یکتا دل ہے | اثرِ زنگِ کدورت سے مصفا دل ہے
صاف آئینہ سے اے جان ہمارا دل ہے

ہجر مین رنج ہو گو بے سروسامانی کا — شکوہ لب پر نہین آتا ہو گرانجانی کا
دھیان رہتا ہے غم یار کی مہمانی کا — ہو کے مجروح ہو خواہان نمک افشانی کا

واہ وا دیکھئے کیا خوب مزہ کا دل ہے

ہان زمانہ ہو بُرا لوگ ہین اکثر بد بین — منزلت اہل صفا کی بھی ہو دنیا مین کہین
لیکن اتنی ہو گزارش مری اے ماہ جبین — قدر اسکی نہ کرین آپ تو انصاف نہین

دیکھئے شیشہ کا شیشہ ہو یہ دل کا دل ہے

اے بتو کیسے ہو تم ہے یہ خدائی کیسی — بیگنا ہونکو سزا ملتی ہو حیرت ہو یہی
عدل و انصاف کرو اچھی نہین ہٹ دھرمی — جرم الفت مین نکلوا ؤ نہ آنکھین میری

کچھ خطا اسکی نہین چاہنے والا دل ہے

مثل مجنون نہ پھرا بادیۂ وحشت سے — نہ ڈرا صورت فرہاد کسی آفت سے
توڑ کر پاؤن کنارہ نہ کیا محنت سے — جان کھوئی نہ اوٹھایا کبھی ہاتھ الفت سے

واہ کیا سلمہ اللہ تعالے دل ہے

جان بیتاب عجب کیا جو لبون تک جاے — میرے گھر خیر سے وہ آج بھی تشریف نہ لاے
ایسی تنہایون سے کیون نہ میرا دل گھبراے — چھٹ گئے تاب و توان و جگر و دل ہاے وا ے

باقی اب پہلوے مجروح مین تنہا دل ہے

دولت حسن خدا نے جنھین دی ہو اے یار — خاکسارون سے گذر نہین رہتے زنہار
اب مین سمجھا کہ ہوے آئنہ بردار اغیار — آگیا آئنہ خاطر نازک مین غبار

صاف معلوم یہ ہوتا ہے کہ میلا دل ہے

عمر بھر صدمے جدائی کے اوٹھانے افسوس — رنج محرومی طالع نے دکھائے افسوس

باغِ الفت کے ثمر ہاتھ نہ آئے افسوس | بوسہ ہائے لبِ شیریں بھی نہ پائے افسوس
تلخ ہے جانِ حزیں رنج سے پھیکا دل ہے

حُبِّ احمد میں ہی کونین کی دولت حاصل | ہے حضور ایسی محبت کا بھی بندہ قائل
سُنکے یہ قول ہوا طاہرِ محزوں خوش دل | نہیں ہوتا ہے کسی اور کی جانب مائل
محوِ ختمِ رسل اے، نادرِ شیدا دل ہے

قصاید

قصیدہ جشن جوبلی

آج کیا ہے کہ نہیں ہے قفسِ خار محن | آج کیا ہے کہ شگفتہ ہے تمنا کا چمن
آج کیا ہے کہ کدورت کا نہیں نام و نشان | صحنِ گلزار ہے یا آمنۂ صبحِ وطن
آج کیا ہے کہ ہے اسدرجہ فروغِ گلزار | شاخِ سُنبل کی نظر آتی ہے سوجے کی کرن
آج کیا ہے کہ جو بیمار سے پوچھو تو کہے | کہ ہرے ہوگئے ہم صورتِ سبزانِ چمن
آج کس جشن میں مشغول ہیں سبزانِ بہار | شکر کس بات کا کرتی ہے زبان سے سوسن
آج کیوں غنچوں کی مٹھی میں ہے زر بہرِ نثار | آج کیوں دامنِ دولت ہے گلوں کا دامن
یوں تو گلزار رہی اچھے تھے مگر آج کے روز | دشتِ پر خار بھی آئے ہیں نظر سُندر بن
کیا خوشی ہے کہ جو آزاد ہوئے ہیں وہ لوگ | تھے جو مدت سے گرفتارِ غم و رنج و محن
کیا مسرت ہے کہ دل شاد ہیں جہری بشاش | نہ گرہ ہے کسی خاطر میں نہ ماتھے میں شکن
تھی اسی فکر و تحیر میں طبیعت میری | کہ سبب کیا ہے کہ جوبن پہ ہے گلشن گلشن
مُلہمِ غیب نے اُسوقت مخاطب ہوکر | کہہ دیا مجھسے کہ حیرت سے ہے کیوں گرمِ سخن

قیصرِ ہند فلک جاہ کا ابرِ الطاف
نصف صد سال سے آفاق مین ہی سایہ فگن

سال پورے ہوی آج اونکی حکومت کو پچاس
جشنِ جوبلی کی یہ ہی دھوم تہ چرخِ کہن

آج کے دن کو اگر عید تمنا کہئے
تو نہایت ہی مناسب ہے بہت مستحسن

مین نمکخوار کہ ادنی ہون ہوا خواہ ہون مین
ہنس دیا فرطِ خوشی سے صفتِ صبحِ وطن

اور مین کیا ہون جسے دیکھئے وہ شاداں ہے
کیون نہ شاداں ہو کہ ہر دل ہی خوشی کا مسکن

واہ کیا عہد ہے کیا دور ہے اللہ اللہ
کہ دلِ خلق شگفتہ ہے مثالِ گلشن

شکوہ حسرت و افلاس کسی نے نہ سنا
شاد و آباد ہین سب اہلِ ہنر صاحبِ فن

ہند و لندن سے کیا کوچ اوٹھا یا بستر
شہرِ دشمن مین رہے جا کے غم و رنج و محن

زیرِ دستون کو اسی عہد مین حاصل ہی زور
شیر کو آنکھ دکھاتے ہین نیستان مین ہرن

کشورِ ہند مین اگلی سی تعدی ہو نہ ظلم
ہان اسیوقت مین بدلا ہی زمانہ کا چلن

مین بھی سر آنکھون سے دربارِ معلے کو چلا
دل کو یہ فکر کہ کیا کیجیے یا ربِّ زمن

نہ مرے پاس ہی دولت کہ کرون آج نثار
دستِ خالی کیطرح صاف ہین جیب و دامن

دلِ شادان نے کہا مجھسے مخاطب ہو کر
دی ہی خالق نے زبان تجکو تو ہو گرمِ سخن

کیا تکلف ہی نمکخوار ہے سرکار کا تو
مانگ خالق سے دعا بہرِ شہنشاہِ زمن

بسر و چشم کیا کہنے کو اوسکے منظور
بلگئے دستِ دعا شاخِ نہالانِ چمن

یا خدا موسمِ گل آئے جہانمین جبتک
لعل کی کوہِ بدخشان مین ہو جبتک معدن

جب تک آباد اقالیم رہین شاہون سے
جبتک انصاف کی ہو رسم عدالت کا چلن

قیصرِ ہند سلامت رہین با امن و امان
اور دربارِ معلے مین ادب سے ہر روز
آکے شاہانِ سر افراز جھکائین گردن

روز افزون رہے اخلاص ہوا خواہونمین
اور اعدا کے لئے تفرقۂ روح و بدن

ہو شہنشاہی صد سال کا بھی یارب جشن
پھر اسیطرح سے ہو بزم طرب شکل چمن

ختم کر سلسلۂ مدح کو اب اے طاہر
کرے مقبول دعا ئین تری خلّاقِ زمن

قصیدہ

خدا کے فضل سے ہی آج کل وہ جوشِ بہار
کہ سرو تک چمن آرزو مین لائے ہین بار

یہ ہی نظارتِ فصلِ ربیع اب کے بار
کہ سبز ہو گئے یکسر انار آتشبار

سُنا بہار کا مژدہ تو شادمان ہو کر
لُٹائے صبح کو شبنم نے گوہرِ شہوار

قبائے گل کی پھبن کا تو واہ کیا کہنا
چمن مین طرّہ ہی سنبل کی لٹیٹی دستار

طلسمِ تازہ بنا ہے بہار کا نیرنگ
کہ سنگ سے بھی نکلتے ہین پھول بنکر شرار

گلاب سبزہ کے مُنھ پر چھڑک کے شبنمِ تر
یہ کہہ رہی ہی کہ خوابِ سحر سے ہو بیدار

وہ سبز ہو گئے مانند سبزۂ گلشن
کھٹک رہے تھے جو آنکھو مین خشک ہو کر خار

ہجومِ گل سے یہ ہی کشمکش کہ گلشن مین
نگاہِ چشمِ تماشا کا ہے گزر دشوار

قریبِ تختۂ سوسن ہین یاسمن کے پھول
چمن مین سیر ہی یکجا ہوئی ہین لیل و نہار

صدائے نغمۂ عشرت بلند ہے ہر سمت
ہر ایک مرغِ چمن بنگیا ہے موسیقار

کرے غبارِ چمن سرکشی ذرا بھی اگر
تو آکے طیش مین نیچا دکھائے ابرِ بہار

کبھی چمن مین نہ دیکھا تھا یہ خوشی کا رنگ
کہ مسکراتے ہین غنچے تو ہنس رہے ہین انار

رہا یہ جوشِ طراوت تو شاخِ آہو مین
ہری ہری نکل آئیگی کوپل اب کے بار

جہانمین ہی یہ رنگِ صفا کہ اہلِ قلم
خطِ غبار بھی لکھین تو ہو خطِ گلزار

جو فیضِ نامیہ سے چاندنی کا پھول بڑھے
تو چودھوین کا کہین چاند اُسے اولیٰ الابصار

مین دیکھ دیکھے یہ رنگ باغِ عالم کا
وہ دنگ تھا کہ نہ تھی تاب گفتگو زنہار

کہا یہ دل نے کہ تو کیون ہی ساکت و صامت
بنا ہے کیسلیے حیرت سے پیکرِ دیوار

یہ وقت وہ ہی کہ کرتے ہین چہچہے بلبل
ہوئے ہین طائرِ تصویر مائلِ گفتار

تجھے خیال ہے شاید کہ اس زمانہ مین
نہین ہی قدرشناسِ سخن کوئی زنہار

ترا قیاس ہے بیجا ترا گمان ہے غلط
سخن کیواسطے اب بھی ہی گرمیِ بازار

مذاق اسکا جو ہر شخص کو نہ ہو نہ سہی
تجھے عوام سے کیا واسطہ ہی کیا سروکار

تو اُوسکی مدح رقم کر کہ آج دنیا مین
نظیر جسکا نہین ہی کوئی بلند وقار

جو اپنے ڈھب کا یہ فقرہ سُنا تو مینے بھی
اوٹھا کے کلکِ مرصع نگار و گوہربار

کہا وہ مطلعِ برجستہ مدحِ حاضرین
زبانِ اہلِ سخن پر ہی آفرین کی پکار

مطلع

تری عطا کی نہ حد ہے نہ انتہا نہ شمار
ترا سحابِ کرم ہے کہ ابرِ دریا بار

یہ سنگِ در ہی کہ اورنگِ سلطنت کوئی
یہ تیری بزم ہے یا بادشاہون کا دربار

کوئی بھی رفعتِ ایوان کو دیکھ پاتا ہی
نظر پہونچتی ہی برسون مین تا سرِ دیوار

شمیمِ خُلق نے تیرے مٹا دیا ایسا
دوا کو ڈھونڈھو تو ملتا نہین ہی مشکِ تتار

عجب نہین ہی جو چہرہ لکھا کے دفتر مین
ہو تیری بزم کا اسکندر آئنہ بردار

پھرا نہین درِ دولت سے کوئی بھی خالی
بھرے ہین کیسہ مفلس مین درہم و دینار

جو دیکھ لے کفِ دستِ نوال کو تیرے
غریق آبِ ندامت ہو قلزمِ ذخّار

ہی مفلسی کا مرض کسکو اس زمانہ مین — طبیب نسخہ مین کیون لکھین شربتِ دینار
ترے سلام کو خورشید آستانہ پر — پہنکے صبح کو آتا ہے جامۂ زرتار
جو تیرے خلق کی نکہت ملے کسی گل کو — سرانِ دہر بنائین اُسے گلِ دستار
وہ ہی طبیعتِ رنگین کہ دیئے بدور — ہزار جان سے بلبل فدا نثار بہار
ترے سخن کو نہو کیون عروج دنیا مین — بلند فکرِ رسا ذہن آسمان سیّار
فسانہ عقلِ فلاطون کا آج کل یون ہی — گزشتہ سال کی تقویم جیسے ہو بیکار
تجھے وہ حسن دیا ہی خدا نے نامِ خدا — کہ مہر و مہ بھی ہین مشتاق جلوۂ دیدار
قوی ہوئے ضعفا ایسے اس زمانہ مین — عجب نہین کہ ہو عصفور کا عقاب شکار
دکھائی دیتے ہین معدوم ربع مسکون مین — شریر مفسدہ پرداز مفتری مکّار
دکھائی آنکھ جو تو بھول جائی خونریزی — بُرا نہ چیتے ہرن کا پلنگ ہو غمخوار
سنان و تیغ کے قطعِ نظر دمِ ہیجا — سُنین جو نام تو کٹ جائین دشمن و اشرار
ہوا یہ زہد و ورع کا رواج عالم مین — کہ جامِ بادہ کے لب پر ہی توبہ استغفار
چُرائین آنکھ بھی عشاق سے حسین اگر — تو اُنپر ابروے خمدار کھینچ لے تلوار
ترے حریف کا یہ حال ہے مقابلہ مین — حواس باختہ ہو جیسے زخم خوردہ شکار
کرے فساد اگر خون جسم اعدا مین — تو ایکدم مین کرے تصفیہ تری تلوار
سراسر اسمین ہین جوہر عیب پوشی بھی ہی — دیئے ہین اسنے مخالف کو زخم دامندار
بسانِ برق جو ابرِ نیام سے چمکے — عدو کا خرمنِ جان ہوا بھی فی النار
مثال دون تری گلگونکو کس سے حیرت ہے — کہ جس سے تیز روی سیکھتی ہی بادِ بہار
ہزار تیز ہون ذہن خیال و فکر و قیاس — نہ پہونچین اُسکی ثنا کو یہ چارون ہون ناچار

کرے جو دائرۂ کائنات کا دورہ ۔ تو ایکدم مین کرے ختم صورتِ پرکار
یقین ہی دمِ رفتار گرد کو اوسکی ۔ ہوا کے ہوش بھی اوڑ کر نہ چھو سکین نہار
وہ منزلین کرے طے صاف آنِ واحد مین ۔ جو سال بھر مین کرین قطع سبعہ سیّار
سوار دیکھین جو فیلِ بلند پر تجھکو ۔ مہ و ہفتہ تجھے سب کہین آوے شب تار
اوٹھا کے ہاتھ دعا مانگتا ہو اب طاہر ۔ کہ تا قبول کرے اُسکو داورِ دادار
زمین کیلیے جب تک شجر سے ہے زینت ۔ فلک کی زیب ہین جبتک ثوابت و سیّار
رہے زمانہ مین جب تک تجلّی مہ و مہر ۔ جہان کی عیش مین جبتک بسر ہو لیل و نہار
عزیز خلق مین یوسف جمال ہین جبتک ۔ اداؤ شوخی کی جبتک ہی گرمی بازار
دہن مین تا کہ جگہ ہو زبانِ شیرین کی ۔ زبان کیلیے جبتک ہو طاقتِ گفتار
کمی نہو تیری اقبال و جاہ مین یارب ۔ ہمیشہ بخت مساعد رہین معین و یار
جو تیرے خیر طلب ہون عزیزِ خلق رہین ۔ جو بدسگال ہون تیری رہین ذلیل و خوار
غم و ملال و الم دل سے دور دور رہین ۔ مُدام راحت و آرام سے رہے سروکار
خدا بچائے ہر آفت سے ناگہانی سے ۔ نہ پہونچے دامنِ دل تک کسیطرح کا غبار
خضر کی عمر ملے مرتبہ سلیمان کا ۔ جلین ہمیشہ عدو دیکھکر عروج و وقار
تجھے وہ دولتِ پایندہ دے خدائے کریم ۔ شمار ہو نہ سکے جسکا تا برو زشمار
ہمیشہ مقصد ارین تیرے بر آئین ۔ بحقِ سرورِ کونین و سیّدِ ابرار

قصیدہ

گلشنِ دہر مین ہی بادِ صبا کا یہ اثر ۔ کاغذی پھول دکھاتے ہین بہارِ گلِ تر

آئی ہی عالم امکان مین بہارِ تازہ
رنگ ہر خار نے پایا ہی گلون سے بڑھ کر

موجۂ بادۂ گلگون ہی رگِ ابرِ بہار
ہی شعاعِ رخِ گل برقِ فلک کے ہمسر

گل خادر بھی یہ پھولا ہی خوشی کے مارے
شرخ ہر ایک کو آتا ہی نظر روے سحر

کیون نہ مرغانِ چمن مست رہین گلشن مین
بنگئے ہین گلِ ترجامِ شرابِ احمر

اوگتے ہی کرتے ہین افلاک سی باتین اشجار
آج کل ہین یہ عیان نشو ونما کے جوہر

شامِ سنبل ہی مگر مردمکِ دیدۂ گل
یا سمن زار مین رہتی ہی سحر آٹھ پہر

ہی جو منظور عروسانِ چمن کی زینت
عرش سے لاتی ہی ہر صبح کو شبنم گوہر

کیون نہ ہر غنچہ کرے صاف چٹک کر تقریر
ہی نسیمِ سحری مین دمِ عیسے کا اثر

وجد مین آتے ہین سُن سُنکے جوانانِ چمن
کھولتی ہی جو صبا موسمِ گل کا دفتر

یہ ہجومِ گل و ریحان ہی کہ اللہ اللہ
ٹھوکرین کھاتی ہی گلزار مین بلبل کی نظر

اسقدر جوشِ بہاری ہی کہ مثلِ گلزار
ابکی پھولے ہین حقیقِ شجری مین بھی شجر

شوخیِ رنگِ گلِ لالہ سے ثابت یہ ہوا
ہو گئے ہین مئی گلگون سے لبالب ساغر

کبھی جھونکے ہوا کے کوئی گراتا ہی جو پھول
نرگس آنکھون سے اوٹھالیتی ہی اُسکو جھک کر

ہاتھ ملتے ہین بہت رشک سے جنت والے
نکہتِ گل جو نکلتی ہی چمن سے باہر

کیا تماشا ہے چمن سے ہو صبا کو سیری
رُکتی ہی لاکھ جگہ کشمکشِ گل سے نظر

زرِ گل ہاتھ جو اس فصل مین بے دام آیا
شاہدانِ چمنستان نے بنایا زیور

ذہن اطفالِ چمن کو ہے ترقی ایسی
بے پڑھائی ہوئے پڑھتے ہین گلستان فقر

زعفران زار کا آتا ہی مزہ گلشن مین
کھلکھلاتے ہین جو گل نغمۂ بلبل سُنکر

سہرے گاتے ہین ہر عروسانِ چمن کے شاید
بولتے ہین جو لڑی باندھ کے مرغانِ سحر

آج کل نامیہ کی وجہ سے ممکن ہی محال
کیا عجب سروِ گلستان مین نکل آئین شجر

جان آتی ہی بدن مین مِ گلگشتِ چمن
نکہتِ گل مین ہی کیا روحِ سماوی کا اثر

بحث اطفالِ چمن کیون کرین گلشن مین
بوستان بلبلِ شیراز کی ہی مستحضر

سیرِ گلزار سے سیری نہوئی تھی دل کو
کہ عنادل نے کہا مجھسے شگفتہ ہوکر

عاشقانہ تمھین اشعار اگر یاد آئین
پڑھو اسوقت کہ مسرور ہو جانِ مضطر

میری طینت سے تو واقف ہین سب اربابِ وفا
کہ کسی کی نہین خاطر شکنی مدِ نظر

ہمہ تن گوش تھے گلہای چمن بھی اسوقت
مینے یہ مطلعِ دلچسپ سنایا پڑھکر

تشبیب

مہ جبینون کے خط و خال رہے مدِ نظر
اسی سودے مین ہوئی عمرِ گرانمایہ بسر

عاشقِ زار شرفیابِ شہادت ہون کہ غیر
دیکھنا چاہئے شمشیرِ نظر کے جوہر

تیرہ بختی کا ہے شکوہ نہ غمِ لیل و نہار
گیسو و رخ کا تصور ہے مجھے شام و سحر

کسکے نظارۂ عارض کی تمنا ہی انھین
کس تگ و دو مین رہا کرتے ہین یہ شمس و قمر

آئیگا شام کو جس روز خیالِ جانان
خانۂ چشم مین کمخواب کا ہوگا بستر

بارِ الفت جو اوٹھا کر مرے سر پر رکھا
فلکِ پیر کی سیدھی نہ ہوئی جب سے کمر

بے بدل ہی یہ نحافت مین نزاکت مین وہ فرد
ایک کینڈی کے ہین دونون رگِ جان سے کو کمر

رات بھر دیکھتے رہتے ہین فلک کے تارے
تمکو آنکھو نمین چھپالون تو نہو خوفِ نظر

میری آہون سے ہوا اُسکی نزاکت کا ثبوت
جھونکے چلتے ہین ہوا کے تو لچکتی ہے کمر

تِل وہ ہین عارضِ محبوب کے چشمِ بد دور
مردمِ دیدہ سمجھتے ہین جنھین اہلِ نظر

قطعہ

برحم اے آتشِ غم پھونک دیا ہی تونے — حذر اے سوزِ درون تجھمین ہی آفت کا اثر
ڈھونڈھے سینہ مین جو مینے جگر و دل دونون — ایک مٹھی سے زیادہ نہ ملی خاکستر
کوچۂ یار مین عاشق کی رسائی ہی محال — رہزنی بخت کرے شوق اگر ہو رہبر
کیا عنایت ہی کدھر سجدۂ شکرانہ کرون — ایک ہی در مین ساقی نے دئے دو ساغر
گھونگھرو چھاگل کے قیامت ہی بپا کرتے ہین — اے پری یون تو دلا دیز ہین سارے زیور
زندگی تلخ ہی وہ مستِ مئی ناز نہین — کسکو کہتے ہین شراب اور کہان کا ساغر
قتل مشتاقِ شہادت جو نہونگے اے ترک — حشر تک بوجھ رہے گا یہ تری گردن پر
شہر مین آنے ندی دشتِ جنون سے وحشت — پانون مین ڈالدے زنجیرِ گران کا لنگر
میرے ہی ماتھے گئی یہ بھی تری فرمایش — غیر کیا لائینگے بنوا کے جڑاؤ جھومر
روزِ عشاق سے دربان لڑا کرتے ہین — کوچہ اُس فتنۂ دوران کا لڑائیکا ہی گھر
راہ پر اب بھی نہ آئے جو وہ کافر بخدا — چشمِ خود فرش کنم زیرِ کفِ پاے دگر
ابر کیا ہی کہ سمندر کو کرینگے حیران — موج مین آگئے جسوقت مرے دیدۂ تر
دو گھڑی سو رہون نیند آئی جو قسمت کیطرح — جاگنا ہی شبِ فرقت مین مجھے چار پہر
لبِ شیرین کی حلاوت کا جو دیکھے عالم — قند بہجاے ابھی شرم سے پانی ہوکر
عشق کو کیلیے مین خلق مین بدنام کرون — دل کو کچھ مال جو سمجھے وہ کہے غارتگر
اب جو آیا ہی تو کیون جاے خیالِ جانان — رہ نہ جائے دلِ عاشق مین تمنا ہوکر
بازوؤن پر ترے کیا ہی دلِ مشاطہ فدا — لوٹ ہی زلفِ مسلسل بھی تری شانون پر
سیرِ گلزارِ جہان دلکو گوارا کب ہے — رہتی ہی عارضِ گلرنگ کی یاد آٹھ پہر
باندھے لے طبعِ رسا تیری کمر کا مضمون — ہاتھ آجاے جو اے گل رگِ برگِ گلِ تر

دور مین عارضِ رنگین کے یہ نوبت پہونچی
باغ سے آئے ہین بازار مین بکنے گلِ تر

کس طرح کوچۂ قاتل مین رسائی ہو جائے
جاتے ہین ایسی جگہ ناوکِ تدبیر کے پر

خوب اسیری مین کیا وحشتِ بلبل کا علاج
رگِ گلبرگ سے صیاد نے باندھی ہین پر

اِسطرح عاشق و معشوق نہ بچھڑین یارب
نہ خبر اُنکو ہماری نہ ہمین اُن کی خبر

یار جس روز سے آغوشِ تمنا مین نہین
دونون پہلو مرے خالی ہین نہ دل ہی نہ جگر

شہر تین سنتے ہین جب اُسکے لب و دندان کی
لعل تھے سے نکل آتے ہین دریا سے گہر

جمع کر رکھے ہین لاکھون درم داغِ جنون
سینۂ عاشقِ ناشاد ہے گنجینۂ زر

ہمکو ملتی ہی صبوحی جو کبھی اے ساقی
پانی پی پی کے دعا دیتے ہین تجکو دن بھر

حشر نے پائی ہی تعلیم تری ٹھوکر سے
تیری رفتار کی کھاتے ہین قسم فتنہ و شر

نیشِ غم کی ہے وہ ایذا کہ الٰہی توبہ
بنگیا خانۂ زنبورِ کلیجا چھن کر

خوبیان جتنی ہین سب تیرے سراپا مین ہین
آنکھین ایسی نہ ہرن کی ہین نہ چیتے کی کمر

یاد بھی کوچۂ جانان کی ہی گردش کا سبب
توڑ کر پایِ طلب بیٹھون تو پھرنے لگے سر

تھا ازل سے جو مجھے زلفِ صنم کا سودا
ناگری کے خطِ تقدیر مین لکھے اچھر

دانت وہ ہین کہ جنھین دیکھکے موتی ہون نثار
لعل ہیرے کی کنی کھائے لبِ لعلین پر

تیرے ہاتھونسے جو اے غیرتِ شیرین ہو نصیب
ذائقہ شہد کا دے زہر گوارا ہو کر

داغ آتے ہین نظر مہر درخشان دن کو
رات کو تارے بنا کرتے ہین آہونکے شرر

سوزن و آبلہ کی کہتے ہین پھبتی عاشق
بوند آنسو کی ٹھہر جاتی ہی جب مژگان پر

پڑھ رہا تھا مین یہ اشعار گلون کے آگے
دلِ شیدا نے کہا مجھ سے مخاطب ہو کر

اب خط و خال کی تعریف کہانتک ہوگی
سُن چکے شعرِ مسلسل ترے دفتر دفتر

ایسے ہمشیل کے اوصاف رقم کر طاہر
خلق ہی ناصیہ ساجسکے درِ دولت پر

جسکی تعریف سے شاعر کو ہو شہرت حاصل
جسکی مدحت سے ہو مدّاح کو وقعت یکسر

یہ سُنا بینے تو خوش ہو کے کہا بسم اللہ
بات معقول تھی تسلیم نہ کرتا کیونکر

دل مین دربارِ معلّیٰ کا ارادہ کر کے
صحنِ گلشن سے چلا نکہتِ گلشن بنکر

ہمعنان طالعِ بیدار ہوا رستہ مین
منزلون دور رہا مجھسے مرا پیکِ نظر

آخرِ کار کیا راہ کو طی آنکھون سے
سر دربار پڑھا مینے یہ مطلع جاکر

مطلع

ذہنِ عالی کا تقاضا ہی یہی آٹھ پہر
تیرے اوصاف بیان کیجیے دفتر دفتر

غیرتِ مہر تجھے کیون نہ کہین اہلِ نظر
صبحِ اقبال سے روشن ہی کہ ہی نیک اختر

فضلِ خالق کا ہی گلزار جہان مین یکسر
کیون نہو نخلِ تمنائے دلی بار آور

واہ کیا وقت ہے کیا عہد ہی اللہ اللہ
عیش و عشرت مین ہی مصروف جہان آٹھ پہر

ہین تری دور مین شادی و خوشی کے نغمے
منعدم نوحہ و فریاد و فغان ہین یکسر

التہابِ دلِ خورشید ہوا ہی کافور
کامِ اکسیر کا کرتی ہے تباشیرِ سحر

قطعہ

ظلم کرنے نہین پاتا ہر کوئی بیکس پر
گھورتا ہی تری سطوت نے تعدّی کا رواج

دستِ مژگان کا اشارہ ہو کہ باہر باہر
گھر جو خونِ چشم کرین آنکھون مین دل لینے کو

قطعہ

تلخیِ مرگ سے واقف ہی نہین کوئی بشر
زندگانی کا مزہ ہے تو اسی عہد مین ہی

بند دیکھا ملک الموت کا بالکل دفتر
ملتوی قدرتِ خالق سے ہین احکامِ اجل

اور اگر لکھے بھی جاتے ہین فرامینِ قضا | تیرے اعدا کے لیے ہوتے ہین جاری یکسر

قطعہ

یہ تو ظاہر ہی کہ ہر دم ہی خوشی کو تاکید | کہ خبردار کوئی اشک فشان ہو نہ بشر
بزمِ مے دیکھکے کل مجھکو ہوئی تھی حیرت | کہدیا مجھسے لبِ جام نے گویا ہوکر
داخلِ گریہ نہین گریۂ مینای شراب | کہ ہنسی مین بھی نکل آتے ہین آنسو اکثر
لاکھ ممتاز و موقر ہین سرانِ عالم | تو ہے بیمثل ترا کوئی نہین ہے ہمسر
دفعتاً ایسے گرے بسترِ رنجوری پر | کہ ترے عہد مین اوٹھتے ہی نہین فتنہ و شر
سکہ بیٹھے ہین جہانمین تری فیاضی کے | فقرا ہوگئے ہین مالکِ گنجینہ و زر
جتنے محتاج و مساکین ہین ہوئے مالامال | کام اکسیر کا کرتی ہی عنایت کی نظر
قصرِ عالی کے معارج وہ ہین اللہ اللہ | ہشت افلاک جو دیکھین تو معاً ہون ششدر
تیری سطوت کو جو دیکھین تو عجب کیا اسکا | جانبِ ملکِ عدم کوچ کرین فتنہ و شر
تو وہ ہی مصدرِ الطاف و نعم منہلِ فیض | متمتع ہی تری ذات سے ہر فرد بشر
اسکی تقدیر جو اچھی تھی تو خدمت پائی | ہوگیا آئنہ بردار ترا اسکندر
دولتِ عامرہ لونڈی ہی درِ دولت کی | جاہ و اقبال و حشم ہین ترے ادنی چاکر
تیرے ناوک کا گزر سینۂ اعدا مین جو ہو | لبِ سوفار نہ چھوڑے دہنِ زخمِ جگر
کیون نہو مطلعِ عالی کا زمانہ مین عروج | خوانِ نعمت کے ہین دو گردہ نان شمس و قمر
تیرے دامن کی ہوا بھی نہ لگے محشر تک | دشمنِ زار جو ہو خارِ سرِ راہگزر
سحر و شام جو اوٹھے رخِ روشن سے نقاب | بیفروغ آئین نظر مثلِ سہا شمس و قمر
تیغِ خونریز نے سیراب کیا میدان مین | کوئی دشمن نہ رہا تشنۂ آبِ خنجر

نکہتِ خلق کی سُن لے جو خبر نکہتِ گُل | منفعل ہو کے گلستان سے نہ نکلے باہر

تعریفِ اسپ

باغِ عالم مین ہوا پر ہی مزاج گلگون | کیا عجب غاشیہ بردار بنے بادِ سحر
برق رفتار وہ توسن ہی چھلاوہ کوئی | گرد کو جسکے پہونچتی نہین بادِ صرصر
کیا عجب سُنکے اگر تیز روی کی شہرت | دیکھنے دوڑے جو ارباب بصارت کی نظر
پردۂ چشم ہنوز اُس سے نہوا ایک بھی طے | ہفت کشور کو یہ دیکھے آے معاً چل پھر کر
تیرے دربار پُر اجلال کا اللہ ری عُجب | آدمی کیا کہ فرشتونکے یہان جلتے ہین پَر
مہر سے آنکھ لڑاتے ہین زمین کے ذرّے | صحنِ ایوانِ معلّیٰ ہے فلک کے ہمسر
کرتی ہی زیرِ قدم آنکھین بچھا کر نرگس | فرش کیواسطے ہو اطلسِ برگِ گُل تر
کیا عجب بام کو ہو رُتبہ گردون حاصل | نور مین مطلعِ خورشید نبی مطلعِ در
قصرِ عالی کی صفا دیکھیے چشمِ بد دور | روزن و در ہین کہ ہین دیدۂ ارباب نظر
خوف سے زہرۂ رستم بھی ہو پانی پانی | تیرے آنے کی اگر رزم مین سُن پاے خبر
عہدِ دولت مین تری کوئی نہین ہی محتاج | ہر تہیدست کو ہاتھ آگئے گنجینۂ زر
وہ صفا قصرِ معلّیٰ کی ہے دیکھین جو کبھی | مردمِ دیدۂ پُرکار رہین کہ پھسلتی ہے نظر
اہلِ جوہر کی وہ کی قدر وہ انعام دیا | کہ نہ ہین لعل یمن مین نہ عدن مین گوہر
تو وہ ہی صاحبِ جاہ وحشم وعزّ وجلال | کہ ہین رُتبہ مین تری در کے گدا اسکندر
تو وہ ممتازِ جہان ہی کہ سرانِ عالم | سرِ تسلیم جُھکاتے ہین درِ دولت پر
بزمِ شاہانہ مین آئین جو پُر انوار قدم | شمعِ رخسار کا پروانہ ہو ہر فردِ بشر
تیری محفل مین اگر دورِ صبوحی کا چلے | آسمان خُم ہو تو ہو مہرِ درخشان ساغر

کان ہین سب معونکے کانِ جواہر سے سوا
سلسلہ ہی تری تقریر کا یا سلکِ گہر

کون دربار مین خلعت سے رہا ہے محروم
چشمِ بد دور عنایت کی نظر ہی سب پر

دولتِ عامرہ لونڈی ہی درِ دولت کی
جاہ و اقبال و حشم ہین ترے ادنیٰ چاکر

کیون نہو مطلعِ عالی کا زمانہ مین عروج
خوانِ نعمت کے ہین دو گردہ نان شمس و قمر

تیرے ناوک کا گزر سینۂ اعدا مین جو ہو
لبِ سوفار نہ چھوڑے دہنِ زخمِ جگر

تیرے دہن کی ہوا بھی نہ لگے محشر تک
دشمنِ زار جو ہو خارِ سرِ راہگزر

تیغِ خونریز نے سیراب کیا میدان مین
کوئی دشمن نہ رہا تشنۂ آبِ خنجر

نکہتِ خلق کی سن لے جو خبر نکہتِ گل
منفعل ہو کے گلستان سے نہ نکلے باہر

سحر و شام جو اوٹھے رخِ روشن سے نقاب
بے فروغ آئین نظر مثلِ سہا شمس و قمر

تیرے دربار پر اجلال کا اللہ رے رعب
آدمی کیا کہ فرشتون کے یہان جاتے ہین پر

مہر سے آنکھ لڑاتے ہین زمین کے ذرّے
صحنِ ایوانِ معلّیٰ ہی فلک کے ہمسر

کہنی ہے زیرِ قدم آنکھین بچھا کر نرگس
فرش کیواسطے ہوا طلسِ برگِ گلِ تر

کیا عجب بام کو ہو رتبۂ گردون حاصل
نور مین مطلعِ خورشید ہے مطلعِ در

قصرِ عالی کی صفا دیکھیے چشمِ بد دور
روزنِ در ہین کہ ہین دیدۂ اربابِ نظر

خوف سے زہرۂ رستم بھی ہو پانی پانی
تیری آہنکی اگر رزم مین سن پائے خبر

عہدِ دولت مین تری کوئی نہین ہی محتاج
ہر تہیدست کو ہاتھ آگئے گنجینۂ زر

طاقِ کسریٰ کی ہو محراب کا دھوکا مجکو
چوبے چوکھٹ جو کسی روزنِ کو جھک کر

وہ صفا قصرِ معلّیٰ کی ہو دیکھین جو کبھی
مردمِ دیدہ پکارین کہ پھسلتی ہے نظر

اہلِ جوہر کی وہ قدر و وہ انعام دیا
کہ نہ ہین لعل یمن مین نہ عدن مین گوہر

تو وہ ہی صاحب جاہ و حشم و عز و جلال — کہ ہین رتبہ مین تری در کے گدا اسکندر
تو وہ ممتاز جہان ہی کہ سران عالم — سر تسلیم جھکاتے ہین ترے در پہ
بزم شاہانہ مین آئین جو پرانوار قدم — شمع رخسار کا پروانہ ہو ہر فرد بشر
تیری محفل مین اگر دور مئی عشق چلے — آسمان خم ہو تو ہو مہر درخشان ساغر
کان ہین سب معدنکے کان جواہر سے سوا — سلسلہ ہی تری تقریر کا یا سلک گہر
کون دربار مین خلعت سے رہا ہی محروم — چشم بد دور عنایت کی نظر ہی سب پر
نخوت دولت و اقبال کسے کہتے ہین — راندن خلق و مدارات مین ہوتے ہین بسر
تیری بخشش ہی مگر عین علاج افلاس — یاس و حسرت کی دوا ہی یہ عنایت کی نظر
نظر آیا نہ تہیدست کوئی اہل کمال — گرم اسدرجہ ہوا خلق مین بازار ہنر
ہی نہ جمشید کو شہرت نہ فریدون مشہور — بزم مین رزم مین تو نین ہی تو نام آور
ہی بلاشبہ و شک اہل بصر کے نزدیک — آفتاب فلک جاہ جبین انور
ہمت و جرأت و الطاف و عنایات و کرم — قاسم روز ازل نے یہ دئے ہین جوہر
ایسا سردار ذوی القدر نہ دیکھا نہ سنا — رتبہ دارا کا ملا دیدبہ اسکندر

گھوڑے کی تعریف

باغ عالم مین ہوا پر ہے مزاج گلگون — کیا عجب غاشیہ بردار بنے باد سحر
اسکی رفتار ہی ایسی ہے کہ کچھ دور نہین — دیکھنے دوڑے جو ارباب بصارت کی نظر
پردہ چشم ہنوز اس سے نہوا ایک بھی طے — ہفت کشور کو یہ دیکھ آسے معاً جل پھر کر

ہاتھی کی تعریف

بیستون کیون نہ کہون فیل فلک پیکر کو — دونون دانت اسکے ہین دو دودھ کی نہرین یکسر

یا اُنھین فرض کرون چشمۂ آبِ حیوان — جوش مین نکلے ہین ظلمات سے دونون باہر
اِسکی آہستہ روی کی ہی یہ بے شبہ دلیل — کہ کسیکی اُسے ایذا نہین منظورِ نظر
سرِ اعدا کے سوا راہ مین ممکن ہی نہین — پاون پڑجاے جو دھوکے سے کسی چیونٹی پر
ورنہ چلنے مین وہ آندھی ہی اُٹھا دی جو قدم — گرد کو اُسکی نہ پہونچے کبھی بادِ صرصر

تلوار کی تعریف

پیرتی ہی تنِ اعدا مین تری تیغ اسطرح — جس طرح تار کا صابون مین ہوتا ہی گذر
تن اعدا کے برابر جو کیے دو ٹکڑے — عدل مین ہوگئی یکتا تری شمشیرِ دوسر

اختتام

طاہرِ زار بس اب مدح سرائی تا چند — کیسی تقریر خموشی ہے یہان اولی تر
ایسے ممدوح کے مدّاح جو ہون اہلِ زبان — عمر بھر ختم نہو مدح و ثنا کا دفتر
اب یہ موقع ہی کہ موقوف رہے گویائی — مانگ خالق سے دعا اُس ہی مخاطب ہوکر
جب تک آئنۂ خورشید کو حاصل ہی جلا — جب تک انجم سے ہو افلاک کی زینت یکسر
گرمیِ حُسن ملے شمعِ رُخون کو جب تک — جبتک آہِ دلِ بیتاب مین پیدا ہو اثر
شمع پر بزم مین پروانہ فدا ہون جبتک — بلبلِ شیفتہ عاشق رہے جب تک گل پر
قدرتِ نامیہ قائم ہی جہان مین جب تک — گلشنِ دہر مین جب تک ہون شجر بارآور
خلق مین قدرتِ خلاقِ جہان ہے جب تک — لعل پتھر مین بنے اور صدف مین گوہر
معرکہ مین تری دشمن کو بزمیت ہو نصیب — تیری تلوار کے قبضہ مین رہے فتح وظفر
جو ترے طالب و مقصد ہین جہانمین برآئین — سایۂ فضلِ الٰہی رہے تیرے سر پر
[illegible]ام سے دنیات سروکار رہے — خاتمہ ہو غم و اندوہ کا بدخواہون پر

رشک ہو جنکو تری دولتِ روز افزوں پر — تیرے محتاج رہیں اور تری دست نگر
تندرستی ہی جو مشہور جہان مین دولت — بہرہ ور اُس سے کرے تجکو خدا سے برتر
یا امارت یہ ریاست یہ حکومت یہ عروج — روز افزون ہو تمنّا ہی یہی شام و سحر

تاریخہای طبع دیوان بلاغت عنوان از نتایج افکار شعرای برگزیدۂ روزگار

عطیۂ جناب فضائل انتساب منشی امیر صاحب امیر مینائی لکھنوی مدظلہ

ہر ایک شعر مین ہی رنگ شاعری کا بھرا — اگرچہ سادہ سا دیوان ہی یہ ظاہر مین
امیر مین نے یہ ترتیب کی کہی تاریخ — مئ طہور کا ہے لطف شعرِ طاہر مین
سنہ ۱۳۱۱ھ

عطیۂ سخنور باکمال جناب حکیم میر ضامن علی صاحب جلال لکھنوی ادفضلہ

حضرتِ طاہر نے کیا دیوان کہا ہی واہ واہ — ابتک ایسا شستہ و رفتہ نہ دیکھا تھا کلام
طبع دیوان کی عجب تاریخ نکلے یہ جلال — پایا عیبون سے سخن کے پاک طاہر کا کلام
سنہ ۱۳۱۲ھ

نتایج طبع بلیغ جناب افادت مآب مولوی ستم علیخان صاحب ادیب فرخ آبادی مدظلہ

عجب دیوانِ طاہر طبع گردید — کہ در خوبی کسے مثلش ندیدہ
ادیب این مصرع تاریخ سال ست — کلام احسن و خوب ست و چیدہ
سنہ ۱۳۱۲ھ

ایضاً

طبع شد دیوانِ طاہر چون بصد خوبی و حُسن — از مضامینش مرا بسیار شادان طبع شد
گفت ہاتف مصرعِ سالِ مسیحی ای ادیب — بے نظیر طاہر و پاکیزہ دیوان طبع شد
سنہ ۱۸۹۴ء

جناب مکرمت انتساب مولوی محمد حاجی صاحب مسیر فرخ آبادی

طاہر دارد زبانِ اطہر — خامہ زکلام اوست در نشو
در گوشِ مسیر ہاتفِ غیب — گفتہ - ہر شعر طاہر از حشو ۱۳۱۲ھ

ایضاً

جہانِ فصاحت ہے دیوانِ طاہر — جو نقطہ ہے اوسمین وہ شہرِ سخن ہے
مسیر اُسکی تاریخ ہستم نے لکھی — کہ دیوان طاہر کا نہرِ سخن ہے ۱۳۱۲ھ

نتیجۂ فکر عالی جناب لالہ رام پرشاد صاحب گوہر خلف اکبر منشی مادھو رام صاحب جوہر فرخ آبادی

باغِ طاہر پھلا ہے کیا اچھا ۱۳۱۲ھ

باغِ نظم آج ہوگیا شاداب — چشمِ بد دور خوب شہرت ہے
اللہ اللہ یہ رنگ لائی بہار — گلِ مضمون کی سُرخ رنگت ہے
غُل یہ باغِ سخن مین ہے ہر سمت — زور پر بلبلِ فصاحت ہے
طوطیِ شعر بولتا ہے صاف — مہین مطلق زبان کوکنت ہے
آج اوس کا چھپا ہے یہ دیوان — نکتہ بینون مین جسکی عزت ہے
بان مین دیوان کے لکھون کیا وصف — مثلِ آئینہ جسکو حیرت ہے
روزِ روشن سے بھی ہر اک مطلع — صاف تر اور خوبصورت ہے
پاک ہر عیب سے ہے ہر اک بیت — واہ کس طرح کی نفاست ہے
ہر ورق مین چمک ہے کچھ ایسی — کہ جبینِ پری کو خجلت ہے

لوح دل پر ہے نقش ہر مصراع — شاعرون کی عجیب حالت ہے
انجم ایک ایک نقطہ سے ہین مجمل — اور سیارون کو ندامت ہے
ہین ہر ایک شعر مین جو نئو مطلب — شرح لکھے یہ کسکی طاقت ہے
یون لکھی ہو پر یہ خون کی صفت — کہ سراپا خدا کی قدرت ہے
کتنی ہین یون چمک کے سب طبرین — کہکشان کو ہمین سے زینت ہے
یہ کھلا صاف اوس کے جوہر سے — تیغ طبع رسا مین حدت ہے
ایسی بندش ہے صاف و پاکیزہ — کہ ہر اک بات مین نزاکت ہے
الغرض میری رائے ناقص مین — شاعرون کے لیے یہ نعمت ہے
چپ نہو اب تو اسکی لکھ تاریخ — اسمین توشیح کی بھی صنعت ہے
ہین جو حرف شروع ہر مصراع — اونسے تاریخ کی صراحت ہے
ایک یہ گوہر اور ہے تاریخ — صاف کان دُرِ بلاغت ہے

۱۲۹۲ھ

ایضاً غیر منقوطہ

ہوا وہ اطہر و عمدہ کلام طاہر کا — ہر اہل علم ہو محو سرور و محو داد
وہ مادہ لکھو گوہر کہ ہو ہر اک مداح — گل مراد سراسر ہوا کہ روح مراد

۱۳۱۲ھ

ایضاً در صنعت منقوطہ و غیر منقوطہ

چھپا دیوان طاہر جب بصد زیبائی و خوبی — تو فکر سال کی گوہر مرے پیش نظر آئی
سن بنگلہ ہین مہمل حرف نہین ہجے ہین معجم مین — سمجھ مین صورت ان تاریخون کی کیا خوبی آئی
کہین یہ مینے دو تاریخین ایک مصراع آخر مین — سراسر حضرت طاہر کی صاف امید بر آئی

۱۳۰۲ بنگلہ ۱۳۱۲ ہجری

دیگر صنعت غیر منقوطہ و زبر بینہ

چھپ گیا سب کلام طاہر کا — دولت لازوال لکھ اسکو
گوہر اسکی ہے دھوم عالم مین — سخن بے مثال لکھ اسکو
ہین زبر بینہ مین فصلی سن — مہ و مہر کمال لکھ اسکو
سنہ ۱۲۱۳ھ

ایضاً غیر منقوطہ

اطہر وعدہ و مسعود کلام طاہر — واہ واواہ کہو اک مہ عالم اسکو
مادہ اسکا وہ گوہر ہو کہ ہو دلکو سرور — مطلع مہر سراسر لکھو ہر دم اسکو
سنہ ۱۲۱۲ھ

ایضاً بطور عجیب و جدید

کلام طاہر خوش گوشہ طبع — گزند از دین حاسد مبادا
سن ہجری ہویدا شد بدین نوع — ز روے لفظ باید دید اورا
عجب تاریخ این گفت ست گوہر — بلیغ و افصح و جاد و دا علی
سنہ ۱۲۱۲ھ

ایضاً در صنعت بینہ

صفت مین ہو ان کی لکھون کیا کہ بجز آئینہ سمان سکتہ — جو اسکے جلوی کو خوب دیکھا زیادہ ہی حور سے پری سے
ہر اک لفظ ہی شکر تر تو کشان سے ہی سطر بھکر — عروس مضمون نئی ہی دلبر لبھاتی ہی دلکو دلبری سے
خدا کی قدرت کہ ہو تماشا کہ ہی ہر اک کا عجب نقشا — نہی شکل تصویر سکو سکتا بنا دیا ہی بت آدمی سے
نئی ہی ہر نظم نئی معانی وہ طرز پیارا وہ خوش بیانی — جو قدر اہل سخن نے جانی گلا لگایا بڑی خوشی سے
ہی اسکا ہر شعر عاشقانہ ہی سگہ عشق کا خزانہ — ارب کا گاہک ہی اک زمانہ کہو تو دی نقد دل ابھی سے
خنا نظم سخن ہی جدید کی کمان ہی رنگت شفق کی ویسی — بہار اس باغ مین ہی کیسی یہ کوئی پوچھے تو میر جی سے
جو بینہ سو دہ کوئی ماہر اسے ہو گوہر یہ بات ظاہر — چھپا وہ شستہ کلام طاہر جو مدح اسکی نہو کسی سے
سنہ ۱۲۱۲ھ

ریختہ کلک جواہر سلک جناب منشی شیو پرشاد صاحب جوہری
خلف اصغر منشی مادھو رام صاحب جوہر فرخ آبادی

یہ ہے کانِ جواہر یا کہ دیوان — کہ ہر اک شعر سے ہے نور ظاہر
لکھوا اے جوہری تاریخ تم بھی — چھپا ہے آج کیا منظوم طاہر
۱۳۱۲ھ

جناب مولوی محمد بخش صاحب بشیر فرخ آبادی شاگرد جناب
منشی حاجی محمد امداد حسین صاحب صفیر مرحوم فرخ آبادی

ہوا چھپ کے طیار ایسا کلام — کہ جس پر فصاحت ہوئی خود فدا
سنِ طبع تم بھی لکھوا اے بشیر — بہت خوب دیوانِ طاہر چھپا
۱۳۱۲ھ

جناب قمر الدین صاحب نذیر فرخ آبادی

عدیم النظیر اب ہوا طبع دیوان — پسند اسکو کرتے ہین اہلِ بلاغت
سن از روے الہام لکھے نذیر اب — ہے دیوان طاہر کا شمعِ فصاحت
۱۳۱۲ھ

جناب منشی چرونجی لعل صاحب ناطق فرخ آبادی تلمیذ مصنف

دیوان وہ چھپا ہے نور آگین — گوہر ہین جو لفظ حرف کوکب
مضمون ہین نئی زبان نرالی — نظمِ طاہر ہے بے بہا سب
۱۳۰۲ف

جناب لالہ شنکر داس صاحب مجنون وکیل عدالت فرخ آباد
تلمیذ جناب منشی مادھو رام صاحب جوہر مرحوم فرخ آبادی

جب سے طاہر کا چھپ گیا دیوان — شعرا کہہ رہے ہین صلِ علیٰ
صاف مجنون نے یون کہی تاریخ — گوہرِ نظم واہ یہ چمکا
۱۳۱۲ھ

ایضاً در حروفِ منقوط

چھپ گیا دیوانِ طاہر وہ ہمارا ہم نظر — آج مہرِ شاعری کو بھی ہوا کیا ہی فروغ
معجزہ فن سے مجنوں عیسوی سن ہیں عیاں — آفتابِ شعرِ طاہر پا گیا کیا ہی فروغ
۱۸۹۴ء

ایضاً در زبرِ مینہ

جناب حضرتِ طاہر کا یہ دیوان ہے ایسا — کہ گویا صاف اسرارِ محبت کا خزانہ ہے
زبر مین مینہ مین فکر کی تاریخ کی جسدم — کہا ہاتف نے مجنوں - یہ کلامِ عاشقانہ ہے
۱۲ ۱۳ھ

جناب دریا وسنگھ صاحب موج تلمیذ منشی شیو پرشاد صاحب جوہری فرخ آبادی

جوش پر ہے کلام طاہر کا — ہو سکے کیا جواب بحرِ نظم
دل مین لہر آتی ہے کہون مین مگر — موج دیکھو یہ آب بحرِ نظم
۱۲ ۱۳ھ

جناب لالہ لالمن لال صاحب گہر تلمیذ جناب جوہری فرخ آبادی

چھپا دیوان طاہر کا بہت خوب — کہونگا مین اسے گنجینۂ نظم
گہر تاریخ اسکی یون لکھو تم — یہی ہے دیکھو صاف آئینۂ نظم
۱۲ ۱۳ھ

جناب لالہ لالمن لال صاحب رنگین کمپوڈر شفاخانۂ قنوج تلمیذ جناب جوہری فرخ آبادی

چھپا دیوانِ طاہر خوب و رنگین — کھلا کیا پھول بستانِ سخن کا
لکھو تاریخ اسکی تم بھی رنگین — ہے اچھا پھول بستانِ سخن کا
۱۲ ۱۳ھ

جناب مولوی محمد صدیق حسن خانصاحب کلیم تلمیذ جناب جوہری فرخ آبادی

دیوان جناب میر طاہر — چھپکر رنگ لایا ہے کیا کیا
تاریخ کلیم یون لکھو تم ✤ — ہان خوب ہے نظم طاہر اچھا
۱۲ ۱۳ھ

جناب علی حسین صاحب اتیم تلمیذ جناب منشی امداد حسین صاحب صفیر مرحوم فرخ آبادی

چھپا دیوانِ طاہر خوب و نادر — پھلا ہے نظم کا گلزار واہ آج

اگر کوئی سخن کا قدردان ہے		کہان ہے جلد آئے وہ کہان ہے
سخنور حضرتِ طاہر کا دیوان		کہ جویان جسکا عرصہ سے جہان ہے
تھی جسکی جستجو اے شائقینو		اِدھر آؤ وہ یہ دیکھو یہان ہے
تھے اِس اُمید مین بیتاب کب سے		زہے قسمت اَب آئی جان مین جان ہے
دمِ طاہر غنیمت ہے کہ جس سے		سخن کا کچھ ابھی باقی نشان ہے
سمجھتے تھے ہی پیری شاعری کی		مگر شکرِ خدا یہ فنّ جوان ہے
شگفتہ ہین عجب گلہائے معنی		ہی دیوان کیا سراپا بوستان ہے
سراسر دلکشِ عُشّاق ہے یہ		عجب افسانۂ عشقِ بتان ہے
حسینون کا بیان ہی کہ بہر شعر		نزاکت غمزہ و شوخی عیان ہے
نصیب اِسکی تو یون تاریخ لکھدے		کلامِ شاعرِ شیرین بیان ہے

۱۳۱۰ھ

ایضاً اختتام دیوان

ہی نسرین حرف نقطہ نسترن ہے		نہین دیوانِ طاہر یہ چمن ہے
گلِ مضمونِ عطر آگین کو اِسکے	قطعہ	کہ آگے جسکے باغِ خلد بَن ہے
اگر نافہ سے نسبت دی تو بھولے		خطا کی گر کہا مشکِ ختن ہے
نصیب اِس طرح لکھہ تاریخ اِسکی		عجب بس اک عجب دلکش سخن ہے

۱۳۱۲ھ

جناب محمد اسحٰق صاحب اسحاق پیش امام جمعہ مسجد موضع گوڑسرا ضلع غازی پور

جب سُنا حضرتِ طاہر کا چھپا ہی دیوان — شاد از حد ہوئی ارمان بھی زیادا نکلے
پھر تو اسحٰق نے یہ مصرعۂ تاریخ کہا — منشی طاہر بھی اب اُستادِ زمانا نکلے ۱۳۱۰ھ

جناب محمد وجاہت حسین صاحب وجاہت جھنجھانوی شاگرد حضرتِ داغ از دیوبند

خوب لکھا ہی یہ دیوان آپ نے — مرحبا اے طاہرِ شیرین بیان
طبعِ رنگین نے کھلائے ایسے گل — بنگیا ہے ہر ورق اک بوستان
حال کیا اوجِ مضامین کا لکھون — ہر زمین کو کر دیا ہے آسمان
فکر جب تاریخ کی مجھکو ہوئی — آئی یہ آوازِ ہاتفِ ناگہان
کیون پریشان ہو وجاہت لکھ بھی دے — ہے کلامِ شاعرِ شیرین بیان ۱۳۱۰ھ

جناب محمد جمیل الحق صاحب احقر رگھوناتھ پوری ضلع پورینہ

ہوا دل شاد اپنا حال سُنکر طبعِ دیوان کا — گلستانمین بہار آئی دوبارہ فضلِ قادر سے
اگرچہ اور بھی دیوان لوگونکے چھپے لیکن — بہت ہی خوب یہ دیوان ہے پوچھو اسکو ماہر سے
جُدا کرکے سرِ بدبین کہی تاریخ احقر نے — مرصع ہوگیا دیوانِ طاہر فکرِ طاہر سے ۱۳۱۰ھ

جناب نور محمد صاحب ناطق سکنۂ قصبۂ شمسرام ضلع شاہ آباد مدرس مدرسۂ محمدیہ

ضلع پورینہ

چھپا ہی خوب رنگین اندنون دیوان طاہر کا — حلاوت اسکے ہر اشعار مین قند مکرر ہے
مضامین ہین نرالے اور بندش چست و پاکیزہ — کہ ہر بیان سُکل سے فدا ہر اک سخنور ہے
دکھایا ہی عجب رنگِ طبیعت اپنا طاہر نے — گلستانِ معانی کا یہ دیوان یک صنوبر ہے
اگر ہے جستجو تاریخ کی تمکو لکھو ناطق — گلِ رنگین بہارِ گلشنِ جانِ اہل جوہر ہے

جناب محمد عبد الرشید صاحب رشید ساکن قصبۂ شمسرام ضلع شاہ آباد آرہ

مدرس موضع حیات پور ضلع پورینہ

شاعرِ خوش بیان و خوش گفتار — طوطیِ ہند و بلبلِ گلزار
زینت آرائے بزمِ اہلِ سخن — مردم دیدۂ اُولوالابصار
صاحبِ علم و فضل و اہلِ ہنر — ہے زبان اُنکی تیغِ جوہر دار
ذہنِ عالی ہے طیّب و طاہر — خاص مدّاحِ احمدِ مختار
اونکا چھپتا ہے آج گل دیوان — شعر ہر ایک ہے مرصع کار
فکرِ تاریخ کی جو مین نے — میرے دل نے کہا یہ آخر کار
شاد ہو کر رشید کہدے تو — رنگ دیوان ہے صورتِ گلزار

۱۳۱۰ھ

جناب نیاز بہادر خان صاحب نیاز ملازم پولیس ضلع مین پوری ساکن ضلع مراد آباد

شکرِ خدا کہ آج بصد زیب چھپ گیا — مشتاق جس کلام کے بزا و پیر ہین
مضمون اسکے دیکھکے تاریخ ای نیاز — لکھدی ہمارے دل نے عجب بے نظیر ہین

۱۳۱۲ھ

ایضاً

اللہ رے دیوان کہ جسے اسے دیکھا — کہنے لگا کانِ دُرِ شہوار ہوا یہ
پوچھے جو سن و سالِ مسیحی مرے دل نے — ہاتف نے کہا غیرتِ گلزار ہوا یہ

۱۳۱۵ھ

جناب حافظ امیر احمد صاحب مجنون سکنہ تھانہ بھون و اردھال کاسگنج ضلع ایٹہ

وہ دیوانِ رنگینِ طاہر ہوا طبع — کہ ہر لفظ جسکا گلون پر ہے خندان
ہوئی فکرِ تاریخ مجنون کو جس دم — تو گلشن مین آکے پکارا یہ رضوان
کہ ہین بلبلِ طوطیِ نغمہ سنج — کلامِ زکی طاہرِ خوش بیان

۱۳۱۲ھ

جناب منشی گوکل چند صاحب عاشق شاگرد منشی شوکت علی صاحب سکنہ تھانہ بھون

ضیا بخش ہے چشم دل کے لیے | بیاضِ سخن یہ بیاضِ سخن
کیا سالِ ترتیب عاشق نے موزون | بجا ہے بہارِ ریاضِ سخن

قطعہ تاریخ از فکرِ رسا محمد مبین صاحب جلیس مچھلی شہری از گورکھ پور ۱۹۵۰ء

طاہر کا چھپا کلامِ بے مثل | جس میں ہو وصال و ہجر کا ذکر
لکھا یہ جلیس مصرعِ سال | اور رنگ نشیں ہے نعاہدِ فکر

دیگر

چھپ گیا کل کلام طاہر کا | حسنِ فکرت ہے جس پہ خود مفتون
عیسوی سال ہے سنینِ طبع | شرف اندوزِ شاہدِ مضمون

جناب محمد مظہر امین صاحب سلیم دیوبندی از کاسگنج ضلع ایٹہ شاگرد مصنف

کلامِ عاشقِ جانباز جیسے بلبلِ قدرداں پہ یوں نغمہ خواں | ہر ایک نقطہ ہے خالِ شاہدِ ہر ایک مصرع ہے زلفِ پیچاں
جو فکرِ تاریخ کی ہے تم کو سلیم سن لو نوید ہم | کلامِ طاہر نہالِ مضمون ریاضِ جودت بہارِ لسّان

جناب محمد عبد الرزاق صاحب بہار چشتی صابری جمعدار چیلخانہ احمد آباد گجرات

شاگرد حضور حسان الہند رضوان مدظلہ

یہ کہا دل نے دیکھ کر دیوان | ہے کلامِ فصیح عشق نکات
فکرِ تاریخ مینے کی تو بہار | کہا ہاتف نے۔ فیضِ آبِ حیات ۱۳۱۲ھ

جناب مودت انتساب مولوی محمد فصیح اللہ خان صاحب تیر بنارسی

کلامِ فصاحت فساد دیکھئے | طبیعت کو ملتا ہے کیا کیا مزا
یہ تیر نے لکھا سن طباع | بہت خوب دیوانِ طاہر چھپا ۱۳۱۲ھ

جناب مولوی محمد خان صاحب غریب سہارنپوری تاریخ ترتیب

مولوی طاہر چو دیوان جمع کرد — شد ز نظمش تازہ ایمان سخن
بود فکر سالِ ترتیبش غریب — گفت ہاتف ماہ تابانِ سخن
۱۳ ۱۰

ایضاً

دیوان جو ہوا حضرتِ طاہر کا مرتب — دل مجھ سے ہوا مصرعِ تاریخ کا خواہاں
کانون میں صدا ہاتفِ غیبی کی یہ آئی — بیمثل پریخانہ معمور ہے دیوان
۹۲ ۱۳

ایضاً تاریخ انطباع دیوان

چھپ گیا دیوانِ طاہر خوب خوشخط بے نظیر — جسکے ہر اک بیت سے پیدا ہی جلوہ نور کا
بندشیں مضبوط معنی چست مضمون سب درست — کیوں نہو یہ ہی کلام اک شاعرِ مشہور کا
مصرعِ تاریخ نورانی رقم کر ای غریب — ہی کتاب جانفزا اے دل مرقع نور کا
۱۳ ۱۱

جناب محمد صدیق صاحب صدیق سہارنپوری تلمیذ حضرتِ غریب سہارنپوری

بے مثال است گفتہ طاہر — ہر کہ دیدش بگفت صلِّ علےٰ
سالِ تاریخ خواستم فوراً — گفت صدیق نظمِ بیش بہا
۱۳ ۱۰

جناب منشی کنور بہادر صاحب فصیح لکھنوی محرر اوّل سررشتہ افیون بریلی

فصیحِ زمان طاہرِ نامور — کمال لیاقت سے آراستہ
عجب اپنا دیوان مرتب کیا — کہ ہر شخص کہتا ہے صلِّ علےٰ
ہر اک شعر پر لوٹ جاتے ہین دل — غزل وہ کہ جسپر ہین جانین فدا
لکھو سالِ ترتیب یون اے فصیح — کہ ہر بیت دیوانِ طاہر ہوا
۱۳ ۱۰
اسپر آگے ہے تاریخ شائع رقم — بہت خوب دیوانِ طاہر چھپا
۱۳ ۱۲

عطیہ راس الرؤسا عالیجناب نواب سیّد محمد جعفر صاحب عرف نواب پیارے صاحب دام فضلہ خلف الصدق حضرت غفران مآب نواب ولی صاحب رئیس شمس آباد

وہ چہ اشعار و چہ دیوانِ وحیدِ ثانی — کہ ز فکرش شدہ صہبائے بلاغت در جوش
چون سنہ طبع پرسید دلِ من جعفر — نظمِ طاہر ہمہ پاکیزہ بود۔ گفت سروش
۱۲۱۴ھ

منہ دام فضلہ

چھپا جو دیوان ایسا دلکش کہ جسنے دیکھا ہو ثنا خوان — لطیف مضمون مزہ کی بانین عجیب شیرین بیان ہے طاہر
جو فکرِ تاریخ عیسوی کی سروشِ غیبی نے یہ صدا دی — سخن ہے طاہر لسان ہے طاہر بیان ہے طاہر زبان ہے طاہر
۱۸۱۰ء

عطیہ عالیجناب مکرمت انتساب نواب شمشیر بہادر صاحب فخر شاگرد جناب یاس لکھنوی از ریاست اجیگڑھ

ہوئی کیا طبع اخگر نظمِ دلکش — بڑھی اہلِ سخن مین شانِ طاہر
کہون تاریخ مین از روے انصاف — بہت بہتر چھپا دیوانِ طاہر
۱۲۱۴ھ = ۱۲ + ۱۳ + ۱۱ = ۱

جناب منشی لال بہادر لال صاحب بیخبر متوطن آرہ ضلع شاہ آباد منصف آئینہ ریاست ڈمراون شاگرد حضرتِ شمشاد لکھنوی

دیوان کیا لکھا ہے یہ طاہر نے واہ وا — قند و نبات کا اجی بیشک وطن یہ ہے
تاریخ کی ہی فکر عبث بیخبر تمہین — یہ صاف صاف لکھدو کہ۔ شیرین سخن یہ ہے
۱۲۱۴ھ

جناب حافظ سیّد محمد ظہور علیہ صاحب متخلص بہ حبیب فرخ آبادی

ہو طبع ایسا کلام فصیح — جسے دیکھکر کہئے صلِّ علےٰ

یہ ہی اے حبیب اوسکا مصراع سال | بہت خوب دیوان طاہر چھپا
۱۲ھ

ایضاً در صفت زُبربینہ

چھپا ایسا دیوان کہ جسکے سبب سے | سخنور ہوے سنبِ فصاحت سے ماہر
زُبربینہ مین حبیب اوس کی تاریخ | لکھو۔ کیا کلام مصفاے طاہر
۱۲ھ

جناب حکیم فیاض حسن صاحب فرخ آبادی حکیم تخلص فاگرد قبلہ منشی طفیل صاحب صفیر فرخ آبادی

طاہر نامی کی ہی کیا نظم مقبولِ جہان | جا بجا چھپنے سے پہلے جسنے پایا اشتہار
اے حکیم اب یون لکھو تاریخ سالِ انطباع | فصاحت مین ہی یہ دیوان برگزیدہ روزگار
۱۳ھ

جناب لالہ بنواری لعل صاحب وکیل عدالت فرخ آباد زاد لطفہ

مین نے جو کلامِ پاکِ طاہر | دیکھا تو کہا یہ ہے کرامت
ہاتف نے کہا لکھ ایسی تاریخ | ہو فصلی و عیسوی و ہجرت
فصلے اسکی یہ لکھے تاریخ | شاداب ہے گلشنِ فصاحت
۱۳۰۲ف
اچھا کا جو لفظ ہو اضافہ | ہجری تاریخ کی ہو صورت
تاریخ لطیف عیسوے لکھ | دیکھا کیا گلشنِ بلاغت
۹۴ ۱۸۹۵ع

جناب سیّد محمد محمود حمید صاحب اختر تخلص خلف منشی میر سجاد حیدر صاحب مضطر فرخ آبادی

بحمد اللہ کلامِ پاکِ طاہر | کہ در بزمِ تعلّی جاے او صدر
مضامینش مصفّا و مجلّے | نقاطش ہمچو قطب و فرقدین بدر
سطورش ہمسرِ زلفِ صبیحان | مدادش ہم سوادِ لیلۃ القدر
چنین بنوشت اختر سالِ طبعش | ملمع چون بیاضِ کوکب و بدر
۱۲ھ

از فکر عالی جناب سیّد محمد اسمٰعیل صاحب چھپرامؤی ذبیح تخلص وکیل عدالت منصفی چھپرامؤ

آن پاک و بلند نامِ طاہر — آن شوکت و احتشامِ طاہر
در ملکِ سخن مطیعِ عالم — فیضی عُرفی غلامِ طاہر
نقشِ اعلیٰ ز نظمِ پروین — اللہ اللہ نظامِ طاہر
چون کرد کلامِ خود مدوّن — گفتند بمن پیامِ طاہر
بنوشت ذبیح مصرعۂ سال — دائم افضل کلامِ طاہر ۱۳۱۲ھ

نتیجۂ فکر مولوی حاجی محمد عبد العزیز صاحب فرخ آبادی جلیل تخلص شاگرد قبلہ منشی صفیر صاحب مرحوم

زہے دیوانِ طاہر طیّب و پاک — کہ ہر یک شعر اعلیٰ انتخاب است
سنِ طبعش جلیل از بہرِ سامع — کلام بے نظیر و لاجواب است ۱۳۱۲ھ

جناب حرمت خان صاحب نیّر فرخ آبادی

چھپا فضلِ خدا سے اب وہ دیوان — جہان کہتا ہے جسکو لامعِ فیض
لکھو اب مصرعۂ تاریخ نیّر — زہے دیوانِ طاہر جامعِ فیض ۱۳۱۲ھ

جناب غلام علی شاہ صاحب عشق فرخ آبادی شاگرد حضرت خواجہ ابراہیم ذوق مغفور

بلاشک وہی ہے یہ دیوانِ رنگین — کہ اشعار سے جسکے شوخی ہے ظاہر
لکھا مصرعۂ سالِ عشقِ حزیں نے — چھپے واہ واہ وا یہ منظومِ طاہر ۱۳۱۲ھ

جناب منشی رام سہائے عرف پتو لعل صاحب حبیب تخلص متوطن مین پوری

چھپا ہے وہ دیوانِ طاہر حبیب — کہ مجھ سے نہیں جسکی ہوتی ثنا
بلا خرجہ سالِ فصلے لکھو — کہ ہے نظم کیا گوہرِ بے بہا ۱۳۱۲ھ

قطعۂ تاریخ رنجیتہ کلک مودت سلک منشی میر عابد حسین صاحب ضوی مراد آبادی
عابد تخلص محرر اجرای ڈگری منصفی مین پوری

چو شد طبع دیوان ہمثیل طاہر — دلم شاد و چشم جہان شد منور
بہ عابد سنہ عیسوی گفت ہاتف — چہ مطبوع جان است نظم مطہر

قطعۂ تاریخ طبع رقمزدۂ منشی رشک بہار یلعل صاحب نائب محافظ دفتر کلکٹری
مین پوری رنگین تخلص شاگرد مصنف

جہانین ہی رنگین یہ شہرت یہ دھوم — کہ کیا خوب دیوان طاہر چھپا
ز روے یقین کہدو تاریخ طبع — خوش اسلوب دیوان طاہر چھپا

قطعۂ تاریخ طبعزاد منشی شمبھو ناتھ صاحب وکیل عدالت ججی فرخ آباد لطیف تخلص
شاگرد مولوی محمد حاجی صاحب میر فرخ آبادی

ہوئے یون جلوہ گر دیوان سے انوار معنی کے — کہ جیسے مردمہ کی روشنی دنیا مین ظاہر ہے
لکھینگے ہم بھی تاریخ اذ لطیف اسکی کہ گردون سے — ندا آج آئی اک بحر سخن دیوان طاہر ہے

تقریظ منظوم مہ تاریخ طبع من نتائج طبع عالی سید کرار حسین صاحب وصل تخلص
مختار عدالت کلکٹری و فوجداری فرخ آباد شاگرد مصنف

ذرا اوستاد کا دیوان دیکھے — کہان ہی بلبل شیدا کہان ہی
خدا چاہے تو یہ کہکر پھڑک جاے — کہ کیا سرسبز باغ بیخزان ہے
بہار اس باغ کی جاتی نہین ہے — چمن مین موسم گل میہمان ہے
ہوئے یون طائر مضمون نو اسنج — کہ طوبی پر ہمارا آشیان ہے
جو ہو بیش نظر ہے باغ کا لطف — بغل مین ہو تو یار دلستان ہے

پسندِ دلبر و بیدل نہو کیون ؟ کہ حسن و عشق کی یہ داستان ہے
جو اسکو سحرِ بابل مین نے جانا کہا دل نے کہ یہ کیسا گمان ہے
ارے اِسکو تو کہتے ہین سخن فہم کلامِ شاعرِ معجز بیان ہے
تعالی مصنا مین کو تو دیکھو زمینِ شعر ہے یا آسمان ہے
جو نقطہ ہے کواکب کا ہے ہمسر ؟ جو مصرعہ ہی جواب کہکشان ہے
کھلے تیغِ زبان کے ایسے جوہر کہ حاسد کی زبان پر الامان ہے
زبانون پر سخن فہمون کے ہے واہ لبون پر خوردہ بینون کے فغان ہے
غرض کیا قبح بینِ خودستا سے مرے نزدیک وہ مٹھو میان ہے
ہزارون گوہرِ معنی ہین اس مین فصاحت کا یہ بحرِ بیکران ہے
زمینِ شعر ہم سمجھے ہین جسکو اُسی مین گنجِ معنی بھی نہان ہے
پریزاد و [illegible] جانِ عاشقان ہے
[illegible] ابرو
جہان ہے ہجر کا مضمون موزون وہان دل ناظرینون کا تپان ہے
مرصع ہر غزل ہر شعر چیدہ ؟ کہین بھرتی کا بھی نام و نشان ہے
بہت پابندیان قیدین ہزارون تعالی اللہ کیا ستھری زبان ہے
کہان کیسے فس و خاشاکِ اغلاط روانی طبع کی بحرِ روان ہے
رعایت استعارہ روز مرّہ خدا کے فضل سے سب کچھ یہان ہے
کہین حسنِ صنائع جلوہ آرا کہین خوبی بدائع کی عیان ہے
کہین ہے لطف سہلِ ممتنع کا کسی جا سادگی آئینہ سان ہے

جو باغین بہادی سادی بھی ہین اسمین — فدا اُن پر بہار بوستان ہے
غزل قطعہ قصیدہ اور خمسہ — غرض جو کچھ کہا بمثل ہان ہے
محاسن سے ہے مالا مال دیوان — معائب سے مبرّا بیگمان ہے
الفاظ ثقیل ہین نہ تعقید — نہ ایطا ہے نہ عیب شائگان ہے
اگر تعریف مینے کی تو کیا کی — ثنا گو اس کا ہر پیر و جوان ہے
جو دے کر نقد دل تک ہاتھ آئے — تو پھر ہین کہون اسکو گران ہے
پرکھنے والے اسکی داد دین گے — کہ ایک ایک اسکا صفحہ زرفشان ہے
رہین آباد و قائم یا الٰہی — مکین اسکے ہین مضمون یہ مکان ہے
نہو کیون اسمین دُنیا بھر کی خوبی — مصنّف اسکا کیسا نکتہ دان ہے
اُسی سے ہے سخن کا بُول بالا — وہ عالی فکر و عالی خاندان ہے
کہو اب نور کی تاریخ اے وصلؔ — کہ یہ شمع شبستان جہان ہے

۱۲ ۱۲ھ

منہ سلّمہ ربّہٗ

طبع دیوان کی خبر سُنکر یہ بلبُل نے کہا — اُسکی خوبی کیا بیان ہو گلشن بیخار ہے
فکر تاریخ مسیحی وصل جب مجکو ہوئی — غیب سے آئی صدا۔ وہ غیرت گلزار ہے

۹۴ ۱۸ء

مولوی کریم بخش صاحب عاشق فرخ آبادی شاگرد مصنّف

جبکہ ایسی رنگین ہو کلام اُستاد کا — لالہ گلزار کے دلمین حسد سے داغ ہے
سالِ ہجری کے لیے عاشق جو مینے فکر کی — دی ندا ہاتف نے۔ یہ دیوان بہار باغ ہے

۱۲ ۱۲ھ

ایضاً

دیوان ہوا جو چھپ کے تیار — خوبی ہوئی ہر طرح سے ظاہر

لکھا عاشق نے سالِ ہجری | طبع زیبا و نظم طاہر
۱۲ | ۱۳ھ

ایضاً

مضمون کی تعلیمون سے عاشق | روشن ہوئی شان نظم پروین
ہاتف نے کہا یہ فکر کے وقت | تاریخ ہے۔ جان نظم پروین
۱۲ | ۱۳۱۲ھ

از فکر عالی منشی بہاریلعل صاحب ایفنویس کلکٹری ضلع مین پوری شید اتخلص شاگرد مصنف

چھپ گیا دیوان خدا کے فضل سے استاد کا | جسکو کہتا ہی زمانہ لاجواب و بیمثال
یہ وہ ہی باغ سخن بلبل جو اسکو دیکھلے | شاد ہو ہو کر کہے اب دل ہوا میرا نہال
اسکے ہر اک شعر مین نازکخیالی کا ہی لطف | اسکا طالب کیون نہو ہر صاحب فضل و کمال
ہی یہ اسکی فکر عالی کا نتیجہ واہ واہ | جسکو کہتا ہے زمانہ میرا اوج کمال
خوش بیانی و فصاحت ختم ہی کیا بات ہے | سننے والے کیون نہ دین داد سخن بے قیل و قال
مشتہر جب سے ہوئی ہی اسکے چھپنے کی خبر | قدردان خوش ہو رہے ہین حاسدونکو ہی ملال
اب جناب احدیت مین مانگتا ہون یہ دعا | اسکو کر مقبول عالم یا خدائے ذوالجلال
خوب ہاتف نے سنایا مصرع تاریخ طبع | سچ یہ ہی شیدا ہر ہی دیوان طاہر بیمثال
۱۲ | ۱۳۱۲ھ

ایضاً عیسوی

نخل اس باغ کو سرسبز رکھے | رواں ہین اسمین انہار مضامین
کہو شیدا مسیحی اسکی تاریخ | کھلا کیا خوب گلزار مضامین
۹۳ | ۱۸۹۴ع

ایضاً سمت

یہ جسنے دیکھا کلام رنگین مثال شیدا ہوا وہ شیدا | چہک کی بلبل کیطرح بولا ہی رنگ اسمین جمکا کیسا
ہوئی جو ہمت کی محو خواہش تو فکر لکھو ہوئی زیادہ | کہا یہ ہاتف نے شاد ہو کر کھلا یہ غنچہ سخن کا کیسا
۱۹۰۱ء

از فکر عالی منشی رامدیال صاحب پیشکار عدالت کلکٹری ضلع اٹاوہ بتبدیل تخلص

شاگرد مصنف

چھپا ہی اندنون دیوان اوس استادِ کامل کا — کہ ہی ملکِ سخن کی جسکو زیبندہ جہانبانی
نہین آسان مشکل ہی نہین آسان مشکل ہے — کریگی کیا زبانِ ناطقہ اسکی ثناخوانی
ہر اک مصرعہ مین ہی اک نور کی تصویر کا عالم — جو دیکھین مانی و بہزاد ہو اونکو بھی حیرانی
ہزارون معنیِ پُرنور ہین ایک ایک مطلع مین — ہوئی ہی ماند اسکے آگے سورج کی درخشانی
غرض مجکو نہین ہی حاسدانِ کور باطن سے — جو دیکھین اسکو ارباب نظر آنکھین ہون نورانی
یقیناً دادِ تحسین وہ بھی دیتے شادمان ہوکر — اگر ہوتے جہانمین فیضی و عرفی و خاقانی
خدا رکھے سلامت ایسے شاعر ایسے کامل کو — بلاغت جسکا حصہ جسکے قبضہ مین سخندانی
ہوئی جب فکر ای بیدل تو دل نے غور کامل سے — کہی تاریخ اسکی - ہی کلام خوب ولاثانی ۱۳۱۲ھ

طبعزاد منشی ٹھاکر لعل سنگھ کامل تخلص شاگرد مصنف

جو ختم حضرتِ اوستاد کا ہوا دیوان — خیال طبع کی تاریخ کا مجھے بھی ہوا
سروش نے یہ پڑھا مصرعہ سنِ ہجری — کلام طاہر استاد و کامل و یکتا ۱۳۱۲ھ

منہ

چھپ گیا جب یہ کلام اوستاد کا — دیکھکر شادان ہوئے برنا و پیر
مصرعہ تاریخ کامل نے کہا — واہ کیا دیوان چھپا ہے بے نظیر ۱۳۱۲ھ

مولوی گھسو خان فائق تخلص شاگرد مصنف

چھپ گیا دیوانِ اوّل حضرتِ اوستاد کا — خوش بیانی کے ہوئے اسرار ظاہر دیکھنا
ناظرینون سے ادب کے ساتھ یہ تاریخ طبع — عرض کی فائق نے - اوجِ نظمِ طاہر دیکھنا ۱۳۱۲ھ

مؤلف نمبر (۷)

طبعزاد منشی بعلجی سہای صاحب وکیل عدالت دیوانی ضلع کانپور فرحت تخلص

شاگرد مصنف

شکر ہے چھپ گیا کلام بلیغ | ایک عالم مین جسکی شہرت ہے
کہی فرحت نے عیسوی تاریخ | یہی اک گلشن بلاغت ہے
۱۸۹۴ء

منشی چھیدی لعل ماسٹر کاکوروی تمنا تخلص شاگرد مصنف از ترزوا

یہ کلیات قبلہ وکعبہ کا چھپ گیا | دیوان کائنات مین گویا ہوا نتخاب
بے عیب تخرجہ مین تمنا رقم کرون | تاریخ طبع ۔ مخزن اشعار لاجواب
۱۲ ۱۳ھ

مولوی عبداللہ کیفی تخلص شاگرد مصنف

دیوان ہے واہ واہ کیسا رنگین | ہر شعر بلند جسکا سرو زیبا
کیفی نے کہا سنہ مسیحی اسطرح | پھولا یہ سخن کا باغ کیسا اچھا
۱۸۹۴ء

قطعہ تاریخ از نتائج طبع سید محمد نظر علی تائب تخلص خلف اوسط مصنف

اللہ ری دیوان کہ سب کہتے ہین اسکو | بیمثل ہے نایاب ہے گلزار سخن کا
تاریخ کی ہو فکر جو ای حضرت تائب | کہدیجئے ۔ شاداب ہے گلزار سخن کا
۱۲ ھ ۱۳

منہ عیسوی

دنیا مین ہوئی قدر شناسان سخن شاد | جسوقت سنی آپکے دیوان کی شہرت
ہی مصرعہ طوبی سے سوا مصرعہ موزون | ہر شعر ہے دیوان کا دیوان بلاغت
پیدا ہی ہر ایک لفظ سے اعجاز سخن کا | ہر حرف سے سرسبز ہے گلزار فصاحت
ہر ایک غزل مین گل مضمون ہین شگفتہ | ہے صفحہ دیوان چمنستان لطافت
رہتے ہین فصیحان جہان جسکے ثناخوان | کی ہو وہ زبان آپکو خالق نے عنایت

تاسب کی یہ خواہش یہ تمنا یہ دعا ہے	اللہ کرے حسنِ قبول اسکو عنایت
اب نظم کرین مصرعِ تاریخ مسیحی	زیبا ہے اسے ہم کہین ورنہ بلاغت ۱۸۹۴ء

خاتمۃ الطبع مع قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر احقر العباد اصغر الافراد حقیر و کمترین شیخ محمد شمس الدین شمس فرخ آبادی شاگرد حضرت مصنف مدظلہ العالی

الحمد للہ علی احسانہ کہ یہ دیوان بلاغت نشان ریختہ کلک گہر سلک افتخاری استطہاری حضرت منشی مولوی سیّد محمد طاہر علی صاحب طاہر دامت افاداتہم شاگرد حضرت بحر لکھنوی مرحوم و حاجی منفی ابد احسین صفیر فرخ آبادی مغفورا علی اللہ مقامہما بخط خام احقر الانام بندۂ شمس الدین شمس تمام ہوا۔ یہ وہ دیوان ہے جسکے لیے قدر شناسان سخن ایک مدت سے ہمہ تن چشم اشتیاق تھے۔ یہ وہ کلام ہے کہ جسکے واسطے ایک زمانہ کا دل بیتاب تھا اب ناظرین باتمکین ملاحظہ فرمائین بندشون کی پاکیزگی محاورون کی خوبی مضامین کی تازگی معانی کی تعلّی نشست الفاظ کی چستی زبان کی لطافت کیا کیا رنگ دکھا رہی ہے۔ ہر شعر عاشقانہ چوٹ کھائے ہوئے دلون کو ناوک ہر مضمون درد مشحون مجروحان الفت کے لیے نشتر غرضکہ اسکی خوبیان اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہین یہ دیوان زیادہ تر نیازمند کے اصرار و تلاش سے طبع ہوا ورنہ حضرت مصنّف کی وارستہ مزاجی کم اعتنائی سے اسقدر کلام کا بھی فراہم ہو کر طبع ہونا محال تھا جناب ممدوح نے کمال یہ کیا ہے کہ باوصف تعلق ملازمت سرکار رانگلشیہ جسکی وجہ سے فرصت فکر سخن کی کمیاب تھی اور باوجود ایسے ایسے متروکات شاعری کے جنکی وجہ سے کوچۂ شاعری اپنے لیے نہایت تنگ کر رکھا ہے

ایسے ایسے جواہر زواہر مضامین کا ذخیرہ جوہر شناسون کے لیے جمع کیا کہ
باید و شاید اللہ اسکو چشم حساد و دیدۂ بد سے محفوظ رکھکر حسن قبول عطا فرمائے آمین ثم آمین

قطعۂ تاریخ

کیون نہ شکار اسکے ہون قدردانِ شعر	دیوان ہو مخزنِ عالی صفات کا
او شمس اب یہ مصرعۂ تاریخ کر رقم	ہر بحر اسکی چشمہ ہو آبِ حیات کا
	۱۲ ۱۳ ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ درین ایام میمنت انضمام دیوان بلاغت نشان
مصنفہ منیف شاعر شیرین زبان ناظم جادو بیان افصح الفصحا ابلغ البلغا
یگانۂ تازہ میدان سخن طرازی شہسوار مضمار انشا پردازی مولوی منشی
سید محمد طاہر علی صاحب طاہر المسمے بہ دیوان طاہر
باہتمام راجی رحمت یزدان عاجز محمد عزیز الرحمن
نبیرہ حاجی محمد حسین صاحب مغفور بمطبع محمدی
واقع کانپور گودام روغن انڈی
حافظ عبد الکریم و عبد الرحیم صاحب
سودا گر زیور طبع ہی آراستہ ہوا
نصارت بخش چشم خوشنامان
ہوا

ماہ مئی ۱۸۹۵ء

صحت نامہ دیوان طاہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۳	۷	الفتِ رخسارِ یار مین	الفتِ زلفِ دراز مین	۷۸	۸	کہ ذرت کو جلا	کہ ورت کو جلا
۲۰	۱۵	خدا یاد آیا	فلک یاد آیا	ایضاً	۱۰	رنگ اس آئینہ مین	زنگ اس آئینہ مین
۲۷	۱	یدِ بیضا	رُخِ زیبا	۸۲	۴	ایجان نظر سے	امعان نظر سے
۲۹	۸	بتونکو جو خدا نے	جتونکو تو خدا نے	۸۶	۳	خبرا ونکے	غیرا ی دل
۳۲	۹	شام فرقت کے	شام فرقت مین	۸۷	۸	آمد آمد عشق سُنکر	آمد آمد عشق کی سُنکر
۳۳	۱	یا اَیہا العالمین	یا اَیُّہا العالمین	۹۳	۶	سمجھ کے مجکو	سمجھ کے اپنے
۳۸	۵	وعظ و بند کا	وعظ و پند کا	۹۸	۱۰	دندان یار زلف	دندان مار زلف
۴۴	۱۳	حال مجنون جو سُنا	حال مجنون تو سُنا	۱۰۳	۳	بزم سے	بزم مین
۴۹	۱۰	آنکھین روسن	آنکھین روشن	۱۰۸	۱۵	چھینٹے دی دی	چھینٹے دی دی کے
ایضاً	۱۶	خود آگیا	خود آگیا	۱۲۱	۲	بلا برسون	قضا برسون
״	۱۸	زنگ ہلکا	رنگ ہلکا	ایضاً	۱۰	نام سی نگ بنون	نام سے ننگ ہے
۵۲	۴	بخت عدو	بخت عدو	۱۲۷	۱۱	برہمن کیطرح سے	برہمن کی طرح مین
۵۳	۱۸	اس فہم اس گمان	اس وہم اس گمان	۱۲۹	۱۰	چھپا رکھتا تھا	چھپا رکھنا تھا
۵۵	۷	دیکھ کے ہو	دیکھ کے ہے	۱۳۱	۱۶	اوس سے	اِس سے
۶۰	۱۳	فیاض کے لیے	بے فیض کے لیے	۱۳۲	۱	نہان نہو	عیان نہو
۶۷	۱۳	نالونکی ہر بر آواز شنیدا	نالہ کی ہر بر آواز شنیدا	۱۳۵	۱۳	وہ نقاہت کا سبب ہی ہے	بیقراری کا سبب ہی باعث وہ نقاہت کا سبب ہی ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۳۸	۶	انگی ہے	مانگی ہے
۱۴۱	۳	یار کے در تک	یار کے گھر تک
۱۴۳	۱۰	کہ عیب عدہ خلافی	کہ عیب عدہ خلافی
۱۴۵	۳	اوٹھائی	لگائی
۱۴۶	۱۲	ای جوش جنون	ای دشت جنون
۱۴۸	۱۸	شب ہی مہتاب	شب کو ہی مہتاب
۱۴۹	۲	ہلال	ملال
۱۶۰	۶	سرو صنوبر	سرو و صنوبر
۱۶۱	۱۸	وطاوس کی رفتار	نہ طاؤس کی رفتار
۱۶۴	۱۳	برق طلیدہ	برق تپیدہ
۱۶۷	۴	سب بے نیاز	بت بے نیاز
۱۷۰	۱۶	واجب الرحیم	واجب الرحم
۱۷۲	۳	بگڑای ہوے	جگڑای ہوے
۱۸۷	۱۰	اونکو زوال	جنکو زوال
۱۸۸	۱	ایک پتھر سے	ایک ٹھوکر سے
۱۹۳	۱۰	جانے کی اجازت	رونے کی اجازت
۲۰۰	۷	روبرو ہے	سرخرو ہے
۲۰۳	۷	اور گالیان دو	یا گالیان دو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۱	۷	سنامناکر	سامناکر
۲۵۵	۶	مین کہون	مین کیون کہون
۲۵۹	۱۸	کمیات	کمیاب

قصیدۂ ردیف حرف (ر) مین سہو کاتب سے ۱۹ شعر مکرر درج ہو گئے اور جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی کے نام نامی مین (انفاذ احمد) بھی کاتب کے سہو سے رہ گیا ہے :-

تمام شد

کتب خانہ
مجموعہ نمائندہ

اعلان

خداوند کریم

کے فضل و کرم سے یہ کتاب لاجواب

جسکا نام **دیوان طاہر** ہے اوسکی تعریف سے ناطقہ کی زبان

قاصر ہے شاعر جادو بیان ناظم شیرین زبان جناب منشی مولوی **سید**

محمد طاہر علی صاحب طاہر فخر آبادی کی تصنیف جسکی بندش چست محاورات درست

روزمرہ صاف زبان شستہ اور شفاف مضامین نہایت لطیف ہین جسکی دید کی مدت سے

مشتاقین کو آرزو تھی عرصے سے طالبین کو جستجو تھی وہ ماہ جون ۱۸۹۶ع مین مطبع

محمدی کانپور مین بکمال خوش اسلوبی بندہ **محمد عزیز الرحمن** مہتمم مطبع کی کوشش سے چھپکر

تیار ہوا اور حق تصنیف اسکا مطبع ہذا کے نام ثبت ہوچکا لہذا اجلد اہل مطابع اور تاجران

کتب سے درخواست ہے کہ وہ بطور خود اس کتاب کے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد

نکرین بلکہ حق نسخے مطلوبہ ہون مجلد ۱ کے حساب سے بے تکلف

مشتہر سے طلب فرمائین ورنہ ہرجہ نقصان کے

ذمہ دار ہونگے

المعلن

محمد عزیز الرحمن مہتمم مطبع **محمدی**

کانپور واقع گلس بازار

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

بجٹ

جامع تجویز

۱۔ ایک غیر سرکاری تنظیم

۲۔ شعبہ حساب

۳۔ شعبہ

۴۔ شعبہ

۵۔ شعبہ

۶۔ شعبہ

۷۔ شعبہ

۸۔ شعبہ

۹۔ شعبہ

۱۰۔ شعبہ

۱۱۔ شعبہ

۱۲۔ شعبہ

۱۳۔ شعبہ

۱۴۔ شعبہ

۱۵۔ شعبہ

۱۶۔ شعبہ

۱۷۔ شعبہ

۱۸۔ شعبہ

۱۹۔ شعبہ

۲۰۔ شعبہ

۲۱۔ شعبہ

۲۲۔ شعبہ

۲۳۔ شعبہ

۲۴۔ شعبہ

۲۵۔ شعبہ

۲۶۔ شعبہ

۲۷۔ شعبہ

۲۸۔ شعبہ

۲۹۔ شعبہ

۳۰۔ شعبہ

۳۱۔ شعبہ

۳۲۔ شعبہ

۳۳۔ شعبہ

۳۴۔ شعبہ

۳۵۔ شعبہ

۳۶۔ شعبہ

۳۷۔ شعبہ

۳۸۔ شعبہ

۳۹۔ شعبہ

۴۰۔ شعبہ

۴۱۔ شعبہ

۴۲۔ شعبہ

۴۳۔ شعبہ

۴۴۔ شعبہ

۴۵۔ شعبہ

۴۶۔ شعبہ

۴۷۔ شعبہ

۴۸۔ شعبہ

۴۹۔ شعبہ

۵۰۔ شعبہ

۵۱۔ شعبہ

۵۲۔ شعبہ

۵۳۔ شعبہ

۵۴۔ شعبہ

۵۵۔ شعبہ

۵۶۔ شعبہ

۵۷۔ شعبہ

۵۸۔ شعبہ

۵۹۔ شعبہ

۶۰۔ شعبہ

۶۱۔ شعبہ

۶۲۔ شعبہ

۶۳۔ شعبہ

۶۴۔ شعبہ

۶۵۔ شعبہ

۶۶۔ شعبہ

۶۷۔ شعبہ

۶۸۔ شعبہ

۶۹۔ شعبہ

۷۰۔ شعبہ

۷۱۔ شعبہ

۷۲۔ شعبہ

۷۳۔ شعبہ

۷۴۔ شعبہ

۷۵۔ شعبہ

۷۶۔ شعبہ

۷۷۔ شعبہ

۷۸۔ شعبہ

۷۹۔ شعبہ

۸۰۔ شعبہ

۸۱۔ شعبہ

۸۲۔ شعبہ

۸۳۔ شعبہ

۸۴۔ شعبہ

۸۵۔ شعبہ

۸۶۔ شعبہ

۸۷۔ شعبہ

۸۸۔ شعبہ

۸۹۔ شعبہ

۹۰۔ شعبہ

۹۱۔ شعبہ

۹۲۔ شعبہ

۹۳۔ شعبہ

۹۴۔ شعبہ

۹۵۔ شعبہ

۹۶۔ شعبہ

۹۷۔ شعبہ

۹۸۔ شعبہ

۹۹۔ شعبہ

۱۰۰۔ شعبہ